حضرت مسیح کے حواریوں نے اپنے آپ کو اور تمام دنیا کی چیزوں کو فراموش کر دیا تھا۔ سب سر و سامان ترک کر کے ہوا و ہوس سے پاک اور منزہ ہو گئے تھے۔ سب تعلقات سے الگ تھلگ ہو کر تمام ملکوں اور شہروں میں پھیل گئے تھے۔ اور خلقِ خدا کی ہدایت میں لگ گئے۔ حتیٰ کہ انھوں نے دنیا کو ایک دوسری دنیا بنا دیا۔ اور عالمِ خاک کو چمکا دیا۔ اور اپنے آخری دم تک اُس دلبرِ رحمانی کی راہ میں جانفشانی کرتے رہے۔ اُن میں سے ہر ایک مختلف ملکوں میں شہید ہوا۔ پس وہ جو مردانِ عمل ہیں اُن کی پیروی کریں۔

اے میرے پروردگار! اے میرے خدا۔ میں تجھے تیرے انبیاء، تیرے رسولوں۔ تیرے اولیاء اور تیرے اصفیاء کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ میں نے تیرے احباب پر اتمامِ حجت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اُن کے سامنے سب باتیں کھول کر رکھ دیں تاکہ وہ تیرے امر کی محافظت کریں اور تیرے طریقِ مستقیم کے محافظ ہوں اور تیری نورانی شریعت کی محافظت کریں۔ بے شک تو شاہد و علیم ہے

تمت

(مطبوعہ کمال پرنٹنگ پریس نئی سڑک دہلی)

ذخیرہ محمد اقبال مجددی لاہور

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

ز

جو

Marfat.com

137/81

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ مصنف	۹	حضرت باب کی شہادت	۳۴
دیباچہ طبع دوم	۱۱	کوہ کرمل پہ آپ کا روضۂ مبارکہ	۳۵
		حضرت باب کا کلام	۳۵
پہلا باب		مَن یظہرہُ اللہ	۳۷
بشارت		قیامت. بہشت و دوزخ	۳۷
		معاشرتی اور اخلاقی تعلیمات	۳۸
دنیا کی تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ	۱۲	حضرت باب کا شوق اور آپ کی فتح	۳۹
بدلتی ہوئی دنیا	۱۵	**تیسرا باب**	
آفتاب صداقت	۱۷		
حضرت بہاء اللہ کا کام	۱۸	**حضرت بہاء اللہ**	
پیشگوئیوں کا پورا ہونا	۱۹	پیدائش اور اوائل عمر	۴۱
پیغمبری کے ثبوت	۲۲	بابیوں کے زمرہ میں آپ کی قید	۴۲
تحقیق کی مشکلات	۲۳	بغداد کو جلاوطنی	۴۵
اس کتاب کا منشاء	۲۵	بیابان میں دو سال	۴۶
دوسرا باب		ملاؤں کی مخالفت	۴۷
		رضوان میں اعلان	۴۸
حضرت باب مبشر	۲۶	قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل	۴۹
بچپن اور جوانی	۲۸	الواحِ ملوک	۵۰
اعلان	۲۹	سجنِ عکا	۵۳
بابی تحریک کی ترقی	۳۰	سختی میں کمی	۵۴
حضرت باب کا دعویٰ	۳۱	دروازۂ سجن کا کھلنا	۵۴
ظلم و ستم کا بڑھنا	۳۲	ایام آخری	۵۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
صعود	۶۲	**بہائی کون ہے؟**	
بہاء اللہ کا مقام	۶۳		
بہاء اللہ کا کام	۶۹	بہائی زندگی	۱۰۰
آپ کا کلام	۷۲	عبادت الٰہی	۱۰۱
بہائی روح	۷۴	حقیقت کی تلاش	۱۰۳
		خدا کی محبت	۱۰۵
چوتھا باب		انقطاع	۱۰۸
حضرت عبدالبہاء		اطاعت	۱۰۹
		خدمت	۱۱۱
پیدائش اور بچپن	۷۶	تبلیغ	۱۱۲
جوانی	۷۸	اخلاق و آداب	۱۱۴
شادی	۷۹		
مرکز میثاق	۸۱	چشم خطاپوش	۱۱۶
سخت قید کا دوبارہ عائد ہونا	۸۲	انکسار	۱۱۷
ترکی کمیشن	۸۵	راستبازی و امانت	۱۱۹
ممالک غرب میں سفر	۸۶	خودشناسی	۱۲۰
ارض مقدس کو واپسی	۸۸		
جنگ عظیم کے ایام حیفا میں	۹۰	**چھٹا باب**	
سر کا خطاب	۹۱	**دعا یا نماز**	
آخری سال	۹۲		
صعود	۹۳	خدا کے ساتھ مکالمہ	۱۲۳
الواح و خطابات	۹۵	حالت خضوع	۱۲۵
عبدالبہاء کا مقام	۹۶	وسیلہ کی ضرورت	۱۲۶
بہائی زندگی کا نمونہ	۹۸	دعا مانگنا یا نماز پڑھنا فرض ہے	۱۲۸
پانچواں باب		دعا محبت کی زبان ہے	۱۳۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ

دعا یا عبادت با جماعت ۱۳۱
بلاؤں سے نجات ۱۳۲
دعا اور قانونِ قدرت ۱۳۵
بہائی دعائیں ۱۳۶

ساتواں باب

صحت و شفاء

جسم اور روح ۱۴۰
وحدت حیات ۱۴۱
سادہ زندگی ۱۴۱
مسکرات اور منشیات ۱۴۲
لذائذ ۱۴۲
پاکیزہ زندگی اور صفائی ۱۴۳
شریعت کی اطاعت کے نتائج ۱۴۴
مظہر اللہ بطور طبیب ۱۴۵
مادی ذرائع سے صحت ۱۴۶
غیر مادی وسائل سے شفاء ۱۴۷
روح القدس کی قوت ۱۴۹
بیمار کا فرض ۱۵۰
شفا بخشنے والا ۱۵۲
کس طرح سب مدد کر سکتے ۱۵۳
سنہری زمانہ ۱۵۶
صحت کا صحیح استعمال ۱۵۶

آٹھواں باب

وحدتِ ادیان

انیسویں صدی میں فرقہ بازیاں ۱۵۹
حضرت بہاء اللہ کا پیغام ۱۶۰
کیا انسانی طبیعت بدل سکتی ہے؟ ۱۶۱
اتحاد کی طرف پہلا قدم ۱۶۳
مسئلۂ فضیلت ۱۶۴
تدریج وحی ۱۶۶
انبیاء کی عصمت ۱۶۸
ظہورِ اعظم ۱۷۰
ایک نئی صورتِ حال ۱۷۲
امر بہائی کی کاملیت ۱۷۳
بہائی میثاق ۱۷۴
امر بہائی میں پیشہ ور مذہبی پیشوا نہیں ۱۷۷

نواں باب

حقیقی تمدن

دین تمدن کی بنیاد ہے ۱۸۰
عدل ۱۸۱
طرز حکومت ۱۸۳
سیاسی آزادی ۱۸۶
حکام اور رعایا ۱۸۷
تفریح اور ترقی ۱۸۸
اقتصادی مسائل ۱۸۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
دخل اور خرچ	١٩١
خود اختیاری حق داری	١٩١
کام کرنا سب کے لئے فرض ہے۔	١٩٢
دولت کے اخلاقی قوانین	١٩٣
تجارتی غلامی کی نہی	١٩٤
وصیت و میراث	١٩٦
مرد و عورت کی مساوات	١٩٧
خواتین اور نیا دور	٢٠٠
تشدد آمیز طریقوں کی ممانعت	٢٠٠
تعلیم	٢٠١
فطرت کے جبلی اختلافات	٢٠٣
تربیت سیرت	٢٠٤
ہنر۔ علوم و دستکاری	٢٠٥
مجرموں سے سلوک	٢٠٥
اختیارات	٢٠٧
دسواں باب	
طریق امن	
اختلاف بمقابلہ اتحاد	٢٠٩
صلح اکبر	٢١٠
مذہبی تعصبات	٢١١
جنسی اور ملکی تعصبات	٢١٤
جوع ارض	٢١٥
عالمگیر زبان	٢١٧
لیگ آف نیشنز	٢٢٠
بین الاقوامی عدالت	٢٢٣
تحدید اسلحہ	٢٢٤
عدم مزاحمت	٢٢٥
نیکی کی راہ میں کوشش	٢٢٦
اتحادِ مشرق و مغرب	٢٢٨
گیارھواں باب	
احکام و تعلیمات	
راہبانہ زندگی	٢٣١
شادی یا ازدواج	٢٣٢
طلاق	٢٣٤
بہائی تقویم	٢٣٥
محافل روحانی	٢٣٧
تیوہار	٢٣٩
روزے	٢٤٠
مجالس	٢٤٢
مشرق الاذکار	٢٤٥
حیات بعد الممات	٢٤٨
بہشت و دوزخ	٢٥٠
ہر دو عوالم کی وحدت	٢٥٢
عدم وجودِ شر	٢٥٦
بارھواں باب	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مذہب و سائنس	
آویزش کی وجہ غلطی ہے	۲۵۹
انبیاء کو ایذا دینا	۲۶۰
طلوعِ اطمینان	۲۶۲
صداقت کی تلاش	۲۶۵
حقیقی علم الوہیت	۲۶۶
عرفانِ الٰہی	۲۶۷
مظاہرِ الٰہی	۲۶۷
آفرینش	۲۶۹
ارتقائے انسان	۲۷۱
جسم اور روح	۲۷۴
وحدتِ انسان	۲۷۵
دورِ وحدت	۲۷۶
تیرھواں باب	
پیشینگوئیاں جو ظہورِ بہائی نے پوری کیں	۲۷۸
خدا کی آمد	۲۸۰
حضرت مسیح کے بارے میں پیشینگوئیاں	۲۸۱
حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کے بارے میں پیشینگوئیاں	۲۸۳
بہاء اللہ	۲۸۵
یوم اللہ	۲۸۶
حضرت عبدالبہاء کے بارے میں پیشینگوئیاں	۲۸۷
قیامت یا یوم العدل	۲۹۰
حشر یا بعثت	۲۹۳
مسیح کی دوبارہ آمد	۲۹۵
آخر کا وقت	۲۹۸
آسمان اور زمین پر نشانیاں	۳۰۱
ظہورِ موعود کس طرح ہوگا	۳۰۴
چودھواں باب	
حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء کی پیشینگوئیاں	
کلام الٰہی کی قوت نفوذ	۳۱۰
نپولین سوم	۳۱۵
جرمنی	۳۱۶
ایران	۳۱۷
ترکی	۳۱۸
امریکا	۳۲۱
جنگ عظیم	۳۲۱
جنگ کے بعد معاشرتی آفتیں	۳۲۴
خدا کی بادشاہت کا آنا	۳۲۹
عکّا اور حیفا	۳۳۱

Marfat.com

پندرھواں باب

یادِ گذشتہ و امیدِ آئندہ

ترقی امر اللہ	۳۴۴
حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی صداقت کے ثبوت	۳۵۹
شاندار مستقبل	۳۶۰
دین کا تازہ ہونا	۳۶۲
وحی تازہ کی ضرورت	۳۶۳
حق سب کے لئے ہے	۳۶۳
وصایائے عبدالبہاء	۳۶۵
نیا ورق	۳۶۵
ولی امر اللہ	۳۶۶
ایادی امر اللہ	۳۶۷
محافل رُوحانی	۳۶۹
مزید وصایائے عبدالبہاء	۳۶۹

تمت

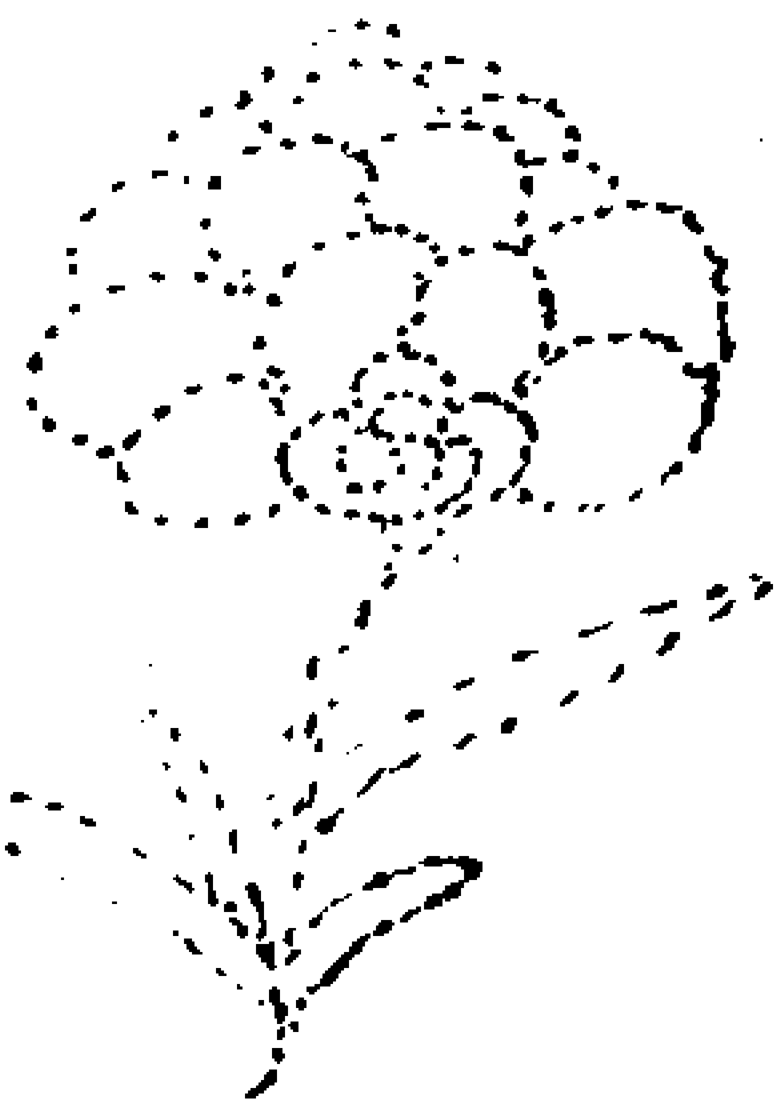

Marfat.com

دیباچہ مصنّف

دسمبر ۱۹۱۴ء میں کچھ ایسے احباب سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا جو حضرت عبدالبہار سے مل چکے تھے۔ اور وہ ایک رسالے جو ان دوستوں نے دیئے تھے میں نے پڑھے جس سے مجھے پہلی مرتبہ امر بہائی سے واقف ہونے کا موقع ملا۔ بہائی تعلیمات کی ہمہ گیری۔ قوت اور خوبی نے مجھ پر فوراً ہی بڑا اثر کیا۔ میں نے یہ محسوس کر لیا کہ موجودہ دنیا کی ضروریات کو کامل اور اطمینان بخش طریقہ سے پورا کرنے کے لئے قانونِ شریعت کو جیسے بہائی تعلیمات پیش کرتی ہیں ویسے کوئی اور دین پیش نہیں کرتا۔ جس قدر میں اس امر کا مطالعہ کرتا گیا میرا یہ احساس زیادہ قوی اور زیادہ گہرا ہوتا گیا۔

اس تحریک کے متعلق علم حاصل کرنے کے لئے جن کتابوں کی ضرورت تھی ان کے حاصل کرنے میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس لئے ان کتابوں کو پڑھ کر فوراً مجھے خیال ہوا کہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا خلاصہ ایک کتاب کی صورت میں جمع کروں تاکہ دوسرے لوگ بآسانی ان تعلیمات سے واقف ہو سکیں۔

جنگِ عظیم کے بعد فلسطین سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہونے پر میں نے اس کتاب کے پہلے نو باب جن کا مسودہ اس وقت قریباً مکمل ہو چکا تھا حضرت عبدالبہا کی خدمت میں ارسال کئے آپ نے مجھے ایک نہایت محبت آمیز خط لکھا اور مجھے نہایت محبت آمیز مخلصانہ دعوت دی کہ میں اپنا سارا مسودہ لیکر آپ کی خدمت میں حیفا پہنچوں۔ میں نے نہایت خوشی سے اس دعوت کو قبول کیا

اور ۱۹۱۹-۲۰ء ۲ ½ ماہ تک مجھے حضرت عبد البہاء کا مہمان رہنے کا شرف حاصل ہوا اِس اثناء میں کئی موقعوں پر حضرت عبد البہاء نے اِس کتاب کے بارے میں مجھ کو گفتگو کی اور اس کی اصلاح کے لئے نہایت قیمتی مشورے دیئے اور مجھ سے فرمایا کہ جب تم سارے مسودے پر نظرِ ثانی کر لوگے تو میں اس کا فارسی ترجمہ کروں گا تاکہ اسے خود پڑھ کر اس میں جہاں کہیں ضرورت ہو اصلاح یا ترمیم کر دی جائے۔ اس حکم کے مطابق نظرِ ثانی اور ترجمہ کیا گیا۔ اور حضرت عبد البہاء نے اپنی وفات سے پہلے باوجود کثرتِ مشاغل کے ۴ ½ ابواب یعنی پہلے۔ دوسرے تیسرے اور پانچویں باب کی تصحیح فرمائی۔ مجھے اس بات کا سخت صدمہ ہے کہ حضرت عبد البہاء سارے مسودے کی اصلاح نہ فرما سکے جس سے اِس کتاب کی قدر و اہمیت کو چار چاند لگ جاتے۔ اس کے بعد محفلِ ملی بہائیانِ انگلستان کی ایک کمیٹی نے سارے مسودے کو غور و احتیاط سے دیکھا۔ اور اب یہ کتاب اُسی محفلِ مقدس کی منظوری سے طبع کی گئی ہے۔

میں مس ای۔ جے روزنبرگ محترمہ کلاڈیا۔ ایس کولز۔ مرزا لطف اللہ ایس حکیم مسٹر رائے ویلہلم اور مسٹر مانٹفورٹ مز اور دیگر بہت سے احباب کا تہِ دل سے ممنون ہوں جنھوں نے اس کتاب کے مرتب کرنے میں مجھے نہایت قیمتی مدد دی

عربی اور فارسی نام یا الفاظ جو میں نے رومن میں لکھے ہیں اُن کے لیے وہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے جسے اختیار کرنے کی حال ہی میں شوقی آفندی نے تمام دُنیا کے بہائیوں کو تاکید فرمائی ہے۔

جے۔ ای۔ ایسلمنٹ
فیر نورڈ کالمش۔ نزد ابرڈین

Marfat.com

دیباچہ طبع دوم

تقریباً دس سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ "بہاء اللہ و عصر جدید" طبع ہوئی یہ کتاب ایک محقق کے قلم سے امر بہائی کی درست و کامل تشریح ہے۔ امر اللہ کا اطمینان بخش تعارف کرانے میں یہ کتاب اتنی مفید ثابت ہوئی کہ مشرق و مغرب کے اہل بہاء اب تک اس کا ۳۵ زبانوں میں ترجمہ کرا چکے ہیں۔

جیسا کہ ڈاکٹر اسلیمنٹ نے خود بھی تسلیم کیا ہے حضرت عبد البہاء کے صعود فرمانے کے بعد امر بہائی کی تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے۔ پس جو کچھ مصنف نے ۱۹۲۱ء سے پہلے لکھا تھا اس کی بہت سی باتیں امر کے ترقی کر جانے کی وجہ سے غیر ضروری ہو گئیں۔ اس کے علاوہ آپ نے جو کچھ اس زمانہ کے واقعات اور اجتماعی حالات کے بارے میں لکھا ہے وہ اب مضمون سے مربوط دکھائی نہیں دیتا۔ کتاب میں کچھ ایسی باتوں کا لکھا جانا بھی ناگزیر تھا جن کی مستند تشریح ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ مثلاً حضرت باب اور حضرت عبد البہاء کے مقامات کے متعلق پہلے تشریح نصیہ موجود نہ تھی۔ ولی امر اللہ حضرت شوقی ربانی نے مستند تشریح فرما کر احبائے الٰہی کے عقیدہ کو اس مسئلہ کے متعلق صحیح فرمایا ہے۔

اس لئے یہ ایڈیشن محفل روحانی ملی بہائیان امریکا کی نظر ثانی کے بعد شائع ہوا ہے اور یہ نظر ثانی حضرت ولی امر کے حکم سے کی گئی ہے۔ نظر ثانی کرتے وقت نہ تو ڈاکٹر اسلیمنٹ کے اصل منشاء میں کوئی ترمیم کی گئی ہے اور نہ ہی آپ کے نص کے کسی بڑے حصہ کو تبدیل کیا گیا ہے نظر ثانی کا مقصد صرف یہ ہے کہ مصنف کی وفات کے بعد جو ترقیاں عمل میں آئیں ان کا اضافہ کر کے آپ کی عبارات کو زیادہ واضح کیا جائے۔ نیز جو حوالے بہائی نصوص [illegible] کے دیئے ہیں ان کے بہترین ترجمے درج کر دیئے جائیں۔

(جنوری سنہ ۱۹۳۷ء)

Marfat.com

پہلا باب

بشارت

"دنیا کی تمام قوموں کا موعود ظاہر ہوگیا ہے۔ تمام ادیان و اقوام کو ایک مظہرِ ربانی کے ظہور کا انتظار تھا۔ اور یہ ظہور، کل بنی نوعِ انسان کے لئے معلّم و مربّی اعظم حضرت بہآء اللہ ہیں۔" (دربیابا)

دنیا کی تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ

اگر ہم ارتقائے انسانی کی داستان کو جو صفحاتِ تاریخ میں درج ہے غور سے پڑھیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ انسانی ترقی کا سب سے بڑا عنصر ہر زمانے میں ایک ایسے انسانِ کامل کی آمد رہی ہے جو وقت کے مروّجہ خیالات سے آگے بڑھکر ایسی حقیقتوں کی نقاب کشائی کرتا ہے جو اُس وقت تک انسانوں سے مخفی ہوتی ہیں۔ موجد۔ حکیم۔ رہنما۔ پیغمبر۔ یہ ایسے انسان ہیں جو درحقیقت دنیا کو بالکل بدل دیتے ہیں۔ جیسا کہ کارلائل نے کہا ہے:۔

"صاف بات اور ہمارے خیال میں ایک صریح اور بدیہی مسئلہ یہ ہے کہ ...... ایک فردِ واحد جو ایک اعلیٰ دانائی کا مالک ہوتا ہے اور جس کے قبضہ میں ایک ایسی روحانی حقیقت ہوتی ہے جو اُس وقت تک کسی انسان نے نہ دیکھی ہو نہ سمجھی۔ وہ نہ صرف دس

Marfat.com

یا دس ہزار انسانوں سے بلکہ ان تمام انسانوں سے قوی تر ہوتا ہے جن کے پاس یہ حقیقت نہیں ہوتی۔ وہ ان کے درمیان ایک ایسی آسمانی اور ملکی قوت کے ساتھ قیام کرتا ہے گویا اس کے ہاتھ میں ایک آسمانی تلوار ہوتی ہے جس کا مقابلہ نہ تو کوئی ڈھال کر سکتی ہے اور نہ کوئی آہنی برج کر سکتا ہے۔"

(سائنز اور دی ٹائمز)

سائنس۔ علوم وفنون اور موسیقی کی تاریخوں میں ہمیں اس قول کی صداقت کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں۔ مگر اس انسان کامل اور اس کے کام کی اہم ضرورت جیسی کہ دین کے معاملہ میں صاف وصریح طور پر نمایاں ہوتی ہے اور کسی شعبۂ زندگی میں نہیں پائی جاتی۔

جب سے دنیا بنی ہے اس وقت سے یہی ہوتا آیا ہے کہ جب کبھی لوگوں میں روحانی کمزوری کے آثار نمایاں ہوئے اور ان کے اخلاق بگڑ گئے تو وہ محیّر العقول اور پُر اسرار ہستی یعنی پیغمبر ظاہر ہوتا ہے۔ تمام دنیا کے مقابلہ میں یہ وجود مبارک تن تنہا قیام کرتا ہے۔ نہ تو کوئی اس کا مددگار ہوتا ہے اور نہ کوئی اس کا ساتھ دیتا ہے۔ نہ کوئی اسے کما حقہٗ سمجھ سکتا ہے۔ اور نہ اس کے کام میں کوئی اس کا شریک ہو سکتا ہے۔ گویا اندھوں میں ایک صاحب بصیرت ظاہر ہوتا ہے جو اپنی بشارت حق وصداقت کا اعلان کرتا ہے۔

ان پیغمبروں میں سے بعض نمایاں بلندی پر دکھائی دیتے ہیں ہر چند صدیوں کے بعد کوئی آسمانی پیغمبر یعنی کوئی کرشن۔ کوئی زرتشت۔ کوئی موسیٰ کوئی عیسیٰ یا کوئی محمد مشرق میں ایک روحانی سورج کی طرح نمودار ہوتا ہے تاکہ انسانوں کے تاریک قلوب کو روشن اور ان کی خوابیدہ ارواح کو بیدار کرے

ان بانیانِ ادیان کی نسبتی بزرگی کے بارے میں ہمارے خیالات کچھ ہی کیوں نہ ہوں، ہم اس بات کا انکار نہیں کر سکتے کہ یہ لوگ ذرائع تربیتِ انسانی میں ایک نہایت طاقتور عنصر ہوتے ہیں۔ یہ سب انبیاء بیک آواز فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ یہ ہمارے واسطہ سے خدائی وحی اور آسمانی پیغام ہے۔ ہم صرف اس کے لانے والے ہیں۔ ان انبیاء کا جس قدر کلام اس وقت موجود ہے اس میں ایک معلّم و مربّی عالم کے ظاہر ہونے کے بیشمار وعدے اور اشارے پائے جاتے ہیں۔ کہ "وقت کے پورا ہونے پر یہ تمام دنیا کا مربّی ظاہر ہوگا۔ اور ان کے کام کو پورا کریگا۔ اور انہیں تکمیل تک پہنچائے گا۔ وہ دنیا میں امن و عدل کی سلطنت قائم کریگا۔ اور دنیا کے تمام مذہبوں اور قوموں اور نسلوں کو ایک خاندان بنا دے گا... تاکہ صرف ایک گلہ اور ایک ہی اس کا گلہ بان ہو" اور سب ادنیٰ و اعلیٰ خدا کی معرفت حاصل کریں اور اس سے محبت کریں۔

آخری ایام میں اس مربّی عالم انسانی کی آمد یقیناً تاریخ کا ایک نہایت ہی اہم ترین واقعہ ہونا چاہئے۔ تحریک بہائی دنیا میں اس بڑی خوشخبری کا اعلان کر رہی ہے کہ یہ مربّی اعظم فی الواقع ظاہر ہو گیا ہے اور اس پر وحیِ آسمانی کا نزول ہوا۔ جو کتاب کی صورت میں موجود ہے۔ جسے ہر طالب صادق پڑھ سکتا ہے۔ یوم اللہ ظاہر ہو گیا ہے اور راستبازی و صداقت کا آفتاب طلوع ہو چکا ہے۔ اب تک تھوڑے لوگوں نے جو اپنے مرتبہ کی بلندی کے سبب گویا پہاڑوں کی چوٹی پر جاگزیں تھے، اس نیرّ اعظم کا نظارہ کیا ہے۔ مگر اس کی کرنیں آسمانوں اور زمین کو منوّر کر رہی ہیں اور جلد ہی یہ پہاڑوں سے اونچا بلند ہوگا۔ اور میدانوں اور وادیوں پر اپنی پوری طاقت سے چمکیگا اور سب کو

Marfat.com

ہدایت اور زندگی عطا فرمائے گا۔

بدلتی دنیا

یہ بات سب پر واضح ہے کہ دنیا اُنیسویں صدی کے دوران اور بیسویں صدی کے آغاز میں پرانے دور کی موت و جانکنی کی انگڑائیوں اور نئے دور کی پیدائش کے دردِ زہ میں سے گزر رہی ہے۔ مادہ پرستی اور خود غرضی کے پرانے اصول اپنی پیدا کردہ ویرانی کے درمیان دم توڑ رہے ہیں۔ اور پرانے فرقہ وارانہ سیاسی تعصبات اور دیرینہ دشمنیاں رفو چکر ہو رہی ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام ملکوں میں اخوت۔ ایمانداری اور آپس میں میل جول کی تازہ رُوح ظاہر ہو رہی ہے جو پرانی رسوم کی تنگ حدود سے آگے بڑھ رہی ہے۔ انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں ایسے اہم انقلابات واقع ہو رہے ہیں جو پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔ پرانا دور ابھی مرا نہیں ہے۔ یہ نئے دور کے ساتھ زندگی اور موت کی لڑائی میں مصروف ہے۔ بہت سی ہولناک اور خوفناک برائیاں موجود ہیں۔ مگر اب ایک تازہ جوش اور نئی امید کے ساتھ وہ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالی جا رہی ہیں۔ اُن کی جانچ پڑتال کی جا رہی ہے اور ان کے پرخچے اُڑائے جا رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ گھٹا خوفناک اور گھنگھور ہے۔ مگر روشنی اب اس سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے اور شاہراہ ترقی کو منور کر رہی ہے۔ اور ان رکاوٹوں اور گڑھوں کو ظاہر کر رہی ہے جو ترقی کے راستے میں حائل تھے۔

اٹھارہویں صدی میں یہ بات نہ تھی۔ اُس وقت روحانی اور اخلاقی تاریکی میں جو دنیا پر چھائی ہوئی تھی مشکل سے کہیں کہیں روشنی کی کرن دکھائی دیتی تھی۔ یہ زمانہ ایسا تھا جیسا صبح ہونے سے پہلے تاریک ترین وقت ہوتا ہے۔ جس وقت چند ایک ماجراۓ یا شعلے جو موجود ہوتی ہیں تاریکی کو

Marfat.com

اور بھی نمایاں کرتی ہیں۔ کارلائل اپنی کتاب "فریڈرک اعظم" میں اٹھارھویں صدی کا نقشہ یوں کھینچتا ہے :۔

"یہ ایک ایسی صدی تھی جس کی نہ تو کوئی تاریخ ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ جھوٹ اور دروغ بافی اس قدر زیادہ ہو گئی تھی کہ پہلے کسی صدی میں ایسا نہیں ہوا تھا۔ اس میں جھوٹ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ اب لوگوں کو اس کا احساس بھی نہ رہا تھا۔ دنیا کذب میں ڈوبی ہوئی تھی اور جھوٹ اس کی ہڈیوں میں رچ گیا تھا۔ واقعی جھوٹ کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا تھا اور انقلاب فرانس کے سے واقعہ کو اس کا خاتمہ کرنا پڑا۔ جس کا میں شکریہ کے ساتھ اظہار کرتا ہوں کہ ایسی صدی کا درست خاتمہ تھا کیونکہ اس وقت غافل اور بے سمجھ انسانوں کو حیوانی درجہ میں ڈوبنے سے بچانے کے لیے ایک آسمانی وحی کی پھر سے ضرورت تھی۔"

(فریڈرک دی گریٹ جلد اول باب اول)

اٹھارھویں صدی کے مقابلہ میں موجودہ زمانہ ایسا ہی ہے جیسا تاریکی کے بعد سویرا یا خزاں کے بعد بہار ہوتی ہے۔ دنیا میں ایک نئی زندگی پیدا ہو رہی ہے اور نئے خیالات اور نئی امیدیں ابھر رہی ہیں۔ وہ چیزیں جو چند سال قبل ایک ناممکن خواب سی معلوم ہوتی تھیں آج عالم وجود میں موجود ہیں۔ جو نہیں صدیاں دور دکھائی دیتی تھیں آج وہ روزمرہ کا معمول بن رہی ہیں۔ ہم ہوا میں اڑتے ہیں اور سمندر کی تہ میں سفر کرتے ہیں۔ ہم بجلی کی رفتار سے دنیا کے ہر چہار طرف پیغام بھیجتے ہیں۔ چند ہی برسوں کے عرصہ میں ہم نے دنیا کی جنگی خود مختار حکومتوں کو ملیامیٹ ہوتے دیکھ لیا۔ عورتوں کو ان مشاغل و مدتہ کاریوں میں داخل ہوتے

Marfat.com

دیکھا جن میں انھیں پہلے داخل نہ ہونے دیتے تھے۔ لیگ آف نیشنز (مجلسِ اقوام) وجود میں آگئی ہے۔ ایسے ہی اور معجزے اس قدر زیادہ عرصۂ ظہور میں آگئے ہیں کہ ان کی گنتی دشوار ہے۔

آفتاب صداقت

دنیا کی اس اچانک بیداری کی کیا وجہ ہے؟ اہلِ بہاء کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کی وجہ حضرت بہاءاللہ کے واسطہ سے رُوح القدس کی عظیم الشان کارفرمائی ہے۔ حضرت بہاءاللہ سو سال گذرے ایران میں پیدا ہوئے اور اُنیسویں صدی کے اواخر میں ارضِ مقدس میں صعود فرما گئے۔ آپ نے یہ تعلیم دی کہ پیغمبر یا آپ کی اصطلاح میں مظہرُاللہ روحانی دنیا میں اسی طرح نور یا روشنی لاتا ہے جس طرح سورج اس مادی دنیا میں روشنی لاتا ہے۔ جس طرح مادی سورج اس زمین پر چمکتا ہے اور مادی اشیاء کی ترقی اور نشوونما کا باعث ہوتا ہے بعینہٖ اسی طرح مظہرُاللہ کے ذریعے آفتابِ صداقت ارواح وقلوب کی دنیا پر ضوفگن ہوتا ہے۔ اور انسانوں کے خیالات۔ اخلاق اور چال چلن کی تربیت کرتا ہے۔ جس طرح مادی سورج کی کرنیں ایک ایسا اثر رکھتی ہیں کہ وہ دنیا کے تاریک سے تاریک اور پوشیدہ سے پوشیدہ کونوں میں پہنچکر اُس مخلوق کو بھی حرارت و زندگی دیتی ہیں جو خود سورج کو کبھی دیکھتی بھی نہیں۔ اسی طرح مظہرُاللہ کے ذریعے رُوح القدس سب لوگوں کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ ان ملکوں اور قوموں کے بےلوث دلوں کو بھی گرماتی ہے جنھوں نے اس پیغمبر وقت کا نام تک بھی سُنا نہیں ہوتا۔ اور ظہورِ الٰہی کی آمد بہار کی آمد کی مانند ہے۔ یہ روزِ قیامت ہے۔ جس میں روحانی مُردے پھر سے زندہ کئے جاتے ہیں خدا کے دین کی حقیقت کو تازہ اور دین کو پھر سے قائم کیا جاتا ہے اور ایک

Marfat.com

نئی زمین اور نیا آسمان ظہور پذیر ہوتا ہے۔

مادی دنیا میں بہار کا موسم صرف نئی زندگی اور نشو و نما ہی نہیں لاتا بلکہ بوسیدہ اور پرانی اشیاء کی تباہی اور فنا بھی لاتا ہے وہی سورج جو پھولوں کو کھلاتا اور درختوں کو ہرا بھرا کرتا ہے مردہ اور بیکار چیزوں کو ملیامیٹ بھی کر دیتا ہے۔ موسم سرما کی برف اس سے پگھلتی ہے اور یخ کے تودے اپنی جگہ سے ہٹ کر سیلاب و طوفان بنکر آتے ہیں اور زمین کو پاک وصاف کر دیتے ہیں۔ یہی حال روحانی دنیا کا ہے۔ روحانی آفتاب بھی اس قسم کی حرکت اور ایسا ہی انقلاب پیدا کرتا ہے پس قیامت یعنی روزِ محشر۔ عدل و انصاف کا دن یہی ہے۔ جس میں برائیاں جعلی اعتقادات اور بوسیدہ خیالات و رسوم تباہ و معدوم کر دیئے جاتے ہیں۔ تعصبات و توہمات کی یخ جو موسم سرما میں جمع ہو گئی تھی پگھل جاتی ہے اور وہ قوتیں جو ایک زمانہ سے منجمد و محبوس تھیں آزاد ہوکر ایک طوفان برپا کر دیتی ہیں تاکہ دنیا نئے سرے سے آراستہ ہو۔

حضرت بہاء اللہ کا مشن یا کام۔ حضرت بہاء اللہ نے بار بار صاف طور سے فرمایا ہے کہ آپ تمام دنیا کے لوگوں کے وہ معلّم و مربّی ہیں جن کی آمد کی دنیا ایک مدت سے منتظر تھی۔ اس فضلِ ایزدی کا ذریعہ ہیں جو پہلے کے سب فیوض سے بالا و برتر ہے۔ جس میں پہلے سب ادیان اسی طرح مل جائیں گے جس طرح دریا سمندر میں مل جاتے ہیں۔ آپ نے ایک ایسی بنیاد ڈالی ہے جو تمام دنیا میں اتحاد قائم کر دے گی۔ اور زمین میں ایک شاندار امن اور لوگوں کے درمیان آشتی پیدا کرنے والی ہوگی۔ جس کے بارے میں انبیاء نے پیشین گوئیاں کیں۔

Marfat.com

اور جیسے شاعروں نے اپنے اشعار میں نظم کیا ہے

حقیقت کی جستجو۔ وحدتِ عالم انسانی۔ وحدتِ ادیان۔ تمام نسلوں کا اتحاد۔ وحدتِ شرق و غرب۔ دین اور سائینس کا ملاپ۔ تعصبات و توہمات کا ٹوٹنا۔ مرد و عورت کی مساوات۔ عدل و انصاف کا قیام۔ ایک اعلیٰ بین الاقوامی عدالت کے سامان۔ زبانوں کا ارتباط باہمی۔ تعلیم و تربیت کا جبری اجراء۔ یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی تعلیمات پچاس سال قبل حضرت بہاء اللہ کی قلم کے ذریعہ دنیا میں نازل ہوئیں۔ یہ سب تعلیمات آپ کی کتب اور بیشمار الواح میں موجود ہیں۔ جن میں سے بعض دنیا کے بادشاہوں کے نام لکھی گئی تھیں۔

آپ کا پیغام ایک طرف تو وسعت اور نفوذ کے لحاظ سے بے مثل ہے اور دوسری طرف زمانہ کی ضروریات اور آثار کے لحاظ سے عین موزوں و مناسب ہے۔ نئی نئی مشکلات جو اس وقت بنی نوع انسان کو ورطۂ حیرانی میں ڈال رہی ہیں پہلے کبھی ایسی اہم اور پیچیدہ نہ تھیں۔ اور نہ پہلے کبھی ان مشکلات کے حل اتنے بیشمار اور ایسے متضاد تھے۔ پہلے کبھی ایک مُربّیِ عالم کی ضرورت نہ تو اس قدر ضروری اور نہ ایسی عام تھی۔ نہ شاید پہلے کبھی ایسے مُربّی کی آمد کی امید ایسی عالمگیر اور اس قدر اہم تھی۔

پیشگوئیوں کا پورا ہونا

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں "بیس صدیاں پہلے جب حضرت مسیح ظاہر ہونے تھے اگرچہ یہودی آپ کی آمد کے منتظر تھے اور ہر روز رو رو کر دعائیں مانگا کرتے تھے کہ اے خدا! مسیح کو جلد بھیج۔ مگر جب آفتاب صداقت طلوع ہوا تو انھوں نے اُس کا انکار کر دیا۔ اور اس کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ اور ایسی دشمنی دکھائی کہ آخر کار۔ انھوں نے اُس رُوح اللہ اور کلمۃ اللہ کو دار پر چڑھایا اور جیسا کہ

Marfat.com

انجیل میں لکھا ہے انھوں نے اس کا نام بیل ذبوب یعنی شیطان رکھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ مسیح کا ظہور توریت کی نصِ صریح کے مطابق بعض نشانیوں کے ظاہر ہونے کے بعد ہوگا۔ اور جبتک یہ نشانیاں ظاہر نہ ہوں جو کوئی بھی مسیح ہونے کا دعویدار ہوگا وہ جھوٹا اور دغا باز ہوگا۔ اُن نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ مسیح ایک نامعلوم جگہ سے ظاہر ہوگا۔ مگر ہم سب جانتے ہیں کہ اس آدمی کا گھر ناصرۃ میں ہے اور کیا ناصرۃ سے بھی کوئی اچھی چیز ظاہر ہوسکتی ہے؟ دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ ایک لوہے کے عصا کے ساتھ حکومت کریگا۔ یعنی وہ تلوار سے کام لے گا۔ مگر اس مدعی مسیح کے پاس لکڑی کا ڈنڈا تک نہیں ہے۔ تیسری شرط یا نشانی یہ ہے کہ وہ داؤد کے تخت پر بیٹھکر داؤد کی بادشاہت کو قائم کرے گا۔ اب حالت یہ ہے کہ تخت پر بیٹھنا تو درکنار اس شخص کے پاس بیٹھنے کے لئے ایک چٹائی بھی نہیں ہے۔ ایک اور شرط یہ تھی کہ وہ توریت کی شریعت کو پھر سے قائم کریگا۔ مگر اس شخص نے اس شریعت کو منسوخ کردیا اور سبت کو توڑ دیا۔ حالانکہ توریت میں یہ صاف طور سے لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویدار ہو اور معجزے دکھائے مگر سبت کو توڑ دے تو ایسے شخص کو فوراً مار دیا جائے۔ ایک اور نشانی یہ تھی کہ اس کے عہد میں عدل و انصاف اِس قدر ترقی پائے گا کہ نیکی اور ہمدردی انسان تو انسان حیوانوں میں بھی پائی جائے گی۔ سانپ اور چوہے ایک ہی بل میں رہینگے۔ عقاب اور تیتر ایک ہی گھونسلے میں بسیرا کرینگے۔ شیر اور ہرن ایک ہی چراگاہ میں چرینگے اور بھیڑیا اور بکری کا بچہ ایک ہی چشمہ سے پانی پئیں گے۔ مگر ظلم اور بے انصافی کی اُس وقت ایسی گرما گرمی تھی کہ انھوں نے اس کو صلیب پہ چڑھا دیا۔ ایک نشانی یہ بھی تھی کہ مسیح کے وقت یہودی

Marfat.com

ایسے کامیاب ہونگے کہ وہ تمام دنیا کی قوموں پر فتح پائینگے۔ مگر وہ نہایت ذلت اور غلامی کی حالت میں رومیوں کے ماتحت ہیں۔ پھر بھلا یہ شخص کیسے مسیح ہو سکتا ہے جس کی تورات میں پیشنگوئی کی گئی ہے۔

اس طرح سے ان لوگوں نے اُس آفتاب صداقت پر اعتراض کیا۔ حالانکہ وہ رُوح اللہ وہی موعود تھا جس کا تورات میں وعدہ دیا گیا تھا۔ مگر چونکہ وہ ان نشانات کے معنی نہ سمجھ سکے انھوں نے اس کلمۃ اللہ کو مصلوب کیا۔ اب اہل بہاء کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام لکھی ہوئی نشانیاں حضرت مسیح کے ظہور کے وقت پوری ہوگئی تھیں۔ ان معنوں میں نہیں جو یہودی سمجھ بیٹھے تھے۔ بلکہ توراۃ کی عبارات، استعارات تھے۔ مثلاً نشانیوں میں سے ایک نشانی مسیح کی بادشاہت کے بارے میں تھی۔ اہل بہاء کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی بادشاہت روحانی۔ آسمانی اور ابدی بادشاہت تھی نہ کہ نیپولین کی سی بادشاہت جو چند دنوں میں فنا ہو جانے والی ہو۔ قریباً دو ہزار سال سے مسیح کی یہ بادشاہت ابتک قائم و باقی ہے۔ اور جبتک دُنیا قائم ہے وہ مقدس وجود ہمیشہ رہنے والے اس تخت پر جلوہ افروز رہے گا۔

اسی طرح تمام دوسری نشانیاں بھی ظاہر ہوچکی ہیں مگر یہودی انھیں نہیں سمجھے۔ حالانکہ مسیح کو خدائی جلال کے ساتھ ظاہر ہوئے بیس صدیاں گذر چکی ہیں۔ مگر یہودی ابتک مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ اور اپنے آپ کو سچا اور حضرت مسیح کو جھوٹا خیال کرتے ہیں۔" (حضرت عبدالبہاء نے خاص اس کتاب کے اس باب کے لئے تحریر فرمایا)

اگر یہودیوں نے حضرت مسیح سے پوچھا ہوتا تو وہ انھیں ان پیشنگوئیوں کے صحیح معنی بتاتے۔ ہمیں اُن کی مثال سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور پیشتر ازیں کہ ہم یہ فیصلہ کریں کہ آخری ایام میں ظاہر ہونے والے معلّم اعظم کے بارے میں جو

Marfat.com

پیشگوئیاں ہیں وہ پوری نہیں ہوئیں ہمیں لازم ہے کہ ہم ان بیانات کو پڑھیں جو حضرت بہاء اللہ نے خود ان کے معانی کو سمجھانے کے لئے تحریر فرماتے ہیں کیونکہ یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ بہت سی پیشگوئیاں سربمہر بیانات ہیں اور ان کی مہر سچا معلم ہی توڑ کر ان کے صحیح معنوں کو بتا سکتا ہے جو الفاظ میں ودیعت کئے گئے ہیں۔

حضرت بہاء اللہ نے پہلے ظہورات کی پیشگوئیوں کے معنے سمجھانے کیلئے بہت سے بیانات فرمائے ہیں۔ مگر یہ یاد رہے کہ آپ کی منظہریت کا ثبوت ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر ہی منحصر نہیں ہے۔ آفتاب اُن سب کے لئے جو دیکھنے کی قوت رکھتے ہیں اپنی دلیل خود آپ ہے۔ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو ہمیں کسی پرانی پیشگوئی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ کہ اس کے ذریعہ ہم اس کی موجودگی کو ثابت کریں۔ یہی بات ظہور الٰہی کے لئے اس کے ظہور کے وقت صادق آتی ہے اگر سب کی سب پیشگوئیاں ملیامیٹ ہو جائیں تو بھی وہ ان لوگوں کے لئے جن کی روحانی آنکھیں کھلی ہیں خود آپ ہی اپنی کافی و وافی دلیل ہوتا ہے۔

پیغمبری کے ثبوت

حضرت بہاء اللہ نے کسی کو یہ دعوت نہیں دی کہ وہ آپ کے بیانات و نشانات کو بے دیکھے بھالے قبول کرلے بلکہ اس کے برعکس آپنے اپنی تعلیمات میں سب سے پہلے اس بات پر زور دیا ہے کہ کوئی بھی کسی حجت یا دلیل کو بغیر پرکھے قبول نہ کرے اور سب کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ وہ آزادانہ اور بلا خوف وہراس خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اپنے کانوں سے سنیں اور اپنی عقل سے سمجھیں تاکہ وہ حقیقت کا صحیح پتہ لگا سکیں۔ آپنے پوری پوری تحقیق و تجسس کو سب پر واجب قرار دیا ہے اور اپنے آپ کو چھپاتے بغیر اپنی منظہریت کے ثبوت میں اپنی ذات اقدس کو

137181

Marfat.com

اور اپنے کلمہ و عمل کے اس نفوذ کو پیش کیا ہے جس نے لوگوں کی زندگیوں کو اور اخلاق کو بدل دیا۔ جو معیار آپ نے پیش کیا وہ وہی ہے جو آپ سے پہلے انبیاء عظام نے پیش کیا تھا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا ہے اگر کوئی نبی خدا کے نام پر کچھ کہے اور وہ واقع نہ ہو تو یہ وہ بات ہے جو خدا نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے بیباکانہ اپنی طرف سے کہی ہے۔ تو اس سے خوف نہ کھا" (استثناء ۱۸۔ آیت ۲۲)

حضرت مسیح نے بھی اپنی پہچان کے معیار کو ایسے ہی صریح الفاظ میں فرمایا ہے۔ اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اس دلیل کو پیش کیا ہے۔ آپ نے فرمایا :-

"جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑ کے لباس میں آتے ہیں مگر در اصل وہ پھاڑ کھانے والے بھیڑیئے ہوتے ہیں۔ تم ان کو ان کے کاموں سے پہچان لوگے۔ کیا کوئی شخص کانٹوں سے انگور اور جھاڑیوں سے انجیریں پا سکتا ہے؟ اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ مگر برا درخت برے پھل دیتا ہے..... اس لئے ان کے پھلوں سے تم انھیں پہچان لوگے" (متی ۷۔ آیت ۱۵۔ ۲۰)

آئندہ ابواب میں ہم اس بات کے دکھانے کی کوشش کرینگے کہ کیا حضرت بہاءاللہ کا دعوائے مظہریت ان معیاروں کے مطابق پورا اترتا ہے یا نہیں؟ کیا وہ باتیں جو آپ نے فرمائی ہیں ظہور پذیر ہوئیں یا نہیں؟ کیا آپ کے پھل اچھے ہیں یا برے۔ یعنی کیا وہ پیشگوئیاں جو آپ نے کی ہیں پوری ہوئیں یا نہیں؟ آپ کے احکام جاری ہوئے یا نہیں؟ آپ نے اپنی زندگی میں جو کام کئے ان سے بنی نوع انسان کی تربیت اور ترقی ہوئی یا نہیں؟ ان کے اخلاق و اطوار بہتر بنے یا نہیں؟

تحقیق کی مشکلات | اس میں شک نہیں کہ اس شخص کے لئے جو اس امر

Marfat.com

کے بارے میں صحیح تلاشں کرنا چاہتا ہے بہت سی مشکلات ہیں۔ تمام عظیم الشان اخلاقی و رُوحانی اصلاحات کی طرح امرِ بہائی کو بھی مخالفین نے بُری طرح توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔ حضرت بہاءاللہ اور آپ کے پیروؤں کی خوفناک مصائب اور تکلیفات کے بارہ میں دوست اور دشمن دونوں ہمنوا ہیں۔ مگر اس تحریک اور اس کے بانیوں کی زندگیوں کے بارے میں دوستوں اور دشمنوں کے بیانات میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ جیسا حضرت مسیح کے وقت میں ہوا تھا ویسا ہی اب بھی ہوا ہے۔ حضرت مسیح کے صلیب دیئے جانے اور آپکے پیروؤں کے ستائے جانے اور مارے جانے کے بارے میں عیسائی اور یہودی مورخین کے بیانات ایک سے ہیں۔ مگر جہاں عیسائیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح نے حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کی تعلیمات کو مکمل کیا اور انھیں آگے بڑھایا وہاں آپکے دشمن کہتے ہیں کہ آپ نے شریعت کے قوانین کی خلاف ورزی کی اور آپ قتل کیے ہی مستوجب تھے۔

سائنس کی طرح دین میں بھی حق اپنے اسرار کو صرف اُن ہی لوگوں پر ظاہر کرتا ہے جو انکساری اور فروتنی کے ساتھ اس کی تلاش کرتے ہیں۔ جو ہر قسم کے تعصبات اور توہمات کو علیحدہ رکھکر اُس کے متلاشی ہوتے ہیں، اپنا سب کچھ بیچ دیتے ہیں تاکہ صرف ایک قیمتی موتی خریدیں۔

امرِ بہائی کو کما حقہٗ سمجھنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ دلی خلوص اور بے غرضی کے ساتھ حقیقت کا مطالعہ کیا جائے اور خدا کی رہنمائی پر توکل کرتے ہوئے سرگرمی اور ذوق وشوق سے تلاش کی جائے۔ اس کے بانیوں کی کتب میں ہمیں عظیم روحانی بیداری کے اسرار کی کلید ہاتھ آتی ہے اور ہمیں اس کی اہمیت کو پرکھنے کی بے لاگ کسوٹی مل جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں

Marfat.com

کہ اُن محققین کو جو عربی اور فارسی سے نابلد ہیں کچھ مشکلات پیش آئیں گی۔ کیونکہ اس امر کی کتابیں ان ہی زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔ صرف چند ایک کا انگریزی میں ترجمہ ہوا ہے اور ان میں سے بھی بہت سے ترجمے صحت اور زبان کے لحاظ سے بہت کمزور ہیں۔ مگر ان کمزوریوں اور تاریخی تراجم اور بیانات کی کمی کے باوجود وہ بڑے حقایق جو اس امر عظیم کے بنیادی اور مضبوط اصول ہیں شک و شبہ کی دھند میں بھی پہاڑ کی مانند دکھائی دیتے ہیں۔

اس کتاب کا منشا

آئندہ ابواب میں جہاں تک ممکن ہوگا ہم بلا تعصب اور بغیر رد و رعایت اس امر عظیم کی تاریخ کے ضروری واقعات اور اس کی تعلیمات کو اس طرح بیان کرنے کی کوشش کریں گے کہ پڑھنے والا ان کی اہمیت کا بہترین اندازہ لگا سکے۔ شاید ان کے پڑھنے سے اسے یہ شوق پیدا ہو کہ وہ بذات خود اس کی تحقیق و تفتیش اور اسمیں غور و خوض کرے۔

حقیقت کی تلاش کرنا اگرچہ ایک اہم مقصد ہے۔ مگر یہی ایک بات زندگی کا منشا نہیں ہو سکتی۔ حقیقت کوئی مردہ شے نہیں ہے کہ جسے ہم ڈھونڈھ کر عجائب گھر میں لے جائیں اور وہاں اسے باقاعدہ فہرست پر چڑھا کر لیبل لگا کر نمایش کے لئے رکھدیں کہ وہ وہاں بے کار و بے فائدہ پڑی رہے۔ حقیقت تو ایک ایسی زندہ چیز ہے کہ انسان کے دل میں جم جاتی ہے۔ اور قبل ازاین کہ وہ اپنی تلاش و تجسس کا پورا فائدہ اٹھائے مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس لئے کسی پیغمبر کی مرضی کے علم کو پھیلانے کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اس کی صداقت پر ایمان لائیں وہ اس کے اصولوں پر عمل کریں۔ اپنی زندگی کو اس کے مطابق بنائیں اور اس خوشخبری کو پھیلائیں تاکہ اس

Marfat.com

مبارک دن کے جلد آنے میں مدد دیں جب دن خدا کی مرضی جیسی کہ آسمان پر ہوتی ہے ویسی ہی زمین پر بھی ہو۔

دوسرا باب

حضرت باب مبشّر

"کہ دے ظالم نے محبوب العالمین کو قتل کر ڈالا تاکہ اس طرح وہ لوگوں کے درمیان خدا کے نور کو بجھا دے اور لوگوں کو بزرگ اور مہربان خدا کے ایام میں آب حیات کے چشمہ سے روک دے۔"
(لوح رئیس حضرت بہاء اللہ)

دینِ بہائی کا مولد یعنی ملک ایران تاریخ عالم میں ایک بے نظیر حیثیت رکھتا ہے۔ اپنی قدیم عظمت کے دنوں میں اقوام عالم کے درمیان یہ ایک ملکہ کی مانند تھا۔ اس کا تمدن، اس کی طاقت اور اس کی شوکت لاثانی تھی۔ دنیا کو اس نے عظیم الشان بادشاہ، سیاست داں، پیغمبر، شاعر، فلاسفر اور مصوّر دیئے۔ زردشت، سائرس، دارا، حافظ، فردوسی، سعدی اور عمر خیام اس سرزمین کے چیدہ اور شہرہ آفاق فرزندوں میں سے ہیں۔ اس کے صنّاع اپنی صنعت میں بے نظیر تھے۔ اس کے قالین لاثانی، اس کی فولادی تلواریں بے نظیر اور اسی طرح دوسری دستکاریاں شہرہ آفاق تھیں۔ مشرق قریب اور مشرق متوسط

Marfat.com

میں اس کی قدیم عظمت کے آثار اب تک موجود ہیں۔

مگر اٹھارھویں اور اُنیسویں صدیوں میں یہ قوم ذلت کی ایک افسوسناک حالت میں غرق ہوگئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی پرانی شوکت ہمیشہ کے لئے اس سے رخصت ہوگئی ہے۔ اس کی حکومت فاسد، اس کا خزانہ خالی تھا۔ اس کے کچھ بادشاہ تو کمزور تھے اور کچھ ظلم وستم کے دیو تھے۔ اس کے علماء متعصب و متکبر اور عام لوگ جاہل اور وہم پرست تھے۔ ان میں سے اکثر مذہب کے شیعہ[1] تھے۔ زرتشتی، یہودی اور عیسائی بھی جو اس میں رہتے تھے متفرق اور متخالف گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ یہ سب عظیم الشان پیغمبروں کے ماننے والے تھے۔ جن کی ہدایت یہ تھی کہ وہ ایک واحد خدا کی پرستش کریں اور آپس میں محبت واتحاد کے ساتھ رہیں۔ مگر وہ ایک دوسرے سے الگ رہتے اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے تھے۔ ہر ایک مذہب والا دوسرے مذاہب کے پیرؤں کو نجس سمجھتا اور ان سے کتوں اور کافروں کا سا سلوک کرتا۔ ایک دوسرے پر لعنت بھیجتا۔ اور یہ لعنت کہنا خوفناک حد تک پہنچ چکا تھا۔ بارش کے دن یہودی یا زرتشتی کے لئے سڑک پر چلنا نہایت خطرناک تھا۔ کیونکہ اگر اس کے بھیگے کپڑے کسی مسلمان سے چھو جاتے تو وہ مسلمان نجس ہو جاتا تھا۔ اور اکثر یہودی یا زرتشتی اس جرم کی پاداش میں اپنی جان تک کھو بیٹھتا تھا۔ اگر کوئی مسلمان کسی یہودی، عیسائی یا زرتشتی سے

---

[1] مسلمانوں کے دو بڑے فرقے حضرت محمدؐ کی وفات کے بعد ہی پیدا ہوگئے تھے۔ سُنی اور شیعہ۔ شیعوں کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت محمد کے داما حضرت علیؓ جائز خلیفۂ اوّل تھے اور آپ کی اولاد ہی آپ کے بعد مسلمانوں کا جائز خلیفہ ہو سکتی ہے۔ سُنی کہتے ہیں کہ جسے مسلمان مل کر خلیفہ بنائیں وہ جانشین رسول ہے چنانچہ محمد صلعم کی وفات کے بعد وہ حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ مانتے ہیں۔

Marfat.com

روپیہ لیتا تو وہ اسے جیب میں رکھنے سے پہلے دھو کر پاک کر لیتا تھا۔ اگر کوئی یہودی اپنے بچے کو دیکھتا کہ وہ کسی مسلمان فقیر کو گلاس میں پانی دے رہا ہے تو وہ گلاس چھین کر زمین پر پھینک دیتا کیونکہ اس کے نزدیک ایسی کافر پر رحم نہیں بلکہ لعنت کرنا سزاوار تھا۔

خود مسلمان بے شمار فرقوں میں بٹے ہوئے تھے جو آپس میں نہایت خونریزی سے لڑتے جھگڑتے تھے۔ زرتشتی اگرچہ ان کی دھینگا مشتی میں شامل نہ ہوتے تھے مگر وہ بالکل علیحدہ جماعتوں میں رہتے اور اپنے ملک کے دیگر اہل مذاہب سے مل کر رہنا پسند نہ کرتے تھے۔

معاشرتی اور مذہبی معاملات نہایت ذلیل حالت میں تھے۔ تعلیم و تعلم کا کوئی سامان نہ تھا۔ مغربی سائینس و تعلیم نجس اور مذہب کے خلاف سمجھی جاتی تھی۔ عدل و انصاف کا نام نہ تھا۔ لوٹ مار آئے دن کے واقعات تھے۔ سڑکیں مخدوش اور ناقابل سفر تھیں۔ صحت و صفائی کے انتظامات کا کہیں نشان نہ تھا۔

ان سب باتوں کے باوجود روحانی زندگی کا نور ایران سے گم نہ ہوا تھا اس مادیت اور توہمات کے ہجوم میں کہیں نہ کہیں نورانی نفوس بھی ملتے تھے اور بہت سے دلوں میں خدا کی طلب اسی طرح روشن تھی جس طرح حضرت عیسیٰ کے ظہور سے پہلے انا اور شمعون کے دلوں میں تھی۔ بہت سے لوگ شوق و امید کے ساتھ خدا کے موعود ظہور کے منتظر تھے اور انھیں اس بات کا کامل یقین تھا کہ اُس کی آمد کا وقت بالکل قریب ہے۔

ایران کی ایسی صورتِ حالات میں حضرت باب نے جو ایک نئے دور کے مبشر تھے تمام ملک کو اپنے پیغام سے ہلا دیا۔

بچپن اور جوانی

سید علی محمد جو بعد میں باب کے لقب سے مشہور ہوئے ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء مطابق یکم محرم ۱۲۳۵ھ کو جنوبی

Marfat.com

ایران کے شہر شیراز میں پیدا ہوئے۔ آپ خاندانِ سادات میں سے تھے۔ آپ کے والد جو ایک مشہور تاجر تھے آپ کی ولادت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد فوت ہو گئے۔ اس لئے آپ نے اپنے ماموں کی زیر حفاظت پرورش پائی۔ آپ کے ماموں بھی شیراز میں تجارت کرتے تھے۔ بچپن میں آپ نے وہی ابتدائی تعلیم حاصل کی جو اس زمانہ میں بچوں کے لئے معمول تھی۔ پندرہ برس کی عمر میں آپ نے تجارت شروع کی۔ پہلے تو آپ اپنے اسی ماموں کے ساتھ تجارت کرتے رہے جس نے آپ کی پرورش کی تھی مگر بعد میں بوشہر میں جو خلیج فارس کی ایک بندرگاہ ہے ایک دوسرے ماموں کے پاس چلے گئے۔

ایامِ جوانی میں آپ خوبصورتی حسنِ اخلاق۔ غیر معمولی تقویٰ اور عمدہ چال چلن کے لئے مشہور تھے۔ آپ نماز روزہ اور دوسرے ارکانِ اسلام کو نہایت مستعدی کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ آپ لفظوں کی اطاعت نہ کرتے تھے بلکہ حضرت رسول کی تعلیمات کی روح میں رہتے تھے۔ بائیس سال کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی۔ اس شادی سے آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جو آپ کے ظہور کے پہلے سال صغر سنی کی حالت میں ہی فوت ہو گیا۔

اعلان جب پچیس سال کے ہوئے تو آپ نے خدا کے حکم کے مطابق اعلان کیا کہ بزرگ و برتر خدا نے آپ کو باب کے مقام کے

؎ اس مضمون پر ایک مورخ لکھتا ہے کہ مشرق کے بہت سے لوگوں خصوصاً بابیوں کا جو آپ کے حالات لکھنے [illegible]
ہیں یہ یقین تھا کہ حضرت باب بالکل امی تھے۔ لیکن [illegible] آپ لوگوں کی نظروں میں [illegible]
کہ آپ میں جو علم و دانائی پائی جاتی ہے اس تعلیم کا نتیجہ ہے جو آپ نے بچپن میں حاصل کی [illegible] کی خوب چھان بین
کرنے کے بعد ہمیں اس بات کا کافی ثبوت مل گیا ہے کہ بچپن میں کچھ مدت تک شیخ محمد کے گھر جو بعد [illegible] کے نام سے بھی
مشہور ہیں جایا کرتے تھے جہاں آپ نے فارسی پڑھنا اور لکھنا سیکھا۔ [illegible] بیان میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت
باب فرماتے ہیں اے محمد۔ اے میرے استاد! [illegible] عجیب بات [illegible]
[illegible] گیا اور آپ کا چچا جو آپ کے سرپرست [illegible] سید علی تھا [illegible]
جام شہادت نوش کیا [illegible] لیکن حقیقت [illegible]
تعلیم ہی حاصل کی تھی۔ [illegible]
[illegible] عظمت آپ میں ظاہر ہے وہ لدنی اور خدا کی طرف سے تھیں؟

Marfat.com

لئے برگزیدہ کیا ہے۔ "مقالہ سیاح" اس کی تشریح یوں کرتا ہے :۔

"لفظ یا اصطلاحِ باب سے آپ کی مُراد یہ تھی کہ آپ ایک عظیم الشان شخص کے فضل کا ذریعہ ہیں جو ابھی پردۂ جلال میں مخفی تھا اور جو بیشمار اور بے حد کمالات کا مالک تھا۔ اُسی کی مرضی سے آپ حرکت کرتے تھے اور اُسی کی محبت کی رسی کو آپ تھامے ہوئے تھے۔" (مقالہ سیاح ص)

اِن ایام میں یہ عقیدہ کہ خدائی پیغمبر کا اچانک ہونے والا ظہور نزدیک ہی اگرچہ عام طور پر پھیلا ہوا تھا۔ مگر فرقۂ شیخیہ میں خاص طور پر اس کا چرچا تھا۔ اسی فرقہ کے ایک نہایت مشہور عالِم مُلّا حسین بشروئی کے سامنے سب سے پہلے حضرت باب نے اپنے مشن کا اعلان کیا۔ اس اعلان کا ٹھیک وقت حضرت باب کی کتاب بیان میں ۱۲۶۰ھ[1] کے ماہ جمادی الاوّل کی پانچویں رات کو غروبِ آفتاب کے دو گھنٹے اور پندرہ منٹ بعد دیا گیا ہے (مطابق ۲۲ مئی ۱۸۴۴ء)

تھوڑی سی فکر مندانہ تحقیق و جستجو کے بعد مُلّا حُسین بشروئی کو اس امر کا کامل یقین ہو گیا کہ وہ موعود جس کا فرقہ شیعہ کو انتظار تھا درحقیقت ظاہر ہو گیا ہے اور وہ اس انکشاف سے ایسے شوق و جذب سے بھر گئے کہ چند ہی دنوں میں انھوں نے اپنے بہت سے دوستوں کو اپنا ہمخیال بنا لیا۔ زیادہ مُدّت نہ گذری تھی کہ فرقۂ شیخیہ کی ایک کثیر تعداد حضرت باب پر ایمان لے آئی۔ اور یہ ایمان لانے والے لوگ بابی کے نام سے مشہور ہوئے۔ جلد ہی نوجوان مُبشّر کی شہرت مُلک میں نہایت سرعت کے ساتھ پھیل گئی۔

بابی تحریک کی ترقّی

حضرت باب کے پہلے اٹھارہ شاگرد اور خود حضرت باب اُنیسویں تھے۔ یہ سب مل کر حروفِ حی کے نام

---

[1] سنہ ہجری ۶۲۲ء عیسوی سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی جس سال حضرت محمدؐ مکہ سے مدینہ تشریف لیگئے

Marfat.com

سے مشہور ہوئے۔ ان شاگردوں کو آپ نے ایران اور ترکستان کے مختلف شہروں میں اپنی آمد کی خبر پھیلانے کے لئے بھیجا اور آپ حج اکبر کے موقع پر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ جہاں آپ دسمبر ۱۸۴۴ء میں پہنچے۔ یہاں آپ نے تمام دنیا کے مسلمانوں کے سامنے جو اطرافِ عالم سے حج کے لئے آئے ہوئے تھے اپنے ظہور کا کھلم کھلا اعلان فرمایا۔

آپ بوشہر واپس آئے تو شہر میں ایک عجیب قسم کا ہیجان پیدا ہوگیا۔ آپکے کلام کی زبردست فصاحت اور آپ پر تیزی سے آیاتِ الٰہی کے نازل ہونے کا معجزہ، آپ کے کلام کی تاثیر، آپ کی فوق العادہ علم وحکمت اور نیز ایک مصلح اُمم کی حیثیت سے آپکا زبردست استقلال و جرأت، یہ سب ایسی چیزیں تھیں کہ انھوں نے آپکے معتقدوں میں تو ایک زبردست جوش وخروش پیدا کردیا لیکن قدامت پسند مسلمانوں میں آپ کی دشمنی اور خوف کے جذبات بھی زیادہ بھڑک اُٹھے۔

علمائے شیعہ نے نہایت شدومد سے آپ کی مخالفت پر کمر باندھی اور فارس (جنوبی ایران) کے متعصب اور ظالم حاکم حسین خاں کو اس نئی چیز کے دبانے پر آمادہ کیا۔ اُسوقت سے حضرت باب کے لئے قید اور جلاوطنی۔ عدالتوں میں ذلیل جرح وقدح کا مقابلہ، تازیانوں کی سزائیں اور ایسے ہی اور دُکھ اور مصائب کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو آخر کار ۱۸۵۰ء میں آپ کی شہادت پر ختم ہوا۔

حضرت باب کا دعویٰ

آپ کے "باب" ہونے کے دعوے نے جس دشمنی کو بھڑکایا تھا، اُسے آپ کے اس دعوے نے کہ آپ ہی وہ امام مہدی ہیں جس کی حضرت محمدؐ نے پیشینگوئی کی تھی دوگنا کر دیا۔ فرقہ شیعہ کے عقیدہ کے مطابق امام مہدی وہ بارھویں امام تھے جو ایک

Marfat.com

ہزار برس پہلے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے تھے۔[۱] ان کا عقیدہ ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں اور پھر اسی جسم میں جس میں وہ پہلے تھے ظاہر ہونگے۔ اور جس طرح یہودی حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں آمد مسیح کے بارہ میں پیشگوئیوں کے ظاہری معنی کرتے تھے شیعہ بھی اسی طرح حضرت مہدی کی پیشگوئیوں کے ظاہری معنی لیتے تھے۔ وہ منتظر تھے کہ امام مہدی دُنیوی سلطنت کے ساتھ ظاہر ہونگے اور اپنے ساتھ ایک بیشمار لشکر لائینگے اور اپنے دین کا اعلان کریں گے۔ وہ مردوں کو زندہ کرینگے وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ یہ حالات ظاہر نہ ہوئے تھے شیعوں نے حضرت باب کا ایسی ہی وحشیانہ نفرت سے انکار کیا جیسی یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کے وقت ظاہر کی تھی اس کے برعکس بابی بہت سی پیشگوئیوں کے معنی استعارۃً کرتے تھے۔ وہ موعود کی سلطنت کو حضرت عیسیٰ کی رُوحانی سلطنت کی مانند خیال کرتے تھے۔ اُس کے جلال کو زمینی نہیں بلکہ آسمانی کہتے تھے، اُس کی فتوحات کو قلوب انسانی کی فتوحات سے تعبیر کرتے تھے اور انھوں نے حضرت باب کے دعویٰ، آپ کی عجیب وغریب زندگی آپ کی تعلیمات، آپ کے غیر متزلزل ایمان، آپ کی بے نظیر استقامت اور آپ کی قبورِ غفلت و ضلالت میں پڑے ہوئے مُردوں کو نئی زندگی دینے کی طاقت میں بکثرت ثبوت پائے۔

حضرت باب نے "نقطۂ اولیٰ" کا پاک لقب اختیار کیا۔ مسلمان یہ لقب صرف حضرت محمدؐ کو ہی دیتے تھے، ان کے امام بھی جن سے وہ اختیار و الہام

[۱] شیعوں کے عقیدہ کے مطابق امام حضرت رسول کا خدا کی طرف سے مقرر کردہ جانشین ہے۔ اور سب مومنین پر اس کی اطاعت فرض ہے۔ یکے بعد دیگرے بارہ امام ہوئے۔ اول حضرت رسول کے چچازاد بھائی اور داماد حضرت علیؓ تھے۔ اور بارھویں کو اہل التشیع امام مہدی کہتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ ۲۶۰ھ میں ایک زمین دوز راستے سے گم ہو گئے تھے اور وقت کے پورا ہونے پر پھر ظاہر ہو کر کفار کو تحس نحس کر کے امن اور بہبودی کا زمانہ لائیں گے۔

پاتے تھے" نقطہ سے دوسرے درجہ پر گنے جاتے تھے۔ اس لقب کو اختیار کرنے پر حضرت باب حضرت محمدؐ کی طرح اُولوالعزم بانیانِ ادیان کی صف میں آگئے جس کے سبب وہ شیعہ لوگوں کی نظروں میں ایسے ہی جھوٹے مدعی بن کر کھٹکنے لگے جیسے پہلے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل و یہود کے نزدیک جھوٹے مدعی سمجھے گئے تھے۔

آپ نے قمری تقویم کی جگہ شمسی تقویم کو پھر جاری فرمایا اور اس نئے دور کے آغاز کو اپنے اعلان کے سال سے شروع کیا۔

ظلم وستم کا بڑھنا

حضرت باب کے اعلان کے سبب اور اس ترقی سے خوف کھا کر جب سے ہر قسم کے لوگ امیر، غریب، عالم، جاہل آپ کی تعلیمات پر ایمان لا رہے تھے آپ کو دبانے کی کوششیں روز بروز بے رحمی اور سخت مظالم میں بڑھتی گئیں۔ آپ کے ماننے والوں کے گھر تاخت و تاراج کئے گئے عورتوں کو پکڑ کر لے گئے۔ طہران۔ فارس۔ مازندران اور دوسرے مقامات پر بابی بہت بڑی تعداد میں نہایت ظلم کے ساتھ شہید کئے گئے۔ کتنے ہی تہ تیغ کئے گئے۔ بہتوں کو دار پر چڑھایا۔ کتنوں کو توپ سے اڑایا۔ بہتوں کو زندہ جلا دیا۔ کتنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا مگر ظلم کی ان تمام کوششوں کے باوجود یہ تحریک روز بروز بڑھتی گئی۔ بلکہ جتنا ظلم بڑھتا جاتا تھا اتنا ہی مومنین کا ایمان بڑھتا جاتا تھا۔ کیونکہ لوگوں نے محسوس کیا کہ اس ظلم سے حضرت امام مہدی کے بارہ میں بہت سی پیشگوئیاں لفظاً پوری ہوئیں۔ مثلاً جابرؓ کی اس حدیث میں جو شیعوں کے نزدیک نہایت معتبر ہے لکھا ہے:۔

اس میں موسیٰ کا کمال، عیسیٰ کا جمال، ایوب کا صبر ہوگا۔ اس کے اولیاء اس کے زمانہ میں ہی ذلیل کئے جائینگے۔ ان کے سر اسی طرح بطور تحائف بھیجے جائینگے جس طرح ترک اور دیلم کے سر بھیجے جاتے ہیں۔ وہ قتل کئے جائینگے۔ جلائے جائیں گے۔ وہ ہمیشہ خوفزدہ، بے امن اور دلگیر رہینگے۔ زمین ان کے خون سے رنگی جائیگی۔ ان کی عورتوں میں

Marfat.com

نالہ وشیون کی آواز بلند ہوگی۔ یہ بلا شبہ میرے اولیاء ہیں۔"

(تاریخ جدید مترجمہ پروفیسر ای۔ جی براؤن صفحہ ۱۴۲)

حضرت باب کی شہادت

۹ رجولائی ۱۸۵۰ء مطابق ۲۸ رشعبان ۱۲۶۶ھ بروز جمعہ حضرت باب جو اس وقت ۳۱ سال کے تھے ظالموں کے متعصبانہ اشتعال کا شکار ہوئے۔ آپ کو مع اُس ایک جوان شاگرد (آقا محمد علی) کے جس نے نہایت جوش اور عاجزی سے آپ کے ساتھ شہید ہونے کی التجا کی تھی تبریز کی قدیم فوجی چھاؤنی کے چوک میں دار پہ لٹکایا۔ دوپہر سے قریبًا دو گھنٹہ پہلے دونوں کی بغلوں میں رسیاں ڈال کر اس طرح سے لٹکایا کہ محمد علی کا سر اُس کے پیارے آقا کے سینے پر تھا۔ ارمنی سپاہیوں کی ایک رجمنٹ صف بستہ ہوئی۔ اور انھیں گولی چلانے کا حکم ملا۔ بندوقیں دندنائیں۔ مگر جب دھواں دور ہوا تو معلوم ہوا کہ حضرت باب اور آپ کا ساتھی ابھی زندہ ہیں۔ گولیوں نے صرف اُن رسیوں کو پارہ پارہ کیا تھا جن سے آپ لٹک رہے تھے اور بغیر کسی ضرب کے نیچے گر گئے اور اُٹھ کر قریب کے کمرہ میں تشریف لے گئے تھے جہاں آپ اپنے ایک دوست سے باتیں کر رہے تھے۔ دوپہر کے قریب آپ کو پھر سولی پہ لٹکا دیا۔ ارمنی سپاہیوں نے جو اپنی بار کے ناکام نتیجہ کو معجزہ خیال کرتے تھے دوبارہ گولی چلانے سے انکار کر دیا۔ اس لئے سپاہیوں کی ایک اور رجمنٹ بلائی گئی۔ جس نے حکم پاکر گولی چلائی۔ اس دفعہ گولیوں نے اپنا اثر دکھایا اور دونوں کے جسم چھلنی ہو گئے۔ مگر دونوں کے چہروں پہ کوئی گولی چھو کر بھی نہ گئی تھی۔

اِس بُرے عمل نے تبریز کے فوجی چوک کو کالوری (حضرت مسیح کی جائے شہادت) کا ثانی بنا دیا۔ حضرت باب کے دشمنوں نے مجرمانہ فتح کی خوشی منائی۔ اُن کا خیال تھا کہ انھوں نے اِس بابی درخت کی جڑ کو کاٹ دیا ہے اور اب اُس کا پورا پورا

Marfat.com

قلع قمع آسان ہوگا۔ مگر اُن کی فتح کی عمر بہت کم نکلی۔ وہ یہ نہ جانتے تھے کہ صداقت کا درخت مادی کلہاڑیوں سے نہیں کاٹا جا سکتا۔ کاش کہ وہ یہ جانتے کہ اُن کا یہ جرم ہی امر کو قوی بنانے کا ایک بڑا ذریعہ ہوگا۔ حضرت باب کی شہادت نے اُن کی اپنی دِلی خواہش کو پورا کیا۔ اور اُن کے پیروؤں کو ایک نئے جوش سے بھر دیا۔ اُن کے روحانی جوش کی آگ ایسی شعلہ زن تھی کہ ظلم وستم کی تیز و تند ہواؤں نے اُسے اور بھڑکا دیا اور اُس کے شعلے آسمان تک پہنچنے لگے۔ جتنا اس شعلہ کو بجھانے کی کوشش کی گئی اتنا ہی یہ بلند ہوتا گیا۔

کوہ کرمل پر آپ کا روضۂ مبارک

حضرت باب کی شہادت کے بعد آپ کے جسدِ مبارک کو مع آپ کے ساتھی کی نعش کے شہر کے باہر خندق کے کنارے پھینک دیا گیا۔ دوسری شب کو آدھی رات کے وقت کچھ بابی اٹھا لائے اور سالہا سال تک ایران میں پوشیدہ مقامات پر رکھنے کے بعد آخر کار زبردست خطرات اور تکالیف جھیل کر ارضِ مقدس میں لے آئے اور یہاں اب حضرت باب کا جسدِ مبارک کوہِ کرمل پر ایک نہایت پُرفضا اور خوش منظر روضہ میں مدفون ہے جو ایلیانبی کے غار سے بہت قریب ہے اور اس مقام سے صرف چند میل ہے جہاں حضرت بہاء اللہ نے اپنی عمر کے آخری ایام بسر کئے۔ اور جہاں اب آپ کا روضۂ مبارک ہے ہزاروں ہی زائرین جو دنیا کے ہر گوشہ سے حضرت بہاء اللہ کے روضۂ مبارک کی زیارت کے لئے آتے ہیں کوئی بھی آپ کے عاشق و مبشر کے روضہ پر دُعا مانگے بغیر واپس نہیں جاتا۔

حضرت باب کا کلام

حضرت باب کا کلام کئی ضخیم کتابوں پر مشتمل ہے۔ آپ کا بسرعت تمام فی البدیہہ اور بلند مطالب ... تفسیرات۔ دقیق بیانات۔ فصیح و بلیغ مناجات لکھ دینا ہی آپ کے دعویٰ کی ایک زبردست

Marfat.com

دلیل سمجھا جاتا تھا۔ آپ کی کتابوں کے موضوع کا خلاصہ اِس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:۔
"اِن میں سے بعض کتابیں تو قرآن پاک کی آیات کے معانی اور اُن کی تفسیرات ہیں۔ بعض مناجاتیں اور بعض رموز و اسرار کے بیان ہیں۔ اور بعض توحید الٰہی کے مسئلہ کی توجیہات پر بحث و تمحیص میں ہیں بعض میں پند و نصائح ہیں یعنی اصلاح اخلاق، امورات دنیوی سے انقطاع اور توکل علی اللہ کی تلقین ہیں۔ مگر آپ کی تمام کتابوں کا جوہر اور لُبِ لباب اس ظہور کی تعریف و تمجید تھی جو بہت جلد ظاہر ہونے والا تھا۔ جو آپ کا واحد مدعا، مقصود، محبوب اور مطاع تھا۔ کیونکہ آپ اپنے ظہور کو صرف ایک مُبشر کا ظہور سمجھتے تھے اور اپنی اصلی فطرت کو آنے والے کے عظیم الشان کمالات کا آئینہ جانتے تھے۔ اور اس میں شک نہیں کہ آپ دن اور رات میں ایک لمحہ بھر بھی اُس کی یاد سے غافل نہ رہتے اور ہمیشہ اپنے پیروؤں کو فرماتے کہ وہ اُس عظیم الشان ہستی کی آمد کے ہر آن منتظر رہیں۔ اپنے کلام میں ایک جگہ فرماتے ہیں:۔
"میں اُس عظیم الشان کتاب کا ایک حرف اور اُس لا محدود سمندر کا ایک قطرہ ہوں۔ اور جب وہ ظاہر ہوگا تو میری اصلی فطرت۔ میرے اسرار۔ اشارات اور استعارات ظاہر ہو جائینگے۔ اور اس دین کا بیج اپنے درجاتِ وجود و ارتقاء میں بڑھتا ہوا خلق رطیف کے مقام پر پہنچ جائیگا اور تبارک اللہ احسن الخالقین کی خلعت سے مزین ہوگا۔"
آپ اُس کی آگ سے ایسے مشتعل تھے کہ "ماہ کو" کے سنگین قلعہ میں اندھیری راتوں میں اُس کی یاد ایک روشن شمع بن کر آپ کے ساتھ تھی۔ چہریق کے قید خانہ کی ختیوں میں اُسی کی یاد آپ کی بہترین انیس تھی۔ اُسی سے آپ نے فتوح روحانی پایا۔ اور اُسی کی مے محبت سے آپ سرشار تھے۔ اُسی کی یاد سے آپ خوش تھے۔"
(مقالہ سیاح ص۴۳)

گندہ وقطرہ سمندر کی خصوصیت نہ کھا سکیں

من یظہرہ اللہ یعنی وہ جسے خدا ظاہر کریگا

حضرت باب کو یوحنا بپتسمہ دینے والے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مگر ان کا مقام صرف مبشر کا ہی نہیں۔ وہ بذاتِ خود ایک مظہر الٰہی بھی تھے۔ اور انھوں نے ایک مستقل شریعت عطا کی۔ اگرچہ اس کا دور چند سال ہی رہا۔ اہل بہاء کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ دونوں مل کر بہائی امر کے بانی تھے اور حضرت بہاء اللہ کے الفاظ جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں اس بات کے شاہد ہیں۔ وہ فرماتے ہیں :-

"میرے اس عجیب وغریب اور باوقار ظہور سے چندے پیشتر خود میرے ہی ظہور کا ظاہر ہونا ایک ایسا بھید ہے جسے کوئی جان نہیں سکتا۔ اور نہ ہی کوئی معلوم کر سکتا ہے۔ اس ظہور کی میعاد معین تھی۔ کوئی شخص اس کی وجہ معلوم نہیں کر سکتا جب تک اسے وہ معلوم نہ ہو جو میری پوشیدہ کتاب میں لکھا ہے۔"

حضرت بہاء اللہ کے متعلق حضرت باب نے نہایت سوز انگیز عجز و تعظیم کے ساتھ فرمایا کہ ایام من یظہرہ اللہ میں اگر کوئی اس کی ایک آیت سُنے گا اور اسے پڑھے گا تو وہ اس سے بہتر ہو گا کہ بیان (کتاب حضرت باب) کو ہزار مرتبہ پڑھے۔

(مقالہ سیاح ص۲۰)

آپ ان دکھوں اور مصیبتوں کو جو آپ نے من یظہرہ اللہ کے راستہ کو صاف کرنے میں سہیں بڑی راحت سمجھتے تھے۔ آپ ہمیشہ فرماتے تھے کہ من یظہرہ اللہ ہی آپ کے الہام کا واحد منبع اور آپ کی محبت کا واحد مرکز ہیں۔

قیامت بہشت و دوزخ

حضرت باب کی تعالیم کا ایک اہم نکتہ قیامت اور بہشت و دوزخ کی اصلیت و اصطلاحات کی تشریح ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قیامت سے مراد آفتاب حقیقت کا تازہ ظہور ہے۔ مُردوں کے زندہ کرنے کا مطلب قبورِ جہالت و غفلت و نفسانیت میں دبے ہوؤں کی

Marfat.com

رُوحانی زندگی عطا کرتا ہے۔ قیامت کا دن نئے ظہور کا دن ہے جس کے دین کے رد وقبول سے بھیڑیں بکریوں سے علیحدہ کی جاتی ہیں۔ کیونکہ بھیڑیں اپنے اچھے گڈریے کی آواز کو پہچانتی ہیں۔ اور اس کی پیروی کرتی ہیں۔ بہشت سے مُراد خدا کو جیساکہ وہ اپنے ظہور کے ذریعے ظاہر ہو پہچاننے اور اس سے محبت کرنے کی خوشی ہے جس کے سبب ہر شخص حسب استعداد کمالات حاصل کرتا ہے اور مرنے کے بعد خدا کی بادشاہت اور ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہوتا ہے۔ دوزخ سے مُراد خدا کے عرفان سے محروم رہنا اور اس طرح خدائی کمالات کو حاصل نہ کرسکنا اور فضل ابدی کو کھو بیٹھنا ہے۔ آپ نے واضح طور سے فرمایا کہ ان اصطلاحات کا اس کے سوا اور کوئی مطلب نہیں لوگوں کے درمیان مادی جسم سے اُٹھنے اور مادی بہشت و دوزخ کے بارے میں جو خیالات پھیلے ہوئے ہیں وہ صرف وہم کے شعبے ہیں۔ آپ نے تعلیم دی کہ انسان کے لئے موت کے بعد ایک زندگی ہے اور اس زندگی میں مدارج کمالات لامحدود ولاانتہا ہیں۔

موت کے بعد زندگی ابدی ہے

معاشرتی اور اخلاقی تعلیمات

حضرت باب اپنے کلام میں اپنے پیروؤں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ برادرانہ محبت و الفت میں دوسروں سے ممتاز ہوں۔ مفید صنعت و حرفت سیکھی جائے۔ ابتدائی تعلیم عام کردی جائے۔ اس نئے اور عجیب دور میں عورتوں کو کامل آزادی دی جائے گی۔ غرباء و مساکین کو ایک خزانہ عام سے گذارہ مہیا کیا جائے گا۔ بھیک مانگنا نہایت سختی سے حرام فرمایا ہے۔ اسی طرح مسکرات کے استعمال کو بھی ایسی ہی سختی سے حرام قرار دیا ہے۔

ہر ایک بابی کا نصب العین خالص محبت ہونا چاہئے۔ جس میں نہ جزا کی اُمید پائی جائے اور نہ سزا کا خوف مخفی ہو۔

کتاب بیان میں فرمایا ہے:۔ "خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ اگر تمھاری عبادت کا

Marfat.com

بدلہ آگ ہو تو بھی تمہاری عبادت میں فرق نہ آئے۔ اگر تم خوف سے خدا کی عبادت کرتے ہو تو یہ خدا کی بارگاہِ اقدس کے قابل نہیں .... اسی طرح اگر تمھارے مدِنظر بہشت ہے اور اس اُمید پر تم اُس کی پرستش کرتے ہو تو تم شرک کرتے ہو کیونکہ تم خدا کی ایک مخلوق کو اُس کا شریک ٹھہراتے ہو"

(دیکھو کتاب ایران کے بابی حصہ دوم مؤلفہ پروفیسر ای جی براؤن اور جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی جلد ۲۱ صفحہ ۹۳۱)

حضرت باب کا شوق اور آپکی فتح

اس آخری حوالہ سے اس جوش کا پتہ چلتا ہے جو حضرت باب کی زندگی بھر آپ میں موجزن رہا۔ خُدا کا عرفان اور اُس کی محبت۔ اُس کے اسماء و صفات سے اکتساب فیضان۔ اُس کے آنیوالے عظیم الشان ظہور کے لئے راہ درست کرنا۔ یہی آپ کی زندگی کا واحد مدّعا تھا۔ آپ کے لئے زندگی خوف سے خالی اور موت شیریں تھی۔ کیونکہ محبت نے خوف نکال پھینکا تھا اور خود شہادت میں بھی اپنے محبوب کے قدموں پر سب کچھ نچھاور کرنے کی اعلیٰ ترین خوشی تھی۔

تعجب ہے کہ ایسی پاکیزہ اور بلند اوصاف رُوح۔ حقائق الٰہی کا ایسا صاحب الہام معلّم۔ خدا کا اور اپنے ابنائے جنس کا ایسا فدائی عاشق اپنے زمانہ کے نام نہاد علمائے دین کے ہاتھوں شہید کیا جائے!! بیشک سوائے مجرمانہ غفلت اور کڑ ہٹ دھرمی کے اور کوئی شئے انسانوں کو اس حقیقت کے دیکھنے سے اندھا نہیں کرسکتی کہ آپ خدا کے ایک مقدّس پیغمبر تھے۔ دُنیوی عظمت۔ جلال آپ کے پاس نہ تھا۔ کیونکہ اگر تمام مادّی امداد سے مستغنی رہ کر شدید سے شدید دُنیوی مخالفتوں پر فتح پانے کی اہلیت نہ ہو تو روحانی قدرت و سلطنت کیسے ثابت ہو سکتی۔

اِس منکر دُنیا کے سامنے خدائی محبت کا ثبوت سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ

Marfat.com

دُکھ اور مصیبت کے سخت ترین صدمے سہے جائیں۔ دشمنوں کی مخالفت اور ظاہری دوستوں کی منافقت برداشت کی جائے۔ اور ان سب کے ہجوم میں مستقل اور سنجیدہ رہکر اور بغیر بے آس ہوئے اور غصہ کھائے سب کو نہ صرف معاف کردیا جائے بلکہ اُن کے لئے خیر و برکت بھی طلب کی جائے۔

حضرت باب نے دُکھ سہے اور فتح پائی۔ ہزاروں ہی نے اپنے خلوص اور اپنی محبت کی گواہی اس طرح دی کہ اپنی جانوں کو اُس کی خدمت میں نثار کر دیا۔ آپ نے انسانی دلوں اور روحوں پر جس قوت سے غلبہ حاصل کیا اس پر اگر بادشاہ بھی رشک کریں تو تعجب نہیں۔

علاوہ ازیں من یظہرہ اللہ ظاہر ہوا۔ اور اس نے اپنے مبشر کی تائید فرمائی۔ اُس کی محبت کو قبول کیا اور اسے اپنے جلال کا حصہ دار بنایا۔

Marfat.com

تیسرا باب

حضرت بہآءاللہ

"اے انتظار کرنے والے! اب صبر نہ کر کیونکہ وہ محبوب آ گیا ہے۔ اُس کی ہیکل کو دیکھ اور اُس کے جلال کو اس میں جلوہ گر مشاہدہ کر۔ یہ وہی ازلی نور ہے جو ایک نئے ظہور میں ظاہر ہوا ہے۔" (حضرت بہآءاللہ)

پیدائش اور اوائل عمر میرزا حسین علی جو بعد میں بہآءاللہ کے لقب سے معروف ہوئے میرزا عباس نوری کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ میرزا عباس حکومت ایران کے ایک وزیر تھے۔ حضرت بہآءاللہ ۱۲ نومبر ۱۸۱۷ء مطابق دوم محرم ۱۲۳۳ھ کو صبح صادق کے وقت ایران کے دارالسلطنت طہران میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان بہت دولت مند اور آپکے متعدد رشتہ دار حکومت کے مختلف شعبہ جات سول اور ملٹری میں معزز عہدوں پر متاز تھے۔

حضرت بہآءاللہ نے کسی کالج یا سکول میں تعلیم نہ پائی تھی۔ جو کچھ آپ نے

Marfat.com

پڑھا تھا وہ گھر ہی میں پڑھا یا سیکھا تھا۔ تو بھی بچپن ہی سے آپ سے علم و دانائی کی عجیب عجیب باتیں ظاہر ہونے لگیں۔ آپ ابھی نوجوان ہی تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ چھوٹے بھائیوں اور بہنوں کی نگرانی کی ذمہ داری اور وسیع خاندانی جائداد کے انتظام کا بار آپ پہ آن پڑا۔

آپ کے فرزندِ اعظم حضرت عبدالبہاء آپ کے بچپن کے دنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

بچپن ہی سے آپ نہایت فیاض و مہربان تھے۔ آپ کھلی ہوادار زندگی کو بہت پسند فرماتے تھے اور آپ کے وقت کا ایک کثیر حصہ باغات و مضافات میں گذرتا تھا۔ آپ میں ایک فوق العادہ قوتِ جذب تھی۔ لوگ ہمیشہ آپ کے گرد جمع رہتے تھے۔ وزراء اور دوسرے درباری ہمیشہ آپ کو گھیرے رہتے تھے۔ بچے تو گویا آپ کے شیدا تھے۔ آپ تیرہ یا چودہ برس کے ہی تھے کہ آپ کے علم کی شہرت ہر طرف پھیل گئی آپ ہر مضمون پر گفتگو کرتے اور ہر مسئلہ کو حل کر دیتے۔ بڑی بڑی مجالس میں آپ علماء کے ساتھ بحث و تمحیص فرماتے اور نہایت ہی مشکل دینی سوالات کے حل پیش کرتے سب کے سب نہایت توجہ اور تعجب کے ساتھ ان بیانات کو سنتے۔"

آپ جب ۲۲ سال کے ہوئے تو آپ کے والد ماجد نے رحلت فرمائی۔ حکومت نے خواہش ظاہر کی کہ دستورِ ایران کے مطابق آپ اپنے باپ کی جگہ وزارت قبول فرمائیں۔ مگر آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔ وزیر اعظم نے یہ سن کر کہا اسے کچھ نہ کہو۔ یہ عہدہ اس کی شان کے لائق نہیں۔ اس کی نظروں میں کوئی اعلیٰ ترین ارادہ ہے اگرچہ میں اسے سمجھ نہیں سکتا۔ مگر مجھے اس کا یقین ہے کہ وہ ایک نہایت ہی اعلیٰ زندگی کے لئے مخصوص ہے۔ اس کے خیالات ہمارے جیسے نہیں۔ اسے کچھ نہ کہو۔"

بابیوں کے زمرہ میں آپکی قید] ۱۸۴۴ء میں جب حضرت باب نے اعلانِ امر

Marfat.com

فرمایا تو اُس وقت حضرت بہاء اللہ کی عمر ۲۷ سال کی تھی۔ اعلان حضرت باب کی آواز سنتے ہی حضرت بہاء اللہ نے اس نئے امر کو لبیک کہا اور فوراً ہی آپ اس نئے دین کے بے خوف اور طاقتور مُبلغین میں گنے جانے لگے۔

آپ اس امر کی خاطر دو دفعہ قید اور کوڑے کی ضرب اُٹھا چکے تھے کہ اگست ۱۸۵۲ء میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس نے بابیوں پر بلاؤں کا ایک ایسا طوفان برپا کیا کہ ہر ایک بابی کی جان خطرے میں پڑ گئی۔

صادق نام ایک نوجوان جو خود بھی بابی تھا اور جس کا آقا بھی بابی تھا، اپنے آقا کے عذاب شہادت کو دیکھکر ایسا متاثر ہوا کہ بدلہ کے جوش میں بھر کر اس نے شاہ ایران پر حملہ کر دیا۔ مگر عالم دیوانگی میں پستول میں گولی کی جگہ چھرے بھر کر لایا تھا۔ اگرچہ چند ایک چھرے شاہ کے لگے مگر ان سے کچھ گزند نہ پہنچی تھی۔ صادق نے یہ دیکھکر شاہ کو گھوڑے سے نیچے کھینچ لیا۔ مگر شاہ کے مصاحبین نے فوراً اُسے پکڑ لیا اور فوراً وہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

بے انصاف شاہ نے تمام بابیوں کی جماعت کو اس کام کا ملزم ٹھہرایا۔ اور نہایت بے رحمانہ قتل عام کا حکم دیا۔ اکثر بابی تو اسی وقت طہران میں انواع و اقسام کی اذیتیں دے دے کر شہید کر دیئے گئے۔ بہتوں کو پکڑ کر قید خانوں میں ڈالا۔ ان قیدیوں میں حضرت بہاء اللہ بھی تھے۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کتاب ابن ذئب میں فرماتے ہیں :-

ہم ہرگز اس نفرت انگیز کام میں نہ تھے اور تحقیقاتی کمیشن کے سامنے بھی ہمارا بے قصور ہونا ثابت ہو گیا تھا۔ باوجود اس کے گرفتار کیا۔ اور نیاوران سے جہاں اُن دنوں شاہی کیمپ تھا ہمیں پیدل زنجیروں میں جکڑے ہوئے ننگے سر ننگے پاؤں کشاں کشاں طہران کے جیلخانہ میں پہنچا دیا۔ کیونکہ ایک ستمگار سوار نے

Marfat.com

ہمارے سر سے ٹوپی اُتار لی۔ سپاہیوں اور جلادوں کے ایک گروہ کے ساتھ پوری سرعت سے ہمیں لے گئے اور چار مہینے ہمیں ایسی جگہ رکھا جو اپنی خرابی میں سب سے بدتر تھی۔ فی الحقیقت ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی بھی اس سے اچھی ہوتی ہے۔

جب ہم جیلخانہ کے اندر چلے گئے تو ہمیں ایک اندھیرے برآمدے میں پہنچایا۔ اور وہاں سے تین سیڑھی نیچے اترے اور جہاں ہماری جگہ مقرر کی گئی تھی وہاں جا پہنچے جگہ بالکل تاریک تھی۔ اور وہاں ڈیڑھ سو کے قریب چور۔ ڈاکو اور قاتل بند تھے۔ انبوہ کے باوجود وہاں ہوا کا راستہ بھی اس راستے کے سوا اور نہ تھا جس سے ہو کر ہم آئے تھے۔ اس جگہ کی حالت لکھنے سے قلم عاجز ہے اور اس جگہ کی بدبو بیان نہیں کی جا سکتی۔

قیدیوں میں سے اکثر کے پاس لباس اور بستر بھی نہ تھے۔ اس نہایت تاریک اور سخت بدبودار مقام میں جو کچھ ہم پر وارد ہوا خدا ہی خوب جانتا ہے اس قیدخانہ میں ہم دن رات بابیوں کے اعمال و احوال کو سوچتے تھے کہ اس قدر بلندی و برتری اور فہم و ادراک رکھتے ہوئے ان سے ایسا کام سرزد ہوا یعنی ذاتِ شاہانہ پر جرأت سے حملہ کرنا۔ پھر اس مظلوم نے ارادہ کر لیا کہ قیدخانہ سے نکل کر پوری ہمت کے ساتھ ان لوگوں کو تہذیب و شائستگی سکھانے کے لئے کھڑا ہونگا۔ راتوں میں سے ایک رات عالمِ رویا میں ہر سمت سے یہ بلند کلمہ سنائی دیا۔

" ہم تجھے تیرے ذریعہ اور تیری قلم کے ذریعہ مدد پہنچائینگے۔ جو کچھ مصیبت تجھ پر آئی ہے اس سے غمگین نہ ہو اور خوف نہ کر۔ یقیناً تو اُن میں سے ہے جو محفوظ ہیں۔ عنقریب خدا زمین کے خزانے برپا کرے گا۔ اور یہ وہ لوگ ہیں

Marfat.com

جو تیرے ذریعے اور تیرے اس نام کے ذریعے تیری مدد کرینگے۔ جن سے خدا نے عارفوں کے دلوں کو زندہ کر دیا ہے۔"

بغداد کو جلاوطنی یہ خوفناک قید چار مہینے تک رہی۔ مگر آپ کے ہمراہی ہمیشہ جوش اور خوشی سے بھرپور رہتے تھے۔ قریبًا ہر روز ان میں سے ایک نہ ایک کو اذیت دی جاتی تھی یا شہید کر دیا جاتا تھا۔ اور دوسرے اپنی باری کے منتظر رہتے تھے۔ جب احباب میں سے کسی کو جلاد لینے آتا تو جس کا نام پکارا جاتا وہ خوشی سے ناچنے لگتا۔ اور آپ کے ہاتھوں کو چوم کر اور دوسرے احباب سے گلے مل کر طرب انگیز شوق کے ساتھ میدان شہادت کی طرف دوڑتا۔

جب یہ پوری طرح ثابت ہو گیا کہ آپ کا شاہ کے خلاف سازش میں کوئی حصہ نہ تھا۔ اور روسی سفیر نے آپ کے چال چلن کی پاکیزگی کی شہادت دی۔ اس کے علاوہ آپ اس قدر بیمار ہو گئے تھے کہ اب وہ گمان کرتے تھے کہ آپ مر جائیں گے تو شاہ نے موت کا حکم دینے کی بجائے آپ کو عراقِ عرب کی طرف جلاوطنی کا حکم صادر کیا۔ دو ہفتے بعد آپ اپنے خاندان اور کچھ احباب کے ساتھ اس طرف کو روانہ ہوئے۔ سفر میں سردی کی شدت اور دوسری سختیاں سہتے ہوئے آپ نہایت تنگدستی اور افلاس کی حالت میں بغداد پہنچے۔

جوں ہی آپ تندرست ہوئے آپ نے بابیوں کو دعوت دینا اور بابیوں کو تشویق و نصیحت کرنی شروع کی[1]۔ یہ سلسلہ دیر تک جاری نہ رہا۔ میرزا یحییٰ جو صبح ازل کے نام سے بھی مشہور ہے بغداد میں آیا۔ اور اس نے آتے ہی اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں

---

[1] یہ واقعہ ۱۸۵۳ء میں ہوا یعنی حضرت باب کے اعلان کے ۹ سال بعد۔ اس طرح حضرت باب کی وہ پیشگوئیاں جو آپ نے سنہ ۹ کے بارے میں فرمائی تھیں پوری ہو گئیں۔

Marfat.com

احباب میں ایسے ہی اختلافات رونما ہونے لگے جیسے حضرت مسیح کے حواریوں اور رسول مقبول صلعم کے اصحاب میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ اختلافات جو لبعد ازاں اڈریانوپل میں کھلم کھلا اور شدت کے ساتھ ظاہر ہوئے آپ کے دل کو دکھاتے تھے۔ کیونکہ آپ کی زندگی کا بڑا مقصد دنیا کے رہنے والوں میں اتحاد پھیلانا تھا۔

بیابان میں دو سال بغداد میں آنے کے کوئی ایک سال بعد آپ صرف کپڑوں کا ایک جوڑا لیکر تن تنہا سلیمانیہ کے بیابان میں چلے گئے۔

اس وقت کا حال آپ کتاب ایقان میں یوں فرماتے ہیں :-

"یہ عبد جب اس ملک میں وارد ہوا تو بعد میں واقع ہونے والے کچھ امور سے مطلع ہوا۔ ہم نے پہلے ہی مہاجرت اختیار کی اور ہم تنہائی کے بیابان کی طرف چل دئے اور دو سال تن تنہا ہجر کے صحراؤں میں بسر کئے۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور دل سے خون کے دریا ابل رہے تھے۔ کتنی ہی راتیں ہمیں کھانا نہ ملا۔ اور کتنے ہی دن ہمارے جسم کو آرام نہ ملا۔ ان تمام برستی ہوئی بلاؤں اور متواتر حادثوں کے ہوتے ہوئے اُسی کی قسم جس کے ہاتھ میں ہماری جان ہے ہم نہایت مسرت اور فرحت اور خوشی میں تھے۔

خدای پاک کی قسم۔ کہ اس مہاجرت سے مراجعت کا ہمیں کوئی خیال نہ تھا اور اس مسافرت کے بعد مواصلت کی کوئی امید نہ تھی۔ اس سے ہمارا صرف یہی مقصد تھا کہ احباب کے اختلاف کا سبب نہ ہوں۔ اور اصحاب میں انقلاب کا مصدر نہ بنیں۔ کسی کے دل کو دکھانے والے نہ بنیں۔ اس کے سوا نہ تو کوئی خیال ہی تھا اور نہ کوئی اور بات مدنظر۔ اگرچہ ہر شخص نے اپنی ہوئی کے مطابق رائے قائم کی اور خیال باندھا آخرکار مصدر امر (خدا) کی طرف سے واپسی کا حکم صادر ہوا۔ جسے لابد ہمیں ماننا پڑا۔ اور ہم لوٹ آئے۔ واپس آنے پر جو کچھ ہم پر وارد ہوا، اس کے لکھنے سے

Marfat.com

قلم عاجز ہے۔ دو سال تک دشمن اِس عبد فانی کو ہلاک کرنے کے لئے نہایت سعی و اہتمام میں لگے رہے۔ چنانچہ سب جانتے ہیں " (ایقان صہ ۱۵۲)

مُلاّؤں کی مخالفت

اِس ہجرت سے واپس آنے پر آپ کی شہرت پہلے سے بھی زیادہ پھیل گئی۔ اور دور و نزدیک سے لوگ جوق جوق آپ کو دیکھنے اور آپ کی تعالیم سُننے کے لئے بغداد میں آنے لگے۔ یہودی عیسائی، زرتشتی اور مسلمان یہ نیا پیغام سُن کر سرگرم ہونے لگے، لیکن مُلاّؤں نے آپکی مخالفت پر کمر باندھی اور شدت سے آپ کے مٹانے کے درپے ہوگئے۔ ایک موقع پر انھوں نے اپنے میں سے ایک عالم کو آپ کے پاس کچھ سوالات دے کر بھیجا۔ قاصد آپکے جوابات کا قائل اور آپ کے علم سے مات ردگیا۔ وہ جانتا تھا کہ آپ نے یہ علم کہیں سے ظاہری طور پر حاصل نہیں کیا۔ اُسے اعتراف کرنا پڑا کہ علم و ادراک میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تو بھی اس بات کے لئے کہ مُلاّ آپ کی حقیقت کے معترف ہوں اس نے ثبوت کے طور پر معجزہ دکھانے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہم معجزہ دکھانے کے لئے اس شرط پر تیار ہیں کہ مُلاّ جو معجزہ دیکھنا چاہیں اُس پر سب متفق الرائے ہوکر جم جائیں اور یہ لکھ دیں کہ اگر ہم نے وہ معجزہ دکھا دیا تو وہ ہمارے دعوے کو سچ جان کر ہماری مخالفت کرنا چھوڑ دینگے اور اگر نہ دکھایا تو ہم جھوٹے ہونگے۔

اگر مُلاّؤں کا ارادہ سچائی حاصل کرنا ہوتا تو یقیناً اس سے بڑھکر اور کوئی موقع نہ ہوسکتا تھا۔ مگر وہ تو اس بات پر تُلے ہوئے تھے کہ سچ جھوٹ جیسے بھی ہو وہ اپنا من مانا فیصلہ حاصل کریں۔ وہ سچائی سے ڈرتے تھے اور انھوں نے اِس کھلے چیلنج کو قبول کرنے سے گریز کیا۔ اِس شکست سے وہ اور بھی جھنجھلا گئے۔ اور اس مظلوم گروہ کی بیخکنی کے لئے نئی سازشیں کرنے لگے۔ بغداد کا ایرانی قونسل جنرل

Marfat.com

اِن سازشوں میں شریک وسہیم ہوا۔ اور اس نے شاہ کو متواتر لکھنا شروع کیا کہ بہار اللہ دینِ اسلام کو نقصان پہنچا رہا ہے اور ایران پر ایک بہت ہی بُرا اثر ڈال رہا ہے۔ اس لئے اسے کسی دور جگہ کو جلاوطن کرنا ضروری ہے۔

آپ کی یہ عادت تھی کہ ایسے موقعوں پر جب مسلمان مُلّا اور ایرانی دعثمانی حکومتیں اپنی متحدہ طاقتیں اس تحریک کے ملیامیٹ کرنے پر لگاتیں تو آپ خاموشی اورسنجیدگی اختیار کرتے۔ اپنے احباب کی ہمت بڑھاتے اور ہدایت وتسلی کے جاودانی کلام سے انھیں سنبھالتے اور آگے بڑھنے کی تشویق فرماتے۔ حضرت بہار اللہ بیان فرماتے ہیں کہ اُن ہی ایّام میں کلماتِ مکنونہ کس طرح نازل ہوئے۔

حضرت بہار اللہ اُن ایّام میں اکثر دریائے دجلہ کے کنارے سیر کرنے کو تشریف لے جاتے۔ آپ جب واپس آتے تو نہایت بشاش ہوتے اور جھٹ ان دانائی اور حکمت کے موتیوں کو لکھتے۔ جنھوں نے ہزاروں ہی غمزدہ اور ستم رسیدہ دلوں کو اطمینان اور تسلی بخشی ہے۔ کئی سال تک اِن کلمات کی صرف چند قلمی کاپیاں احباب میں رہیں جو انھیں اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھکر پوشیدہ رکھتے تھے۔ تاکہ دشمن جو اُس وقت ہر طرف بکثرت تھے اُنھیں لے نہ جائیں۔ اب یہ چھوٹی کتاب تقریبًا ہر زبان میں ترجمہ ہوچکی ہے اور دُنیا کے ہر حصہ میں نہایت شوق کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ اسی زمانہ میں کتاب الیقان بھی جو بڑی مشہور کتاب ہے نازل ہوئی۔ اس کے نزول کی تاریخ غالبًا ۱۸۶۲ء اور ۱۸۶۳ء ہے۔

بغداد کے نزدیک رضوان میں اعلان

بہت کچھ خط وکتابت کے بعد ایرانی حکومت کے اصرار پر حکومت عثمانی نے آپ کو قسطنطنیہ میں لائے جانے کا فرمان بھیجا۔ اس خبر نے آپکے احباب میں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ وہ اپنے محبوب کے گھر کے گرد جمع ہوگئے۔ اور ان کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ آپ کو

Marfat.com

بغداد کے نزدیک ایک باغ میں خیمہ لگانا پڑا۔ یہ باغ نجیب پاشا کا باغ کہلاتا تھا۔ اور آپ یہاں بارہ دن تک فروکش رہے۔ جن میں آپ سفر کی تیاریوں میں مشغول رہے۔ ان بارہ ایام (۲۱ اپریل سے ۲ مئی ۱۸۶۳ء تک یعنی حضرت باب کے اعلان سے ۱۹ سال بعد) کے پہلے دن آپ نے اپنے چند چیدہ احباب کو یہ خوشخبری سنائی کہ آپ ہی وہ من یظہرہ اللہ ہیں جس کی آمد کی خوشخبری حضرت باب نے دی تھی۔ اور جو تمام انبیاء کا موعود ہے۔ جس باغ میں یہ اعلان کیا گیا وہ بہائیوں میں **باغ رضوان** کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ان بارہ دنوں میں وہ ایک عید مناتے ہیں جس کا نام **عید رضوان** ہے۔

حضرت بہاء اللہ ان دنوں میں غمگین و شکستہ دل ہونے کی بجائے نہایت بشاش اور قوت و جلال کے مالک نظر آتے تھے۔ آپ کے احباب بھی اسی خوشی اور جوش سے بھر گئے۔ اور لوگوں کے گروہ کے گروہ اظہار مسرت و عقیدت کے لیے آنے لگے۔ بغداد کے تمام شرفاء و امراء حتیٰ کہ گورنر بذات اس قیدی کو رخصت کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔

قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل

بغداد سے قسطنطنیہ کا سفر تین چار ماہ میں ختم ہوا راہ میں آپ نے اور آپ کے خاندان کے بارہ افراد اور ۲۶ ساتھیوں نے سردی کی شدید ترین مصائب برداشت کئے۔ قسطنطنیہ پہنچنے پر سب کو ایک بہت ہی تنگ مکان میں قید کر دیا گیا جس میں ان تمام آدمیوں کے بیٹھنے کے لئے بھی مشکل سے جگہ تھی۔ کچھ دنوں بعد آپ کو ایک کشادہ گھر رہنے کے لئے دیا گیا۔ مگر چار ماہ بعد آپ کو ایڈریانوپل کی طرف بھیج دیئے جانے کا فرمان صادر ہوا۔ ایڈریانوپل کا سفر اگرچہ چند یوم میں ہی ختم ہو گیا۔ مگر مصائب اور تکالیف کی شدت میں ان سب سفروں سے بدتر تھا جو آج تک آپ نے

Marfat.com

برداشت کیے تھے۔ برفباری نہایت شدت سے ہو رہی تھی۔ اور ان مظلوم مسافروں کے پاس تن ڈھانکنے کو کپڑا بھی نہ تھا۔ کھانے کو بہت ہی بری غذا ملتی تھی۔ اس طرح تکالیف سہتے ہوئے یہ گروہ ایڈریانوپل پہنچا۔ جہاں پہنچکر آپ کو اور آپ کے اہلبیت کو تین کمروں کے چھوٹے سے گھر میں مقید کر دیا۔ یہ گھر کہنہ بوسیدہ اور گندہ تھا موسم بہار میں آپ کو ایک بہتر گھر دیا گیا۔ آپ ساڑھے چار سال تک ایڈریانوپل میں رہے۔ یہاں بھی آپ نے تعلیم دینی شروع کی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ایک بہت بڑا گروہ آپ کے گرد جمع ہوگیا۔ یہاں آپکے اعلانِ ظہور کی شہرت عام ہوگئی۔ جسے بابیوں کی کثیر جماعت نے قبول کیا۔ اور بہائی کہلانے لگے۔ ایک چھوٹی سی جماعت نے آپ کے سوتیلے بھائی میرزا یحییٰ کی سرکردگی میں نہایت شدت سے اس کی مخالفت کی۔ اور آپ کے شادینے کی سازشوں میں آپ کے پہلے دشمن شیعوں سے جاملے یہ قضیہ روز بروز شدید ہوتا گیا۔ آخرکار حکومت عثمانی نے آپ کو مع آپکے احباب کے عکا بھیجدیا اور میرزا یحییٰ جزیرہ قبرس کو روانہ کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۲ راگست ۱۸۶۸ء کا ہے۔

الواحِ ملوک اسی زمانہ میں حضرت بہاء اللہ نے اپنی مشہور و معروف الواح تمام شاہانِ یورپ، پوپ، شاہِ ایران اور حکومت ریاستہائے متحدہ امریکہ کے نام بھیجیں ہیں۔ ان الواح میں اپنے امر کا اظہار فرما کر آپ نے انھیں دعوت دی کہ وہ اپنے قوی کو سچے دین کے قائم کرنے اور بین الاقوامی صلح و امن کے پھیلانے میں صرف کریں۔ شاہ ایران کی لوح میں آپ نے نہایت زوردار الفاظ میں مظلوم بابیوں کی بے قصوری کو ثابت کیا اور شاہ کو دعوت دی کہ وہ آپ کو اور انھیں جنھوں نے اس مظلوم گروہ پر ستم رانی کے فتوے دیئے ایک جگہ جمع کرے۔ مگر شاہ نے اس درخواست پر کوئی عمل نہ کیا۔ ایک نوجوان فداکار بہائی

Marfat.com

جس کا نام بدیع تھا، اس لوح کو لے کر شاہ کے پاس گیا۔ شاہ نے اُسے گرفتار کر لیا اور دل ہلا دینے والے دُکھ دے کر اُسے شہید کیا۔ اینٹیں گرم کر کر کے اُس کے زندہ جسم کو جلا جلا کر اُسے جامِ شہادت پلایا۔ اسی لوح میں آپ اپنے مصائب کا نہایت دلسوز اور دل ہلا دینے والے الفاظ میں یوں ذکر کرتے ہیں:۔

"اے بادشاہ! میں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ تکلیفیں اٹھائی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں۔ دوستوں نے میرا انکار کیا اور وسیع راستے میرے لیے تنگ ہو گئے۔ میرے آرام و آسائش کا تالاب سوکھ گیا۔ اور میری راحت کا سرسبز چمن خشک ہو کر پیلا پڑ گیا۔ کتنی ہی بلائیں نازل ہو چکی ہیں اور کتنی ہی ابھی نازل ہونے والی ہیں۔ میں اُس غالب اور فیاض (خدا) کی طرف رُخ کئے ہوئے رواں ہوں۔ اور میرے پیچھے ایک سخت موذی سانپ دوڑتا آتا ہے۔ میرے آنسو اس قدر بہے کہ میرا بستر تر ہو گیا۔ لیکن پھر بھی مجھے کچھ غم نہیں۔ خدا کی قسم میرا سر اپنے مولیٰ اور آقا کی محبت میں نیزہ (پر چڑھنے) کا مشتاق ہے۔ میں جب کبھی کسی درخت کے پاس ہو کر گذرتا ہوں تو اس سے میرے دل نے یہ بات ضرور کہی ہے۔ کہ اے کاش۔ تو میرے نام سے کاٹا جاتا اور سولی بنایا جاتا۔ پھر میرا جسم اپنے پروردگار کی راہ میں تجھ پر چڑھایا جاتا۔ بلکہ مجھکو اس بات کا غم ہے کہ میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ غفلت کے نشہ میں چور ہو کر بھٹکتے پھر رہے ہیں اور انھیں اس کی کچھ خبر نہیں۔ انھوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کا مرتبہ بڑھا رکھا ہے اور اپنے معبود کا درجہ گھٹا دیا ہے۔ گویا کہ انھوں نے خدا کے حکم کو ہنسی ٹھٹھا اور کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور بایں ہمہ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ہم نیکوکار اور اچھے کام کرنے والے ہیں اور امنِ خداوندی کے مستحکم قلعہ میں پناہ لے چکے ہیں۔ لیکن حقیقت میں اُن کا گمان صحیح نہیں ہے۔ بلکہ کل وہ خود وہی بات دیکھیں گے جس کا (آج) انکار کر رہے ہیں۔ عنقریب ہم کو اس سرزمین موسوم بہ ادرنہ

Marfat.com

سے نکال کر شہر عکا کی طرف لے جائینگے اور جیساکہ لوگ بیان کرتے ہیں شہر عکا، دنیا کے ویران اور بے رونق شہروں میں سے ہے۔ اس کی آب و ہوا نہایت خراب اور ناموافق ہے۔ گویا رات دن وہاں الو بولا کرتے ہیں اور اس کے اطراف وجوانب سے سوائے الوؤں کی آواز کے اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی۔ لوگوں نے اس غلام کو اسی شہر میں قید کرنے کا ارادہ کرلیا ہے اور راحت اور آسایش کے دروازے ہم پر بند کر دینے چاہتے ہیں اور ہماری زندگی کے جو چند روز باقی رہ گئے ہیں ان میں انھوں نے دنیاوی زندگی کی ضروریات کا سامان ہم تک نہ پہنچے، دنیا مدنظر رکھا ہے۔ خدا کی قسم! اگر دکھ درد کے صدمے مجھے کمزور بنا دیں اور بھوک پیاس کی تکلیفیں مجھے ہلاک کر دیں سخت پتھر میرا بستر بنایا جاتے اور جنگل کے درندہ جانور میرے مونس اور ہمدم کر دیئے جاتیں تو بھی میں مطلق فریاد وزاری نہ کرونگا۔ اور خدا یتعالیٰ کی مدد سے جو ازل کا مالک اور قوموں کا پروردگار ہے ویسے ہی صبر کرونگا جیساکہ دور اندیش اور اپنے ارادہ پر ثابت قدم رہنے والوں نے کیا ہے۔ اور میں ہر حال میں اللہ پاک کا شکر کروں گا میں اس کے فضل وکرم سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس قید کے وسیلے سے اپنے دوسرے بندوں کی گردنیں طوق وزنجیر سے آزاد فرمائے گا۔ اور اپنے پاک بندوں کو اپنی غالب اور نہایت بخشش والی ذاتِ پاک کی طرف خلوص کے ساتھ متوجہ کرے گا۔ بیشک وہی ہر ایک دعا کرنے والے بندہ کی دعا کو قبول فرماتا اور ہر ایک مناجات کرنے والے کے پاس بیٹھا ہے۔ ہم اسی پاک پروردگار سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اس کالے سنہ کی بلا کو اپنے دین کی ہیکل کی حفاظت کے لئے فولادی زرہ بنا دے اور اسی کے ذریعے اس کو کاٹنے والی تلواروں اور چھیدنے والے برچھوں اور نیزوں سے محفوظ کر دے۔ بلا اور مصیبت کے ذریعہ خدا کا حکم دنیا میں جاری اور اس کا امر بلند ہوا ہے یہی خدا کی سنت ہے جو اگلے وقتوں سے اسی طرح جاری ہے۔" (اسرار الآثار ج ۱ ص ۱۳۶، ۱۳۷)

Marfat.com

سجن عکا

اس زمانہ میں عکا، حکومتِ عثمانی کا کالا پانی تھا اور بدترین مجرم وہاں قید کئے جانے کے لیے بھیجے جاتے تھے۔ عکا پہنچنے پر ان مظلوموں کو جن کی تعداد مرد عورتیں اور بچے سب مل کر ۸۰ یا ۸۴ تھی۔ مع حضرت بہاء اللہ کے فوجی بارکوں میں بند کر دیا۔ جگہ نہایت غلیظ اور سنسان تھی۔ چارپائیاں یا بسترے وغیرہ کچھ نہ تھے۔ خوراک نہایت ہی بری اور بہت ہی کم دی جاتی تھی۔ یہانتک کہ ان مظلوم قیدیوں نے آخرکار درخواست کی کہ انھیں اپنی خوراک خود خریدنے کی اجازت دی جائے۔ پہلے چند دنوں تک بچے لگاتار دن رات روتے رہے اور کسی کو سونا نصیب نہ ہوا۔ بخار، پیچش اور دوسری بیماریاں پیدا ہوئیں اور سب کے سب ایک دم سے بیمار ہو گئے۔ سوائے پانچ آدمیوں کے جو بعد میں ان بیماریوں میں مبتلا ہوئے۔ چار صاحب نے ان بیماریوں کے صدمہ سے جام شہادت نوش کیا اور بہت سی ان کی تکالیف احاطہ تحریر سے باہر ہیں[1]

یہ سخت قید دو سال تک جاری رہی اور اس دوران میں کسی بہائی کو قیدخانہ سے باہر جانے کی اجازت نہ تھی۔ صرف چار اشخاص چوکیداروں کی زیر دست حراست میں روزانہ کی ضروریات کی چیزیں خریدنے بازار جایا کرتے تھے۔

قشلہ یعنی فوجی بارکیں جہاں حضرت بہاء اللہ قید تھے شہر کے اندر تھیں اور آپ کی قید کے زمانہ میں کسی کو وہاں جانے اور حضرت بہاء اللہ سے ملاقات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ایران کے بہت سے بہائی اپنے محبوب کے دیدار کا شرف حاصل کرنے کے لئے پیدل ایران سے عکا پہنچے تھے مگر انہیں فصیل کے باہر ہی روک دیا جاتا تھا۔ وہ ایک

---

[1] قیدیوں میں سے دو کے کفن دفن کے اخراجات کو پورا کرنے کیلئے حضرت بہاء اللہ نے اپنا قالیچہ بیچنے کیلئے دیا مگر سپاہیوں نے روپیہ تو اپنی جیبوں میں رکھا اور ان دونوں لاشوں کو کسی گڑھے میں پھینک آئے۔ (ایرانی روایت)

میدان میں جاتے جو میری خندق کے قریب تھا۔ اور جہاں سے حضرت بہاء اللہ کی کوٹھری کی کھڑکیاں نظر آتی تھیں۔ حضرت بہاء اللہ کھڑکی میں آ گئے۔ انھیں اپنا جمال دکھاتے اور وہ رو رو کر اس جمالِ جہاں آرا کو دیکھتے اور نئے شوق و جذب سے بھر کر خدمت و شہادت کے لئے واپس لوٹتے۔

سختی میں کمی آخر کار قید کی شدت کم ہوئی۔ افواج عثمانی کی نقل و حرکت کے سبب بارکیں فوجی ضروریات کے لئے خالی کرائی گئیں۔ حضرت بہاء اللہ مع اپنے اہلبیت کے ایک گھر میں چلے گئے اور احباب کو شہر میں ایک سرائے میں جگہ مل گئی۔ آنحضرت سات برس تک اس گھر میں نظر بند رہے ایک چھوٹے سے کمرے میں گھر کے تیرہ آدمی مرد اور عورتیں مل کر رہتے تھے۔ پہلی پہل جگہ کی قلت کی وجہ سے آپ نے اور آپ کے اہلبیت نے بہت تکلیف اٹھائی آپ کو رہنے کے لئے صرف چار چھوٹی چھوٹی کوٹھڑیاں دی گئیں۔ خوراک بھی کافی نہ تھی اور آرام کا سامان بھی نہ تھا۔ کچھ مدت کے بعد کچھ کمرے آپ کو اور دیئے گئے جہاں ایک گونہ راحت کے ساتھ آپ رہنے لگے۔ بارکوں سے باہر آنے کے بعد زائرین کو آپ سے ملنے میں کوئی روک نہ تھی اور آہستہ آہستہ شاہی فرمان کے ذریعے جو رکاوٹیں آپ پر عائد کی گئی تھیں کم ہو گئیں اگرچہ کبھی کبھی انھیں پھر ویسی ہی شدت سے جاری کر دیا جاتا تھا۔

دروازہ سجن کا کھلنا قید کے سخت ترین ایام میں بھی بہائی کبھی مایوس نہ ہوتے تھے اور ان کے مضبوط اعتقاد میں کبھی جنبش نہ ہوئی بارکوں میں سختی قید کے زمانہ میں حضرت بہاء اللہ نے اپنے احباب کو لکھا تھا کہ خوف نہ کرو۔ یہ دروازے کھل جائینگے۔ میرا خیمہ کوہِ کرمل پر نصب ہوگا اور سب کو نہایت مسرت حاصل ہوگی۔

Marfat.com

یہ پیشگوئی احباب کے اطمینان کا بڑا سبب ہوئی اور آخر کار لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ دروازۂ سجن کے کھلنے کا حال ہم حضرت عبدالبہاء کے الفاظ میں جن کو ان کے نواسے حضرت شوقی افندی نے ترجمہ کیا ہے لکھتے ہیں:۔

"حضرت بہاءاللہ سبزہ اور مناظر دیہات کو بہت پسند فرماتے تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا۔ سات برس ہوئے میں نے سبزہ نہیں دیکھا۔ مضافات روح کی دنیا ہیں اور شہر جسم کا جہان ہیں" جب میں نے یہ سنا تو میں سمجھ گیا کہ آپ شہر سے باہر رہنا چاہتے ہیں اور مجھے یہ یقین تھا کہ آپ کی مرضی کے پورا کرنے کے لئے جو کچھ میں کرونگا اس میں کامیاب ہونگا۔ عکا میں اس وقت ایک شخص تھا جس کا نام محمد پاشا صفوت تھا۔ اس شخص کا ایک محل تھا جسے مزرع کہتے تھے اور جو شہر کے شمال کی جانب چار میل پر تھا۔ اس محل کے ارد گرد باغ تھے اور ایک نہر اس کے پاس سے گذرتی تھی۔ یہ شخص ہمارا سخت مخالف تھا۔ میں نے اس شخص کے گھر پر جا کر اس سے ملاقات کی اور کہا پاشا آپ نے محل کو خالی چھوڑ رکھا ہے اور شہر میں رہتے ہو۔ اس نے کہا میں بیمار اور مفلوج ہوں۔ شہر کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ اگر میں وہاں جاتا ہوں تو تنہا رہنا ہوتا ہے اور میرے دوست مجھ سے مل نہیں سکتے۔ میں نے کہا جب آپ وہاں نہیں رہتے اور اسے خالی چھوڑ رکھا ہے تو اسے ہمیں ہی کرایہ پر دے دو۔ پہلے تو وہ اس پر متعجب ہوا۔ مگر پھر فوراً ہی رضی ہو گیا۔ میں نے بہت ہی کم کرایے پر یہ محل ان سے پانچ سال کے لئے لے لیا۔ اور ۵۷ روپیہ سالانہ کے حساب سے اسے پانچ برس کا کرایہ بھی پیشگی دے دیا۔ میں نے قلیوں کو بھیج کر جگہ کی مرمت کرائی۔ باغوں کو درست کرایا اور ایک حمام وہاں بنوایا۔ میں نے جمال مبارک[1] کے لئے

[1] جمال مبارک حضرت بہاءاللہ کا ایک خطاب ہے جو احباب ان سے منسوب کیا کرتے ہیں۔

Marfat.com

ایک گاڑی بھی منوائی۔ ایک دن میں نے خود جا کر جگہ کو دیکھنا چاہا۔ اگرچہ کڑی فرمان جاری ہو چکے تھے کہ ہمیں فصیل سے باہر جانے کی اجازت نہیں لیکن میں بے کھٹکے دروازۂ شہر سے باہر چلا گیا۔ سپاہی پہرے پر کھڑے تھے مگر وہ مزاحم نہ ہوئے اور میں سیدھا اس محل کے دیکھنے کے لئے چلا گیا۔ دوسرے دن میں چند احباب اور افسروں کے ساتھ پھر دروازۂ شہر کے باہر گیا اور کسی نے مزاحمت نہ کی۔ حالانکہ سنتری اور سپاہی دروازہ کے دونوں طرف کھڑے تھے۔ اسی طرح ایک اور دن میں نے بہجی کے درختہائے صنوبر کے نیچے شہر کے امرا کی دعوت کی اور شام کو ہم بلا کسی مزاحمت کے شہر کو واپس آ گئے۔

ایک دن میں جمال مبارک کے حضور میں گیا اور عرض کی مزرع کا محل آپ کے لئے تیار ہے اور وہاں جانے کے لئے گاڑی بھی حاضر ہے۔ اس وقت عکا اور حیفا میں گاڑیاں نہ تھیں۔ حضرت بہاء اللہ نے جانے سے انکار کیا اور کہا "میں تو قیدی ہوں" میں نے ایک دن پھر عرض کی۔ مگر آپ نے وہی جواب دیا۔ میں نے جرأت کر کے ایک دن تیسری مرتبہ پھر پوچھا مگر آپ نے فرمایا نہیں۔ اس کے بعد پھر عرض کرنے کی میں جرأت نہ کر سکا۔

اس وقت عکا میں ایک شخص محمد شیخ نام تھا جو بہت ہی بارسوخ تھا۔ یہ شخص آپ سے بہت محبت اور عقیدت رکھتا تھا۔ اور آپ بھی اس پر بہت عنایت فرمایا کرتے تھے۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ آپ بہت جری ہیں۔ آج رات کو آپ حضور میں جائیں اور گھٹنوں پہ گر کر دونوں ہاتھ پکڑ کر اس وقت تک نہ چھوڑیں جب تک آپ حضرت جمال مبارک سے شہر چھوڑنے کا وعدہ نہ لے لیں۔ یہ شخص عرب تھا۔ یہ سیدھا حضرت بہاء اللہ کے پاس گیا اور آپ کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ اس نے جمال مبارک کے ہاتھ

Marfat.com

پکڑ کر چومے اور کہا آپ شہر کو کیوں نہیں چھوڑتے؟ آپ نے جواب دیا میں قیدی ہوں؛ شیخ نے عرض کیا خدا نہ کرے کس کی طاقت ہے کہ آپ کو قید کرے۔ آپ نے تو خود اپنے آپ کو قید میں رکھا ہے۔ یہ تو خود آپ کی مشیت تھی کہ آپ قید ہوں۔ اب میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ باہر تشریف لائیں اور محل کو چلیں۔ یہ نہایت خوبصورت اور سرسبز ہے۔ درخت نہایت پیارے اور نارنگیاں آگ کے گیندوں کی طرح ہیں۔

جتنی دفعہ جمال مبارک فرماتے تھے کہ "میں قیدی ہوں یہ نہیں ہو سکتا" اتنی ہی دفعہ شیخ آپ کے ہاتھ پکڑ کر چومتا رہا۔ کامل ایک گھنٹہ تک وہ اسی طرح عرض کرتا رہا۔ آخر کار حضرت بہاء اللہ نے فرمایا "خیلی خوب" (بہت اچھا) اور شیخ کا صبر اور اصرار کامیاب ہوا۔ وہ خوشی سے اچھلتا ہوا میرے پاس آیا اور حضرت بہاء اللہ کی رضامندی کی خوشخبری مجھے دی۔ اگرچہ سلطان عبدالعزیز کے سخت فرمان کے بموجب مجھے جمال مبارک سے ملنے کی سخت ممانعت تھی۔ لیکن میں گاڑی لیکر دوسرے دن در مبارک پہ حاضر ہوا۔ اور آپ کو اپنے ساتھ محل کی طرف لے گیا۔ اور کوئی بھی مزاحم نہ ہوا۔ میں آپ کو وہاں چھوڑ کر خود شہر کو آگیا۔

آپ دو سال تک اس خوبصورت اور پیاری جگہ رہے۔ تب فیصلہ ہوا کہ آپ بہجی میں تشریف لے جائیں۔ اس وقت یہ اتفاق ہوا کہ بہجی میں ایک وبا نمودار ہوئی اور گھر کا مالک خوف و ہراس سے اپنے خاندان سمیت گھر چھوڑ کر بھاگنا چاہتا تھا اور گھر کسی کو بغیر کرایہ ہی دینا چاہتا تھا۔ ہم نے اس گھر کو بہت کم کرایہ پہ لے لیا۔ اور وہاں حقیقی جاہ و جلال کے دروازے کھول دیئے گئے۔

آپ حضرت بہاء اللہ صرف برائے نام قیدی تھے۔ کیونکہ سلطان عبدالعزیز

کے احکام جو آپ کی اسیری اور نظر بندی کے متعلق جاری ہوتے تھے وہ نہ اب منسوخ ہوئے تھے اور نہ کبھی منسوخ کیے گئے۔ لیکن آپ کے طرز زندگی اور حسن سلوک سے ایسی شانِ شرافت اور دبدبہ نمایاں تھا کہ سب کے دل میں آپ کی عزت اور آپ سے حسنِ عقیدت پیدا ہو گئی۔ فلسطین کا گورنر تک بھی آپ کے اثر اور ہمہ گیر اقتدار کو دیکھ کر آپ پر رشک کرتا تھا۔ گورنر متصرف اور جنرل آپ سے ملنے کے متمنی رہتے اور بڑی عاجزی سے درخواستیں کرتے۔ لیکن ایسی درخواستیں بہت کم منظور ہوتی تھیں۔

چنانچہ ایک دفعہ شہر کے افسرِ اعلیٰ نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ میں احکامِ بالا کے حکم کے بموجب ایک یوروپین جنرل کو آپ کی خدمت میں تعارف کے لیے لانا چاہتا ہوں۔ اس کی درخواست منظور ہوئی۔ یہ جنرل جو ایک گرانڈیل یورپین تھا جب حضور میں باریاب ہوا تو آپ کے جلال سے ایسا متأثر ہوا کہ دروازہ کے پاس ہی گھٹنوں کے بل جھک گیا اور یہ آدمی دونوں ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئے۔ آپ نے زغولی (حقہ) پینے کے لیے فرمایا۔ لیکن آپ کے رعب و جلال سے ان کو زغولی پینے کی ہمت نہ ہوئی اور جب آپ نے کئی مرتبہ اصرار کیا تو انھوں نے اس کو صرف لبوں تک لا کر رکھ دیا اور دست بستہ ایسے عجز و احترام سے بیٹھے رہے کہ دیکھنے والے متعجب تھے۔

آپ کے احباب آپ سے مخلصانہ اور دلی محبت رکھتے تھے۔ امراء و افسرانِ حکومت آپ کی بڑی تعظیم اور بے مثال عزت کرتے تھے۔ آپ کی خدمت میں زائرین و سالکینِ راہ ہدایت کی ایک جماعتِ کثیر حاضر رہتی تھی۔ اور آپ کی پُر جلال طلعتِ مبارک کے گرد جو لوگ تھے وہ آپ سے گہری عقیدت رکھتے اور پُر خلوص خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ اور آپ جو ارادہ کرتے تھے وہ یقیناً پورا ہو کر رہتا تھا۔ اطراف و اکناف میں آپ کے پرجوش پرستار بکثرت موجود تھے۔

Marfat.com

یہ سب کے سب امور اس بات کے شاہد ہیں کہ حضرت بہاءاللہ درحقیقت قیدی نہ تھے بلکہ بادشاہوں کے بادشاہ تھے۔

دو خود مختار بادشاہ آپ کے خلاف تھے۔ دو مستبد طاقتور سلطنتیں آپ کے کچلنے کے لئے کوشاں تھیں۔ مگر اُن کی قید میں ہوتے ہوئے بھی آپ نے انھیں اپنی الواح میں ایسے پُرزور الفاظ سے خطاب کیا جیسے کوئی بادشاہ اپنی رعایا سے خطاب کرتا ہو۔ پھر سخت فرامینِ سلطانی کے باوجود آپ بہجی میں ایک بادشاہ کی طرح رہتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے "بیشک بے شبہ نہایت بدترین قیدخانہ بہشتِ عدن بنا دیا گیا ہے۔ یقیناً ایسی بات ابتدائے آفرینش سے آجتک دیکھنے میں نہیں آئی۔"

ایامِ بہجی سختی اور مصائب کے ایام میں آپ نے یہ دکھا دیا کہ انسان فقر و فاقہ اور ذلّت میں کس طرح خدا کا جلال دکھا سکتا ہے اور ایامِ بہجی میں یہ دکھا دیا کہ انسان عزت و ثروت کی حالت میں بھی اسی خداوندی جلال کو کیونکر ظاہر کر سکتا ہے۔ کیونکہ آپ کے لاکھوں معتقدین بڑی رقمیں بسلسلۂ پیشکش آپ کے اختیار میں دیتے تھے کہ آپ اُن کو اپنے انتظام سے صَرف کریں۔ اور اگرچہ یہ کہا گیا ہے کہ آپ کی بہجی کی زندگی سراسر شاہانہ زندگی تھی۔ لیکن اس شہنشاہی کے معنی اعلیٰ و ارفع شہنشاہیِ حقیقی ہے۔ اور اس سے یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیے کہ اس شاہی کی خصوصیات میں دنیاوی اور مادی نمائش اور فضول خرچیوں کو بھی کوئی دخل تھا۔ آپکی ذاتِ اقدس و اکمل اور آپ کا تمام کنبہ نہایت سادہ اور کم خرچ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور نفسانی تعیشات کے اخراجات کا اس گھر میں نام کو بھی نشان نہ تھا۔ البتہ تبلیغِ امر اور اعانتِ غرباء کا عالی شان فیضان جاری تھا۔ خلاصہ یہ کہ فقر میں شاہانہ جلال اور شاہانہ جلال میں فقر اور بے نیازی کا حسن و کمال دائم و قائم و بے زوال رہا۔

Marfat.com

آپ کے گھر کے نزدیک احباب نے ایک نہایت خوبصورت باغ لگایا جس کا نام انھوں نے رضوان رکھا۔ اس باغ میں آپ کئی کئی دن تشریف رکھتے۔ رات کو ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں جو اسی باغ میں بنی ہوئی تھی راحت فرماتے۔ بعض اوقات آپ سبزہ زار میدان میں دور تک نکل جاتے۔ عکاء اور حیفا بھی جاتے اور آپ نے کوہ کرمل پر کئی دفعہ خیمہ بھی نصب کیا اور اس طرح آپ کی وہ پیشینگوئی بھی پوری ہوئی جو ایام سجن میں آپ نے فرمائی تھی۔ آپ کا وقت زیادہ تر ذکر وعبادت اور دعا و مناجات۔ کتب مقدسہ اور الواح کے نزول اور احباب کی اخلاقی و روحانی تعلیم و تربیت میں گزرتا۔ اس عظیم کام میں رکاوٹوں کے دور کرنے کے لئے دوسرے سب کام حضرت عبدالبہاء نے اپنے ہاتھ میں لیے تھے۔ عالموں اور شاعروں اور حکومت کے افسروں سے آپ ہی ملاقات کرتے جو ہمیشہ آپ کے بیانات سے مطمئن ہوکر جاتے اور آپ کی ملاقات سے خوش ہوتے اور صرف آپ ہی سے مل کر آپکے والد ماجد کے مقام کو سمجھ جاتے اور ان کے دلدادہ ہو جاتے تھے۔

مشہور و معروف مستشرق کیمبرج یونیورسٹی کے مرحوم پروفیسر براؤن جنھوں نے ۱۸۹۰ء میں بمقام بہجی حضرت بہاءاللہ سے ملاقات کی، اپنی ملاقات کی روداد اس طرح بیان کرتے ہیں کہ :-

"میرا رہنما ایک پردہ کے قریب تھوڑی دیر ٹھہرا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنے بوٹ اتار لیے۔ اس کے بعد میں پردہ اٹھاکر ایک وسیع کمرہ میں داخل ہوا میرے سامنے کمرہ کے اوپر کے حصہ میں ایک مسند تھا اور دروازے کے مقابل دو یا تین کرسیاں رکھی تھیں۔ مجھے کچھ یوں ہی سا خیال تھا کہ میں کہاں لے جایا جا رہا ہوں۔ اور کس سے ملاقات کرنے والا ہوں (کیونکہ مجھے یہ نہ بتایا گیا تھا کہ میرا رہنما مجھے کہاں لے جائے گا۔)

Marfat.com

دو یا تین سکنڈ گذرے ہونگے کہ رعب اور تعجب سے میرا دل دھڑکنے لگا کیونکہ کمرہ خالی نہ تھا۔ کمرہ کے ایک گوشہ میں مسند پر میں نے ایک صاحبِ وقار اور محترم بزرگ کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ایک ٹوپی جو درویشوں کے تاج کی طرح تھی۔ بلکہ اُس سے ذرا اونچی آپکے سر پر تھی۔ اور اس تاج کے گرد ایک سفید چھوٹا سا عمامہ لپٹا ہوا تھا۔ اُس وقت میری نظر جس چہرہ پر پڑ رہی تھی اُسے میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ اگرچہ اُس کا بیان کرنا میری قوت سے باہر ہے چمکتی ہوئی آنکھیں جو انسان کی روح تک کو دیکھتی معلوم ہوتی تھیں کشادہ پیشانی جس سے جاہ و جلال چمکتا تھا۔ پیشانی اور چہرے کی جھریاں جس عمر کا اظہار کر رہی تھیں آپ کے سیاہ بال اور سیاہ داڑھی جو قریبًا کمر تک پہنچتی تھی، اس کی تردید کر رہے تھے۔ اس بات کے بتلانے کی ضرورت نہیں کہ میں کس کے حضور میں کھڑا تھا۔ تقدیم مراسم تعظیم کے لئے میں ان کے سامنے جھک گیا جس کی ایسی محبت اور پرستش کی جاتی ہے جس پر بادشاہ رشک کریں۔ اور جس کے لئے شاہنشاہ بے فائدہ آہیں بھریں۔

ایک ملائم مگر پُر رعب آواز نے مجھے بیٹھنے کا ارشاد فرمایا اور کہا الحمدللہ کہ تم فاتح ہوئے۔ تم ایک قیدی اور جلاوطن سے ملنے کے لئے آئے ہو۔ ہم بجز صلاحِ عالم و فلاحِ امم کے اور کچھ نہیں چاہتے۔ مگر لوگ ہم سے ان مفسدوں کا سا سلوک کرتے ہیں جو قید و جلاوطنی کے مستحق ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام قومیں ایک دین کی پابند ہو جائیں۔ تمام انسان بھائی بھائی بن جائیں۔ انسانوں میں محبت و اتحاد کے رشتے مضبوط ہو جائیں۔ مذہبی اختلافات اور قومی جھگڑے ان کے درمیان سے اٹھ جائیں۔ ان باتوں میں کیا عیب ہے؟ ہاں اسی طرح ہو کر رہیگا۔ یہ بے ثمر جھگڑے اور تباہ کن جنگیں برطرف ہو جائیں گی۔ اور ان کے بجائے صلح اکبر قائم ہوگی۔ کیا تم بھی یورپ میں اس کے محتاج نہیں ہو؟ کیا یہی وہ بات نہیں

Marfat.com

جس کی حضرت مسیح نے خبر دی تھی؟

تمہارے بادشاہ اور حکام، اموال و خزائن کو بجائے اصلاح بلاد اور آسائشِ عباد میں خرچ کرنے کے نوعِ بشر کی تخریب میں صرف کر رہے ہیں۔ یہ جھگڑے، یہ لڑائیاں۔ یہ خونریزیاں اور اختلاف اب ختم ہو جانے چاہئیں۔ تمام لوگ ایک خاندان کی طرح مل کر زندگی بسر کریں۔ کسی شخص کو اس بات کا فخر نہ کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے وطن کو پیار کرتا ہے بلکہ یہ بات فخر کے لائق ہے کہ وہ تمام نوعِ بشر کو پیار کرتا ہے۔"

جس قدر میں یاد رکھ سکا یہ اور ایسے ہی اور کلام میں نے بہاء اللہ سے سنے۔ وہ جو ان الفاظ کو پڑھتے ہیں سوچیں کہ آیا اس قسم کے اعتقادات موت و قید کے مستحق ہیں؟ کیا ان کے انتشار سے دنیا کو فائدہ ہوگا یا نقصان؟

(ضمیمہ ترجمہ انگریزی مقالہ سیاح ص۳۹)

صعود اس سادگی اور سنجیدگی سے حضرت بہاء اللہ نے اپنی زندگی کے آخری دن گذارے اور ۲۸ رمئی ۱۸۹۲ء کو ۷۵ سال کی عمر میں بخار سے بیمار رہ کر صعود فرمایا۔ آپ کی آخری لوح کتاب عہدی تھی جس میں آپ نے اپنی وصیت اپنی قلم مبارک سے لکھی۔ اور اسے اپنے دستخط اور مُہر سے مزین فرمایا۔ آپ کے صعود کے نو دن بعد آپ کے فرزند اعظم نے چند احباب اور سب اہلبیت کے سامنے اس کی مہروں کو توڑا۔ اور لوح پڑھی گئی۔ اس وصیت میں آپ نے حضرت عبدالبہاء کو اپنا جانشین اور اپنی تعالیم کا مفسر مقرر فرمایا۔ اور تمام اہلبیت و احباب کو عبدالبہاء کی طرف توجہ کرنے اور آپ کے حکموں کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کی ہدایت کی۔ اس وصیت سے آپ کو فرقہ بازی اور اختلاف کی بیخکنی اور امر میں اتفاق و اتحاد ملحوظ

Marfat.com

بہاءاللہ کا مقام

بہاءاللہ کے مقام کا صحیح طور پر سمجھنا ایک اہم مسئلہ ہے آپ کے کلمات دوسرے مظاہر الٰہی کے کلمات کی طرح دو دو قسموں میں منقسم کئے جا سکتے ہیں۔ ایک تو وہ جن میں آپ ایک ایسے انسان کی طرح کلام فرماتے ہیں جو خدا کی طرف سے اپنے بنی نوع کو پیغام دینے کے لئے آیا ہے دوسرے وہ کلمات جن سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ خود خدا بول رہا ہے۔ کتاب ایقان میں آپ فرماتے ہیں :۔

ان مشارق الٰہیہ سے طلوع ہونے والے شموس کے دو مقام ہم نے پہلے بیان کئے ہیں۔ ایک مقام توحید اور رتبۂ تفرید چنانچہ پہلے ذکر ہوا لا نفرق بین احدٍ منھم ہم اُن میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے (سورۃ البقر)

دوسرا مقام، مقام تفصیل و عالم خلق و رتبۂ حدودات بشریہ ہے۔ اس مقام میں ہر ایک کے لئے ایک ہیکل مقرر، ایک امر معین، ایک ظہور مقدر، اور ایک حد مخصوص ہے۔ چنانچہ ہر ایک، ایک اسم سے موسوم اور ایک صفت سے موصوف تھا ہر ایک، ایک نئے امر اور نئی شرع پر مامور تھا۔ جیسا کہ فرمایا ہے تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجات وآتینا عیسی ابن مریم البینات وایدناہ بروح القدس (سورۃ البقر)

یہ رسول ہیں۔ ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض کے ساتھ خدا نے کلام کیا اور بعض کے درجات کو بلند کیا۔ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس سے اس کی تائید فرمائی۔

مقام توحید اور علو تجرید میں ربوبیت و الوہیت۔ خالص احدیت اور مطلق ہویت ان جواہر وجود پر اطلاق کی جاتی ہے۔ کیونکہ سب ظہور اللہ کے عرش پر متمکن ہیں۔ اور بطون اللہ کی کرسی پر جالس ہیں۔ یعنی خدا کا ظہور انکے

Marfat.com

ظہور سے عیاں اور خدا کا جمال ان کے جمال سے نمایاں ہوتا ہے۔ چنانچہ خود خدا کا کلام ان ہی مظاہر الٰہی کے منہ سے سنا گیا ہے۔

دوسرے مقام میں جو دنیوی تفصیل و تمیز۔ تحدید و اشارات و کنایات کا مقام ہے سراسر عبودیت، خالص فقر اور پوری پوری فنا اُن سے ظاہر ہوتی ہے جیسا فرمایا ہے انی عبد اللہ و ما انا الا بشر مثلکم (بیشک میں خدا کا بندہ ہوں اور بیشک میں تم جیسا ہی ایک بشر ہوں)

اگر مظاہر جامعہ سے یہ سنا جاتے انی انا اللہ (بیشک میں خدا ہوں) بالکل سچ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ اُن کے ظہور و صفات و اسماء سے خدا کا ظہور، خدا کا اسم اور خدا کی صفات دنیا میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اسی لئے فرمایا ہے ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (سورۃ الانفال) تو نے نہیں پھینکی تھی مٹھی سنگریزوں کی جب پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی) اور اسی طرح ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ (سورۃ الفتح) (بیشک وہ لوگ جو تیرے ہاتھ پہ بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے ہاتھ پہ بیعت کرتے ہیں) اور اگر انی رسول اللہ (میں خدا کا رسول ہوں) کہیں تو یہ بھی صحیح ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ (سورۃ الاحزاب) (محمد تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں۔ لیکن خدا کا رسول ہے) اس مقام کی رو سے اگر دیکھا جائے تو سب اُس سلطانِ حقیقی و کینونت ازلی کے رسول ہیں۔ اور اگر سب اَمنا خاتم النبیین (میں خاتم النبیین ہوں) کی ندا کریں تو بھی سچ ہے اور شبہ کو اس میں راہ نہیں۔ کیونکہ سب ایک ہی ذات، ایک ہی نفس۔ ایک ہی روح، ایک ہی جسم اور ایک ہی امر کا حکم رکھتے ہیں اور اُس حقیقی روح الارواح اور ازلی جوہر الجواہر کی بدئیت و ختمیت۔ اولیت و آخریت اور ظاہریت و باطنیت

Marfat.com

کے ظاہر کرنے والے ہوتے ہیں اور اگر سب فرمائیں نحن عباداللہ (ہم خدا کے بندے ہیں) تو یہ بھی ثابت و ظاہر ہے کیونکہ وہ حد درجہ کے رتبہ عبودیت میں ظاہر ہوئے ہیں کسی میں یہ طاقت نہیں کہ ویسی عبودیت سے دنیا میں ظاہر ہو۔ اسی لئے قدس صمدانی کے سمندروں میں استغراق کی حالت میں اور اس سلطانِ حقیقی کے اسرار کی بلند چوٹیوں پر پرواز کے وقت انھوں نے اپنی آواز کو خدا کی آواز اور اپنی ندا کو خدا کی ندا کہا ہے اور اس جگہ ربوبیت و الوہیت ان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر ٹھیک طور سے دیکھا جائے تو اس رتبہ میں بھی وہ خود کو اس ہستی مطلق و بقائے صرف کے مقابل حد درجہ کی نیستی و فنا میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ گویا اپنے آپ کو بالکل ہی معدوم جانتے ہیں اور اس بارگاہ میں اپنے ذکر کو شرک سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس بارگاہ میں ذراسا ذکر بھی ہستی و وجود کی دلیل ہے اور پہنچے ہوؤں کے نزدیک یہ سراسر خطا ہے پھر بھلا غیر کا ذکر کیسے ہو۔ یا قلب و زبان، دل و جان ذکر جانان کے سوا کسی اور ذکر میں مشغول ہوں یا آنکھ اس کے حسن کے سوا کسی اور کے حسن کو دیکھے یا کان اس کے نغمہ کے سوا کسی اور کا نغمہ سنیں یا قدم اس کی راہ کی بجائے کسی اور کی راہ میں چلیں۔

آج خدا کی نسیم چل رہی ہے اور روحِ الٰہی نے سب کائنات کو گھیر لیا ہے۔ اس کا فضل اتنا فراواں ہے کہ قلم حرکت کرنے سے رک گیا ہے اور زبان بیان کرنے سے بند ہوگئی ہے۔

مختصراً اس درجہ میں انھوں نے خدا کی آواز وغیرہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور درجہ رسالت میں اظہار رسالت کیا۔ اور اپنے آپ کو خدا کا رسول کہا ہے اسی طرح ہر درجہ میں اس کی ضرورت کے مطابق ذکر فرمایا ہے اور ہر ذکر کو اپنے

منسوب کیا ہے۔ یعنی عالمِ امر سے لیکر عالمِ خلق تک اور عوالمِ ربوبیت سے لیکر عوالمِ ملک تک۔ پس جو کچھ وہ فرماتے ہیں اور الوہیت و ربوبیت، نبوت و رسالت و ولایت و امامت و عبودیت کا ذکر کرتے ہیں وہ بلا شک و شبہ سچ ہے۔ پس ان بیانات پر جو ہم نے اپنی دلیل کے ثبوت میں درج کئے ہیں غور کرنا لازم ہے تاکہ پھر کوئی ان مظاہرِ غیبی و مطالعِ قدسی کے مختلف اقوال سے بے چین اور حیران نہ ہو۔" (ترجمہ از کتاب ایقان فارسی اُردو صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۵ و ۲۲۷)

حضرت بہاء اللہ جب مقامِ بشریت سے کلام فرماتے ہیں تو اپنے لئے کامل عجز اور فنا فی اللہ کے مقام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عالمِ بشریت میں ظہور کو دوسرے لوگوں سے جو چیز ممتاز کرتی ہے وہ اس کا پورا پورا ایثار اور اس کی طاقتوں کی کاملیت ہے۔ سب حالتوں میں وہ یہ کہنے پر قادر ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح نے باغ گتسمنی میں کہا تھا "تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔" پس اسی طرح

لوح السلطان میں حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں :-

"اے بادشاہ! میں بھی خدا تعالیٰ کے معمولی بندوں کی طرح اس کا ایک بندہ تھا اور راحت کے بستر پر آرام سے سویا ہوا تھا کہ یکایک خدا کی نسیمِ لطف مجھ پر ہو کر گذری۔ اور جو کچھ ابتدائے آفرینش سے ابتک ظہور میں آیا اس کا اس نے مجھے علم دیا۔ یہ بات میری طرف سے نہیں ہے بلکہ اسی غالب باخبر کی طرف سے ہے اُسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں دنیا میں اس کے نام کی منادی کروں۔ اس حکم کی بجا آوری میں مجھے وہ وہ مصیبتیں اٹھانی پڑیں کہ انہیں دیکھ کر عارفوں کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ میں نے نہ وہ علوم پڑھے ہیں جو لوگوں میں مروج ہیں اور نہ میں کبھی کسی مدرسہ میں داخل ہوا۔ جس شہر میں میرا مقام تھا آپ وہاں کے

Marfat.com

باشندوں سے دریافت کر لیجئے آپ کو ثابت ہو جائے گا کہ میں ہرگز جھوٹا نہیں ہوں۔ یہ ایک پتا ہے جس کو تیرے اسی پروردگار کی ہوائے مشیت نے حرکت دی ہے جو سب پر غالب اور ہر طرح قابل تعریف ہے۔ کیا تیز اور تند ہواؤں کے جھونکوں کے سامنے ایک پتا کبھی ٹھہر سکتا ہے؟ اسماء و صفات کے مالک کی قسم ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ ہوائیں جس طرف اور جس طرح چاہیں گی اسے اڑائے پھریں گی۔ قدیم کے سامنے حادث کا وجود نہیں۔ اس کا حکم آیا جو کسی طرح ٹل نہیں سکتا اور اسی نے مجھے کل جہانوں میں اپنے ذکر کے ساتھ گویا کیا۔ میں اس کے حکم کے آگے بے اختیار ہوں۔ تیرا پروردگار جو نہایت مہربان، رحم والا ہے اسی کے ارادہ کے ہاتھ نے مجھے جدھر چاہا پھیر دیا۔ کیا کسی شخص کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی طرف سے ایسی باتیں اپنی زبان سے نکالے جن کو سنتے ہی تمام اعلیٰ و ادنیٰ بندے اس پر اعتراضوں کی بوچھاڑ کرنے لگیں اور ہر ایک اس کی مزاحمت کرے؟ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے قلم کو عالم قدم کے اسرار تعلیم فرمائے۔ ایسی باتیں بجز اس شخص کے جو خدائے قادر و مقتدر کی طرف سے مؤید ہو اور کوئی اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا۔"

(مقالہ سیاح ص ۲۹۵)

جس طرح حضرت مسیح نے اپنے شاگردوں کے پاؤں دھوئے تھے۔ اسی طرح حضرت بہاء اللہ بعض اوقات اپنے احباب کے لئے کھانا پکاتے اور ایسے ہی دوسرے کام کرتے، آپ خادموں کے خادم تھے اور خدمت پر ہمیشہ افتخار کرتے ضرورت کے وقت بغیر بستر فرش ہی پر سو جاتے۔ سوکھی روٹی اور پانی پر گذارہ کرتے اور بعض اوقات بھوکے ہی رہتے۔ اور اسے غذائی غذا کہا کرتے تھے۔ آپ کا کامل عجز اس بات سے ظاہر تھا۔

Marfat.com

کہ آپ قدرت ۔ انسانی طبیعت اور خاصکر انبیاء و اولیاء و شہداء کی بہت تعظیم کرتے تھے ۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لے کر بڑی سے بڑی چیز تک آپکی نظر میں خدائی شان تھی۔

آپ کی انسانی شخصیت کو خدا نے برگزیدہ کیا تاکہ آپ خدا کے کلام کے نزول کا ذریعہ اور اس کا قلم بن جائیں ۔ آپ نے اس رتبہ کو جو مصائب و تکالیف کا بے نظیر مقام تھا ، اپنی مرضی سے اختیار نہ کیا تھا ۔ جس طرح حضرت مسیح نے کہا تھا " باپ اگر ممکن ہو تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے ۔ اسی طرح حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں :-

اگر کوئی دوسرا متکلم و مفسر دکھائی دیتا تو ہم کبھی اپنے آپ کو لوگوں کے طعن و تشنیع اور تمسخر کا نشانہ نہ بناتے (لوح اشراقات)

خدائی آواز صاف اور حاکمانہ تھی اور آپ نے اس کی اطاعت کی ۔ خدا کی مشیت آپ کی مشیت اور خدا کی رضا آپ کی رضا ہوئی ۔ جھکتی ہوئی تسلیم کے ساتھ آپ نے اعلان کیا " بیشک میں اعلان کرتا ہوں کہ جو کچھ خدا کی راہ میں ہم پر وارد ہوتا ہے ۔ وہ محبوبِ جان اور مقصودِ روان ہے ۔ سمِ قاتل اس کی راہ میں شہد ہے اور اس کے نام کے لئے مصائب ٹھنڈا اور تازگی بخشنے والا پانی ہے ۔ (کتاب ابن ذئب)

دوسرے موقعوں پر جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں آپ مقامِ الوہیت کر کلام فرماتے تھے ۔ ایسے کلمات میں آپ کی انسانی شخصیت ایسی محو ہو جاتی ہے کہ اس کا نشان بھی نہیں ملتا ۔ آپ کے ذریعے خدا اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے ۔ اپنی محبت کا اپنے بندوں کے لئے اظہار فرماتا ہے ۔ اپنی صفات انھیں سکھاتا ہے اپنی مشیت کو انھیں جتاتا ہے ۔ اُن کی ہدایت کے لئے اپنی

Marfat.com

قوانین انھیں دیتا ہے اور انھیں نصیحت کرتا ہے کہ وہ اس سے محبت کریں۔ اور اس کی اطاعت و خدمت کریں۔

حضرت بہاء اللہ کی کتابوں میں یہ کلام دفعتاً ایک مقام سے دوسرے مقام میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ابھی تو ایک انسان کلام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور ابھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا خود کلام کر رہا ہے۔

مقامِ بشریت سے کلام فرماتے ہوئے بھی بہاء اللہ اس طرح کلام فرماتے ہیں جس طرح خدا کا فرستادہ کلام کرتا ہے اور لوگوں کو رضائے الہی کے سامنے کامل تسلیم کا زندہ نمونہ بن کر دکھائے۔ آپ کی تمام زندگی روح القدس سے معمور تھی۔ اس لیے آپ کی زندگی اور تعلیمات میں بشری و الہی عناصر کے درمیان کوئی صاف خط نہیں کھینچا جا سکتا۔ خدا آپ سے کہتا ہے۔

"کہدے میری ہیکل میں بجز خدا کی ہیکل کے، میرے جمال میں بجز خدائی جمال کے۔ میری کینونت میں بجز خدائی کینونت کے، میرے نفس میں بجز اس کے نفس کے۔ میری حرکت میں بجز اس کی حرکت کے۔ میرے سکون میں بجز اس کے سکون کے۔ میری قلم میں بجز اس کی قلم اعلیٰ و اعظم کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کہدے میری روح میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں اور مجھ میں سوائے خدا کے اور کچھ مشہود نہیں" (سورۃ الہیکل)

حضرت بہاء اللہ کا کام

حضرت بہاء اللہ کا کام اس دنیا میں وحدت و اتحاد پیدا کرنا ہے۔ یعنی وحدت عالم انسانی کو توحید الہی کی بنیاد پر وجود میں لانا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"شجرۂ عرفان کا سب سے روشن پھل یہ کلمۂ علیا ہے کہ سب ایک ہی درخت کے پھل اور ایک ہی شاخ کے پتے ہیں کبھی کو یہ فخر نہ کرنا چاہئے کہ

Marfat.com

وہ اپنے وطن سے محبت رکھتا ہے بلکہ فخر اِس بات پر ہونا چاہیے کہ وہ انسانی نوع کو پیار کرتا ہے۔"

پہلے انبیاء نے دنیا میں ایک ایسے زمانہ کے آنے کی پیشینگوئیاں کی تھیں جب زمین پر امن اور بندوں کے درمیان صلح جلوہ گر ہوگی اور سب نے اس کی آمد کو قریب بنانے کے لئے اپنی زندگیاں قربان کیں۔ سب نے متفقاً صریح الفاظ میں بتایا ہے کہ یہ مبارک امر خداوند کی آمد کے بعد واقع ہوگا۔ آخری ایام میں جب شریروں کو سزا اور راستبازوں کو جزا ملے گی۔

حضرت زرتشت نے پیشینگوئی کی تھی کہ تین ہزار برس انقلابات و فسادات میں گذرینگے پھر شاہ بہرام جو دنیا کا منجی ہے ظاہر ہوگا اور اہرمن کو جو بدی کی رُوح ہے برباد کریگا۔ اور دُنیا میں راستبازی اور امن کا دَور دورہ ہوگا۔

حضرت موسیٰ نے رب الافواج کے ظاہر ہونے سے پہلے بنی اسرائیل کے لئے جلاوطنی، مظلومیت اور بے پناہی کی ایک لمبی مُدت کی پیشینگوئی فرمائی تھی اور کہا تھا کہ رب الافواج کے ظہور کے بعد وہ انھیں تمام اقوام سے جمع کریگا۔ تاکہ ظالموں کو برباد کرے اور اپنی بادشاہت کو زمین پر قائم کرے۔

حضرت مسیح نے فرمایا:۔ "خیال نہ کرو کہ میں زمین پر امن پھیلانے کیلئے آیا ہوں۔ میں امن نہیں بلکہ تلوار چلانے کے لیئے آیا ہوں" (متی ۱۰-۳۴)

اور آپ نے پیشینگوئی فرمائی کہ جنگوں اور جنگوں کی افواہوں اور سختیوں اور تکلیفوں کے بعد جو ابن آدم کی آمد تک جاری رہینگی وہ باپ کے جلال میں آئے گا۔"

حضرت محمد نے فرمایا کہ غلط کاریوں کے سبب اللہ نے یہودیوں اور

Marfat.com

عیسائیوں میں دشمنی اور نفرت ڈال دی جو قیامت تک جاری رہے گی۔ جب خدا اُن سب کا انصاف کرنے کے لئے آئے گا۔"

حضرت بہاء اللہ اعلان فرماتے ہیں کہ وہ تمام انبیاء کے موعود ہیں وہ ظہور الٰہی ہیں جس کے دور میں دُنیا میں امن و امان صحیح طور سے قائم ہو گا یہ اعلان لاثانی اور بے نظیر ہے۔ کسی نے پہلے ایسا اعلان نہیں کیا۔ مگر موجودہ زمانے کے آثار اور تمام انبیاء کی پیشگوئیوں کے ساتھ اس کی مناسبت صاف روشن اور بالکل ٹھیک ہے۔

حضرت بہاء اللہ نے بے نظیر صراحت و وضاحت کے ساتھ نوع انسان میں قیام امن و اتحاد کے وسائل کا بیان فرمایا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ آمد بہاء اللہ کے وقت سے ابتک ایسی جنگ اور ایسی بربادیاں ظاہر ہوئی ہیں کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھیں۔ یہ ٹھیک اُن انبیائے اعظم کی پیشگوئیوں کے مطابق ہے جنھوں نے صاف صاف لفظوں میں بتا دیا تھا کہ عظیم و مہیب یوم اللہ کے طلوع ہونے پر یہ باتیں ظاہر ہونگی۔ اس لئے اِن امور کا دنیا میں ظاہر ہونا اس خیال کا مؤید ہے کہ خداوند کی آمد نزدیک نہیں بلکہ وہ اب آچکا ہے

حضرت مسیح کی تمثیل کے مطابق کہ انگوری باغ کا مالک دوسروں کو باغ دینے سے پہلے جو اُسے وقت پر پھل لاکر دینگے شریر کاشتکاروں کو نہایت بُری طرح ہلاک کر یگا۔

کیا اس تمثیل سے یہ مراد نہیں کہ خداوند کی آمد پر مستبد اور خود غرض حکومتیں، لالچی اور متعصب دینی پیشوا اور ظالم سردار جنھوں نے صدیوں سے شریر کسانوں کی طرح اس دنیا پر حکومت کی اور اُس کے پھل اپنے مفاد پر خرچ کیے۔ ہلاک کیے جائیں گے؟

Marfat.com

دنیا میں ابھی کچھ دیر تک مہیب واقعات اور عظیم انقلابات ہوتے رہینگے مگر بہآء اللہ نے ہمیں یقین دلا دیا ہے کہ بہت جلد یہ بے ثمر فسادات یہ برباد کن جنگیں نابود ہو جائیں گی اور صلح اکبر قائم ہو گی۔"

جنگ و فساد اپنی تباہی و بربادی کے سبب اب اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ نوع انسان یا تو اس سے خلاصی پائے یا ہلاک ہو جائے۔

مقررہ وقت آگیا اور اس کے ساتھ نجات دینے والا موعود بھی آگیا۔

آپ کا کلام

آپ کا کلام نہایت وسیع اور جامع ہے۔ انسانی زندگی کے ہر پہلو پر اس میں ہدایات موجود ہیں۔ کہیں انفرادی اور معاشرتی پہلو پر تعلیمات ہیں۔ کہیں مادی و روحانی امور پر روشنی ڈالی گئی ہے کہیں قدیم و جدید کتب الٰہیہ کے معانی بتائے گئے ہیں اور کہیں دور و نزدیک آئندہ زمانہ کی پیشینگوئیاں ہیں۔

آپ کے علم کی جامعیت و صحت نہایت حیرت انگیز ہے۔ آپ زبردست اختیار اور یقینی طریقہ سے ان کتب الٰہیہ کے حوالجات دیتے ہیں اور ان کے معانی بیان فرماتے ہیں جن سے آپ کا مخاطب یا سائل واقف ہوتا تھا۔ حالانکہ ظاہرا آپ کے پاس کوئی معمولی وسائل ایسے نہ تھے جن سے ان کتب مقدسہ کو دیکھ سکتے۔ آپ کتاب ابن ذئب میں فرماتے ہیں کہ آپ کو حضرت باب کی کتابوں کے پڑھنے کا نہ تو وقت ہی ملا اور نہ موقع ہی نصیب ہوا۔ پھر بھی آپ اپنی کتابوں میں کامل علم و ادراک کے ساتھ ان کے بیانات کا ذکر فرماتے ہیں۔

حضرت باب جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے فرماتے ہیں کہ کتاب بیان جو مجھ پر نازل ہوئی ہے اس کا سرچشمہ من یظہرہ اللہ ہے

اگرچہ سوائے پروفیسر براؤن کی ملاقات کے جنھوں نے ۱۸۹۰ء میں

چار مرتبہ آپ سے ملاقات فرمائی اور ہر ملاقات میں ۲۰ یا ۴۰ منٹ تک آپکی حضور میں رہے آپ نے کسی باخبر مغربی اہل خیال سے ملاقات نہ فرمائی تھی۔ تو بھی آپ مغربی دنیا کے معاشرتی، ملکی اور دینی سوالات پر حیرت انگیز طریقہ سے حاوی نظر آتے تھے۔ یہانتک کہ آپ کے دشمنوں کو بھی اس بات کا اعتراف کرنا پڑا کہ آپ کے علم اور آپ کی دانائی کی نظیر انھوں نے آجتک نہیں دیکھی آپ کی عمر بھر کی قید اور نظربندی اس گمان کو ناممکن بنا دیتی ہے کہ آپ نے علم کی یہ بیش بہا دولت اکتسابی طریقوں سے حاصل کی ہوگی۔ جو آپ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے۔

اِس میں کسی شک کو جگہ نہیں کہ آپ نے یہ علم کسی رُوحانی منبع سے حاصل کیا تھا جو کتابوں یا اُستادوں کے معمولی وسائل سے بالا و برتر تھا۔ کبھی تو آپ جدید فارسی میں کلام فرماتے تھے جو آپ کے ہموطنوں کی مادری زبان تھی۔ جس میں عربی کا ایک بڑا جزء شامل تھا اور کبھی صاحبان علم زرتشتیوں کو خطاب کرتے ہوئے خالص فارسی زبان استعمال فرماتے تھے۔ عربی زبان میں بھی پوری پوری فصاحت سے لکھتے تھے۔ کبھی تو بہت سادہ زبان میں اور کبھی قدیم طریقہ میں جو قرآن کے بہت مشابہ ہے۔ ادبی تعلیم حاصل کئے بغیر اِن مختلف زبانوں پر آپ کا کامل اقتدار ایک حیرت انگیز امر ہے۔

آپ کی بعض کتابوں میں صراطِ مستقیم یا نیک زندگی کو ایسے سادہ الفاظ

ملہ جب حضرت عبدالبہاء سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا حضرت بہاء اللہ نے اہل مغرب کی کتابوں کا خاص طور سے مطالعہ فرماکر اپنی تعلیمات کو ان کے مطابق قائم کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت بہاء اللہ کی کتابیں ۵۰ سال پہلے لکھی اور چھاپی گئی تھیں اور اُن میں یہ خیالات و اصول نازل کئے گئے تھے جو کہ اب اہل مغرب میں اس قدر مقبول ہیں مگر اس زمانہ میں یہ خیالات نہ تو شائع ہی ہوئے تھے اور نہ اہل مغرب کے خیال میں ہی آئے تھے۔

Marfat.com

میں بیان کیا گیا ہے کہ بقول یشعیا نبی ایک سادہ سالک بھی اس میں غلطی نہیں کر سکتا۔ (اشعیاہ ۳:۸)

بعض کتابوں میں شاعرانہ تخیل اور اسلامی۔ زرتشتی و دیگر کتب مقدسہ کے فلسفہ اور اشارات یا فارسی و عربی علم ادب و تاریخ کی ایک ایسی بیش بہا دولت جمع ہے جس کا صرف شاعر۔ فلاسفر یا عالم ہی پوری طرح لطف اٹھا سکتا ہے۔

بعض میں روحانی زندگی کے ان بالائی مقامات کا ذکر ہے جنھیں صرف وہی سمجھ سکتے ہیں جو نچلے مقامات سے گذر چکے ہیں۔

آپ کی کتابیں ایک نعمتوں سے پُر دسترخوانوں کی طرح ہیں۔ جس پر ہر قسم کی ایسی مزیدار غذائیں اور پُرلطف چیزیں چنی ہوئی ہیں جو ہر بچے طالب حق کی ضروریات و مذاق کے مطابق ہیں۔

یہی سبب ہے کہ آپ کا امر علماء۔ روحانی شعراء اور مشہور مصنفین پر زیادہ مؤثر ہوا۔ اہلِ تصوف کے بہت سے شیوخ اور اکثر سیاسی وزراء آپ کے کلمات کو پڑھ کر منقلب ہو گئے۔ کیونکہ آپ کے کلمات شیرینی اور روحانی معانی کی گہرائیوں کے سبب سب دوسرے مصنفین سے بہت بالا و برتر تھے۔

بہائی روح دور و دراز سجن عکا سے بہاء اللہ نے اپنے وطن ایران ہی میں نہیں بلکہ تمام دنیا میں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ اور وہ روح جو آپ میں اور آپ کے ہمراہیوں میں کام کر رہی تھی۔ اگرچہ ہر حالت میں قانع۔ متواضع اور ملائم تھی۔ مگر ایک حیرت انگیز طاقت اور آسمانی قوت تھی۔ اس نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ یعنی طبائع انسان کو بدل دیا۔ جو لوگ اس کے زیر اثر آئے وہ ایک نئی خلق بن گئے۔ وہ ایسے شوق و جذب اور محبت و ایمان سے بھر گئے کہ دنیوی مسرت و غم انھیں ہیچ نظر آنے لگے۔ خدا پہ بے خوف

Marfat.com

توکل کی طاقت سے بھرپور ہوکر وہ دائمی ستم یا شدید ترین موت کا نہایت متانت ہی سے نہیں بلکہ انتہائی مسرت کے ساتھ مقابلہ کرتے۔

سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ اُن کے دل اِس نئی زندگی کی خوشیوں سے ایسے لبریز ہو گئے تھے کہ اُن میں اپنے ظالموں کے خلاف دشمنی یا رنج کے لیے جگہ ہی نہ تھی۔ مدافعت کے لیے تشدد کے استعمال کو اُنھوں نے بالکل ترک کر دیا۔ اور بجائے اِس کے کہ وہ اپنی قسمت پر روتے، اُنھوں نے اپنے آپ کو نہایت خوش قسمت جانا کہ انھیں یہ نورانی دین ملا۔ اور اُنھوں نے اِس کی صداقت کی تصدیق میں اپنا خون بہایا۔ ہاں ان کے دل مسرت کے راگ گانے کے مستحق تھے۔ کیونکہ انھیں کامل یقین تھا کہ خدائے محبوب و بزرگ و برتر انسانی زبان کے ذریعہ اُن سے ہمکلام ہوا ہے اور اُس نے اُنھیں اپنے بندے اور احباب کہکر پکارا ہے۔ وہ اپنی بادشاہت دنیا میں قائم کرنے آیا ہے۔ اور جنگ و فساد سے تھکی ماندی دنیا میں صلح و امن کا بیش بہا نور اپنے ساتھ لایا ہے۔

تمہارا اللہ نے اِس قسم کا ایمان اپنے ماننے والوں میں پیدا کیا۔ آپ نے جیسا کہ حضرت باب نے پہلے سے فرما دیا تھا، اپنی ماموریت کا خود اعلان کیا۔ اور آپ کے مُبشّر کی فداکارانہ کوششوں کے سبب ہزاروں ہی آپ کی آمد پر لبیک کہنے کے لیے طیار تھے۔ ہزاروں ہی جنھوں نے وہم و تعصب کی بندشوں کو توڑ کر پھینک دیا تھا۔ اور جو پاک قلوب اور روشن سینوں کے ساتھ خدا کے موعود تمہارے کے ظہور کے منتظر تھے۔ افلاس اور بیڑیاں۔ خستہ حالی اور ظاہری ذلت اُن کے خداوند کے روحانی جلال کو ان سے نہ چھپا سکیں۔ بلکہ ان تاریک دنیوی حالات نے اُس کے جلال کی روشنی کو اور بھی دوبالا کر دیا۔

... ...

Marfat.com

چوتھا باب

عبد البہآء

"جب دریائے وصال خشک ہو جائے اور نوشتۂ آغاز فیصلۂ انجام کو پہنچ جائے تو من ارادہ اللہ کی جانب متوجہ ہو جاؤ جو اس اصلِ قدیم کی شاخ ہے۔" (کتاب عہدی بہآء اللہ)

پیدائش اور بچپن

عبّاس آفندی جو بعد میں عبد البہآء کے نام سے معروف ہوئے حضرت بہآء اللہ کے سب سے بڑے فرزند ۲۳ رمئی ۱۸۴۴ء مطابق ۵ رجمادی الاول ۱۲۶۰ھ جمعرات کو عین اس وقت پیدا ہوئے جبکہ حضرت باب نے اپنے ظہور کا اعلان فرمایا تھا۔

آپ ابھی ۸ برس کے تھے کہ آپ کے والد بزرگوار جن سے آپ کو نہایت گہری محبت تھی طہران کے قید خانے میں قید کر دیئے گئے۔ آپ کے گھر کا سب مال ومتاع لوٹ لیا گیا اور آپ کے اہل خاندان کے پاس کچھ بھی نہ رہا۔ عبد البہآء بتاتے تھے کہ ایک دن آپ کو اپنے پیارے باپ کو صحنِ قید خانہ میں دیکھنے کی اجازت مل گئی۔ آپ نے دیکھا کہ بہآء اللہ کی حالت ہولناک تھی۔ بیماری کے سبب آپ بمشکل چل سکتے تھے۔ آپ کے سر اور داڑھی کے بال الجھے ہوئے تھے گردن لوہے کی بھاری زنجیر کے دباؤ سے شل ہو کر سوجی ہوئی تھی۔ بدن زنجیروں

Marfat.com

اور بیڑیوں کے بوجھ سے دبا ہوا تھا۔ اِس نظارہ نے میرے حساس دل کو ایسا صدمہ پہنچایا جو میں کبھی فراموش نہ کرونگا۔

قیامِ بغداد کے پہلے ہی سال یعنی بہاء اللہ کے اعلانِ ظہور سے دس برس پہلے عبدالبہاء نے جو ابھی نو سال ہی کے تھے اپنی تیز بصیرت سے یہ اہم مسئلہ محسوس کر لیا تھا کہ لاریب آپ کے والد ہی وہ موعود ہیں جن کا تمام بابی انتظار کر رہے ہیں۔ اِس واقعہ کے کوئی ساٹھ سال بعد آپ اُس وقت کا جو وقت یہ یقین آپ کی تمام فطری قوتوں پر غالب آیا، اس طرح بیان فرماتے ہیں:-

میں جمال مبارک کا بندہ ہوں۔ بغداد میں میں بچہ تھا۔ اِس حالت میں اور اس جگہ بہاء اللہ نے مجھ پر کلمہ کا القاء فرمایا۔ اور میں آپ پر ایمان لایا۔ جونہی آپ نے کلمہ کا القا مجھ پر کیا میں نے اپنے آپ کو آپ کے پاک قدموں پر ڈال دیا۔ اور نہایت منت وسماجت سے التجا کی کہ آپ میری جان کو اپنی راہ میں قربانی کے لئے قبول فرمائیں۔ قربانی! آہ - یہ لفظ مجھے کیسا پیارا لگتا ہے۔ اس سے بڑھ کر میرے لئے کوئی عنایت نہیں ہوسکتی۔ اِس عزت سے بڑھ کر بھلا اور کون سی عزت ہوسکتی ہے کہ میں اپنی گردن اُس کی خاطر زیرِ زنجیر دیکھوں اپنے پاؤں کو اُس کی محبت میں گرفتارِ زنجیر مشاہدہ کروں۔ اِس جسم کو اُس کے امر کے لئے کٹتا ہوا یا سمندر کی گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا پاؤں۔ اگر سچ مچ ہم اُس کے سچے عاشق ہیں۔ اگر فی الحقیقت میں اُس کا خالص بندہ ہوں تو مجھے اپنی جان کو اُس کے آستانِ مبارک پر قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا چاہئے۔

(میرزا احمد سہراب کی ڈائری جنوری ۱۹۱۴ء)

قریباً اسی وقت سے آپ کے دوست احباب آپ کو سر اللہ کے نام سے پکارنے لگے۔ یہ لقب آپ کو حضرت بہاء اللہ نے دیا تھا۔ اور بغداد کے اوائلِ قیام

میں آپ عموماً اسی نام سے معروف تھے۔

جب آپکے والد بزرگوار دو سال کے لئے صحرانشین ہوئے تو عباس کا دل ٹوٹا ہوا تھا۔ ان دنوں آپ کی تسلی کا باعث حضرت باب کی الواح کو لکھنا اور انھیں حفظ یاد کرنا تھا۔ وقت کا بہت سا حصہ آپ تنہائی اور ریاضت میں گذارتے۔ جب آپ کے والد واپس آئے تو آپ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

جوانی

اُس وقت سے آپ اپنے والد کے نہایت ہی قریب رہنے لگے گویا کہ آپ اُن کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ ابھی نوجوان ہی تھے۔ مگر آپ نے حیرت انگیز دانائی و فراست ظاہر کی اور ان بے شمار ملاقاتیوں سے ملنے کا کام اپنے ذمہ لیا جو آپ کے والد بزرگوار سے ملنے آتے تھے۔ اگر آپ دیکھتے کہ ملنے والا حق کا متلاشی ہے تو آپ اُسے اپنے باپ کے حضور میں لے جاتے ورنہ کسی کو حضرت بہاء اللہ کے پاس نہ جانے دیتے۔ بہت سے موقعوں پر آپ سائلین کے سوالات و مشکلات کو حل کرنے میں اپنے باپ کا ہاتھ بٹاتے۔ مثلاً جب ایک صوفی شیخ علی شوکت پاشا نامی نے اس مشہور حدیث "کنت کنزاً مخفیا" کا مطلب پوچھا تو حضرت بہاء اللہ نے سر اللہ عباس کی طرف متوجہ ہوکر اس کا مطلب لکھنے کا حکم دیا۔ نوجوان عباس نے جو اس وقت پندرہ یا سولہ برس کے تھے فوراً ایک اہم رسالہ کی صورت میں ایک ایسا بصیرت افروز بیان لکھا کہ پاشائے موصوف ورطہ حیرت میں پڑ گئے۔ یہ رسالہ عام طور سے بہائیوں کے پاس ہے اور اہل بہاء کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بھی بہت مشہور ہے۔

ان ایام میں عباس اکثر مساجد میں جایا کرتے اور علماء و فضلاء کے ساتھ دینی مسائل پر بحث و تمحیص کرتے۔ آپ کسی سکول یا کالج میں نہ پڑھے تھے۔

Marfat.com

آپ کے واحد معلّم آپ کے والد تھے۔ آپ کا تفریحی شغل گھوڑے کی سواری تھی اور آپ اِس میں بہت شوق اور لُطف ظاہر کرتے۔

بیرونِ بغداد باغ میں حضرت بہاء اللہ کے اعلانِ ظہور کے بعد عبد البہاء کی اپنے باپ سے محبت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ قسطنطنیہ کے طویل سفر میں آپ رات دن حضرت بہاء اللہ کی محافظت کرتے۔ دن کو آپ کی گاڑی کے ساتھ ساتھ چلتے۔ رات کو آپ کے خیمہ کے پاس کھڑے رہتے۔ جہاںتک ممکن تھا آپ نے اپنے والد کو تمام خانگی معاملات اور ذمّہ داریوں سے آزاد کر دیا تھا اور سب خاندان کے اطمینان اور آسائش کا باعث بنے ہوئے تھے۔

دورانِ قیام ادرنہ (ایڈریانوپل) میں عبد البہاء کی ہر دلعزیزی یار و اغیار میں یکساں تھی۔ آپ لوگوں کی تعلیم میں مصروف رہتے اور "سرکار آغا" کے لقب سے پکارے جاتے۔ عکّا میں جب قریباً سب کے سب تپ محرقہ ملیریا پیچش میں مبتلا ہوئے تو آپ بیماروں کو نہلاتے۔ انھیں پکا کر کھانا کھلاتے اور ان کی تیمار داری کرتے۔ راتوں کو اُن کے پاس جاگتے رہتے۔ حتیٰ کہ تھک کر آپ خود بھی پیچش میں مبتلا ہوگئے۔ اور قریباً ایک ماہ تک نہایت خطرناک حالت میں رہے۔ ادرنہ کی طرح عکّا میں بھی گورنر سے لیکر فقیر تک سب قسم کے لوگ آپ سے محبّت رکھتے اور آپ کی عزّت کرتے۔

شادی

عبد البہاء کی شادی کے حالات امر بہائی کے ایک ایرانی مورخ نے یوں بیان کئے ہیں :-

"عبد البہاء کے ایّام جوانی میں آپ کی شادی کا سوال قدرتاً احباب کے لئے ایک نہایت مُہم سوال تھا اور بہت سے لوگوں کی یہ خواہش تھی کہ یہ عزت کا تاج اُن کے خاندان کو نصیب ہو۔ مگر ایک عرصہ تک عبد البہاء نے

شادی کا کوئی میلان ظاہر نہ کیا۔ اور نہ کوئی اس کی حکمت سے واقف نہ تھا۔ بعدازاں یہ ظاہر ہوا کہ ایک لڑکی ہے جس کی قسمت میں عبدالبہاء کی زوجہ ہونا لکھا ہے۔ اس لڑکی کی پیدائش اصفہان میں حضرت باب کی برکت دعا کے ذریعہ اس طرح سے ہوئی تھی کہ اس لڑکی کے باپ کا نام میرزا محمد علی تھا جو حضرت سلطان الشہداء و محبوب الشہداء کے چچا تھے۔ اس طرح یہ لڑکی اصفہان کے نہایت ہی شریف اور امیر خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ جب حضرت باب اصفہان میں تھے تو میرزا محمد علی کے اولاد نہ تھی اور آپ کی زوجہ بچے کیلئے ترستی تھی۔ میرزا محمد علی نے حضرت باب سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی۔ حضرت باب نے اُسے اپنے کھانے میں سے کچھ دیا اور کہا تم دونوں اسے کھالو۔ کھانے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی ان کی دلی آرزو برآئی اور حمل کی مدتِ مقررہ کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام انھوں نے منیرہ خانم رکھا۔ (لوقا کی انجیل کے پہلے باب میں جو یوحنا بپتسمہ دینے والے کی پیدائش کا واقعہ لکھا ہے۔ اس کے اس واقعہ کا مقابلہ نہایت پُرلطف ہے) اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اُنھوں نے سید یحییٰ رکھا اور پھر اور بھی بچے ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد منیرہ خانم کے والد فوت ہو گئے۔ اُن کے چچا زاد بھائی ظل السلطان' ملاؤں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور سارا خاندان کا خاندان بہائی ہونے کے سبب ظلم وستم کا نشانہ اور بلا و مصیبت کا شکار ہوا۔ حضرت بہاء اللہ نے تب منیرہ خانم اور سید یحییٰ کو حفاظت کے لئے عکاء آنے کی اجازت دیدی۔ حضرت بہاء اللہ اور حضرت نواب خانم والدۂ عبدالبہاء نے منیرہ خانم سے ایسی عنایت و مہربانی ظاہر کی کہ سب سمجھ گئے کہ آپ اُسے عبدالبہاء کی زوجہ بنانا چاہتے ہیں۔ ماں باپ کی رضا عبدالبہاء کی رضا تھی۔ حضرت عبدالبہاء منیرہ خانم سے بہت محبت رکھتے تھے اور وہ بھی آپ سے محبت کرتی تھیں

اور جلد ہی آپ کی شادی ہو گئی۔ شادی نہایت ہی خوشگوار اور اطمینان بخش ثابت ہوئی۔

آپ کی اولاد میں صرف چار لڑکیاں طویل قید کی سختیوں کو سہہ کر زندہ رہیں۔ اور یہ اپنی خدمت کے سبب اُن سب لوگوں کی نظر میں عزیز ہیں جنہیں اُن کو ملنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

مرکز میثاق

حضرت بہاء اللہ نے اکثر اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ عبد البہاء آپ کے جانشین ہونگے۔ اپنے صعود سے کئی سال قبل آپ نے کتاب اقدس میں یہ اشارۃً فرمایا تھا۔ آپ نے بہت سے موقعوں پر حضرت عبد البہاء کو مرکز میثاق، غصن اعظم، فرع اصل قدیم لکھا ہے۔ حضرت بہاء اللہ ہمیشہ آپ کو "سرکار آقا" کہکر بلایا کرتے تھے اور سب اہل خاندان کو ہدایت کرتے تھے کہ آپ کی خاص عزت و تعظیم کریں۔ اور کتاب عہدی جو حضرت بہاء اللہ کا وصیت نامہ ہے اس میں صریح طور پر صاف صاف ہدایات دی ہیں کہ آپ کے بعد سب عبد البہاء کی طرف متوجہ ہوں اور اُن کی اطاعت کریں۔

جمال مبارک کے صعود کے بعد عبد البہاء نے وہ عہدہ اختیار کیا جو آپ کے والد نے صاف طور سے آپ کے لئے ظاہر کر دیا تھا۔ یعنی آپ امر بہائی کے مرکز میثاق اور اپنے والد کی تعلیمات کے واحد مستند مفسر ہوئے۔ یہ بات آپ کے بعض رشتہ داروں اور دوسروں کو بُری لگی۔ جو آپ کے ایسے ہی دشمن ہو گئے جیسے حضرت بہاء اللہ کا دشمن صبح ازل تھا ان لوگوں نے احباب کے درمیان نا اتفاقی اور فساد پھیلانے کی کوشش کی۔ اور جب اس میں کامیاب نہ ہوسکے تو حکومت ترکیہ کے پاس آپ کے خلاف جھوٹے الزام لگانے شروع کئے۔

اپنے والد کی ہدایت کے مطابق عبد البہاء کوہ کرمل کی اس سمت جو طرف

Marfat.com

حیفا ہے ایک عمارت بنوا رہے تھے جس میں حضرت باب کا روضہ مبارکہ ہونا تھا۔ اور مجالس و عبادات کے لئے کچھ کمرے ہونے تھے۔ ان مفسدین نے ترکی افسروں کو کہا کہ عبدالبہاء ایک قلعہ تعمیر کروا رہا ہے اور عبدالبہاء اور اس کے ساتھی اس قلعہ سے حکومت کی مخالفت کرنا اور ملک شام پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔

سخت قید کا دوبارہ عائد ہونا

اس بہتان کا اور ایسے ہی دوسرے الزامات کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبدالبہاء اور آپ کے خاندان کو جو بیس سال سے صرف نظر بند تھے اور عکا کے گرد چند میل تک آ جا سکتے تھے۔ سات سال تک پھر فصیل بند شہر میں بند کر دیا۔ اس پابندی نے آپ کو ایشیا۔ یورپ اور امریکہ میں امر بہائی کی اشاعت سے نہ روکا۔ مسٹر ہورس ہالی اس زمانے کا حال یوں تحریر فرماتے ہیں:-

"عبدالبہاء کے پاس اُسے اپنا دوست اور معلم سمجھکر ہر جنس۔ ہر مذہب اور قوم کے مرد اور عورتیں آتی تھیں۔ وہ آپکے دسترخوان پر معزز مہمانوں کی طرح بیٹھتے اور آپ سے اپنے خیالات کے بموجب معاشرتی، روحانی یا اخلاقی پروگرام پر سوالات پوچھتے اور چند گھنٹوں سے لیکر کئی مہینوں تک آپ کے ہاں ٹھہر کر مطمئن۔ تازہ اور منور ہو کر گھروں کو لوٹتے۔ یقیناً دنیا میں کوئی ایسا مہمانخانہ نہ تھا جیسا کہ یہ تھا۔ اس کی چار دیواری میں ہندوؤں کی ذات پات کی سختی موم کی طرح پگھل جاتی۔ یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مذہبی تعصبات کی صرف ایک یاد باقی رہ جاتی۔ سوائے پرجوش اور عشق افروختہ دلوں کے فطرتی قانون کے اور ہر ایک رسم صاحب خانہ کی اتحاد انگیز محبت اور ہمدردی کے آگے گرد کی طرح اڑ جاتی۔ یہ نظارہ کنگ آرتھر اور گول میز کی مانند تھا۔ فرق یہ تھا کہ آرتھر عورتوں اور مردوں دونوں کو سرباز بنا کر تلوار کے ساتھ نہیں بلکہ کلام کے ساتھ دنیا میں فتوحات حاصل کرنے کے لئے بھیجتا۔"

(ہاٹن مرشل یلین ص ۱۷)

اِن ایّام میں عبدالبہاء دُنیا کے ہر ملک کے احباب اور سائلین کے ساتھ ایک عظیم سلسلہ خط و کتابت میں مشغول تھے۔ جو وقت بچتا، اس کا اکثر حصہ بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کے گھروں میں جا کر اُن کی احوال پُرسی و اعانت و غمخواری میں گذرتا اور عکّا کے اس حصّہ میں جہاں غربا و فقراء آباد تھے سرکار آغا سے بڑھ کر کوئی ملاقاتی مبارک نہ تھا۔ ایک زائر جس نے اس زمانے میں عکّا کی زیارت کی لکھتا ہے

"عبدالبہاء کی یہ عادت ہے کہ ہر جمعہ کی صبح کو غرباء میں خیرات تقسیم کرتے ہیں۔ اپنے معمولی سے ذخیرہ سے وہ ہر ایک حاجتمند کو جو اُس کی امداد لینے کے لیے آتا ہے کچھ نہ کچھ دیتے ہیں۔ آج صبح قریباً سو افلاس زدہ عورتیں اور مرد اُس گلی میں جس میں عبدالبہاء کا گھر ہے قطار باندھے بیٹھے تھے۔ آہ۔ اِن انسانوں کے گروہ کی حالت ناقابل بیان ہے۔ سب قسم کے مرد۔ عورتیں۔ بچّے، غریب، مفلس، بالوں بھرے اَدھ ننگے، اکثر لنگڑے، اندھے فی الحقیقت منگتے مسکین منتظر بیٹھے تھے۔ حتیٰ کہ عبدالبہاء دروازے سے باہر تشریف لائے۔ آپ ہر ایک کے پاس گئے۔ ہر ایک پھیلے ہوئے ہاتھ میں کچھ نقدی رکھ دی۔ ہمدردی اور ہمت افزائی سے باتیں کیں پیار سے بچّوں کے چہروں پر ہاتھ پھیرے۔ ایک بوڑھی عورت نے آپ کے دامن کو مضبوط پکڑ لیا۔ آپ نے نہایت شفقت سے اُس کا ہاتھ پکڑا اور ہمدردانہ باتوں سے اُس کا دل خوش کر دیا۔ عمر رسیدہ اندھوں سے نہایت مشفقانہ باتیں کیں اور جو کمزوری اور بیماری کے باعث نہ آ سکے تھے اُن کے بارہ میں پرسش کی اور اُن کا حصہ اُن کے لیے بھیج دیا۔" (گلمپس آف عبدالبہاء۔ ۱۳)

عبدالبہاء کی ذاتی ضروریات نہایت مختصر تھیں۔ آپ رات کو دیر تک اور صبح سویرے ہی کام میں مشغول ہوتے۔ دن میں دو دفعہ نہایت سادہ غذا کھاتے۔ آپ کا لباس کم قیمت کپڑوں کا بنا ہوتا۔ آپ دوسروں کی محتاجی کے ہوتے ہوئے

Marfat.com

خود آرام سے رہنا نہ چاہتے تھے۔

آپ چھوٹے بچوں۔ پھولوں اور نظارہ ہائے قدرت سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ہر صبح چھ یا سات بجے کے قریب سارا خاندان چائے کے لئے ایک جگہ جمع ہوتا۔ اور سرکار آغا کے چائے پیتے وقت گھر کے چھوٹے بچے مناجات تلاوت کرتے۔ مسٹر تھارنٹن چیز ان بچوں کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

ایسے بچے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ متواضع بے غرض۔ دوسروں کا خیال رکھنے والے، باحیا، سمجھدار اور چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی جن سے بچے محبت رکھتے ہیں ایثار سے پُر۔" (ان گیلیلی صلہ)

پھولوں کی تواضع عکا کی زندگی کا ایک خاص پہلو تھا۔ جس کا ہر ایک زائر کچھ نہ کچھ نشان اپنے ساتھ لایا۔ مسز لوئس لکھتی ہیں:۔

"جب سرکار آغا پھولوں کو سونگھتے ہیں تو یہ نظارہ نہایت دلکش ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا پھول آپ کو کچھ بتلا رہے ہیں۔ جب آپ انھیں دونوں ہاتھوں میں لیکر اپنا چہرہ ان میں چھپا لیتے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کان ایک خوش آواز راگ ایک مجتمع توجہ کے سننے کی کوشش کر رہا ہے۔" (میری عکا کی زیارت کا منظر اول صلہ)

عبدالبہاء اپنے بیشمار ملاقاتیوں کو خوبصورت اور خوشبودار پھولوں کے تحائف دینے پسند فرماتے تھے۔ مسٹر تھارنٹن چیز عکا کی نظر بندی کی زندگی کے متعلق اپنے خیالات کا یوں اظہار فرماتے ہیں:۔

پانچ دن ہم اُن پرستاروں کے زندہ اس قیدی کے ساتھ جو سب سے بڑے قیدخانہ میں رہتا ہے رہے۔ قیدخانہ امن کا قیدخانہ ہے محبت اور خدمت کا قیدخانہ ہے اس میں کوئی خواہش یا چاہت سوائے اس کے نہیں کہ نوع انسانی کی بھلائی۔ دنیا کے امن۔ ابوّت خدا کے اقرار۔ اور انسانوں کے بطور اس کی مخلوق اور فرزند ہونے کے

Marfat.com

حقوق کا اعتراف کیا جائے۔ فی الحقیقت اصلی قید خانہ دم گھٹانے والی فضا قلب کی تمام سچی خواہشات سے محرومیت۔ دُنیوی حالات کی نکتہ بندی ان پتھر کی دیواروں کے باہر ہیں۔ ان کے اندر آزادی اور خدائی رُوح کا پاک نور پھیلا ہوا ہے۔ دُنیوی چیزوں کے لئے تمام تکالیف، شور و فساد اور تفکرات ان کے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔" ان کیلئے

اکثر لوگوں کو نظر بندی کی سختیاں پُر آشوب مصائب معلوم ہوتی ہونگی۔ لیکن عبدالبہاء کے لئے اُن میں کوئی خوف نہ تھا۔ نظر بندی کی حالت میں آپ لکھتے ہیں:۔

" میری قید و بلا کے لئے رنجیدہ نہ ہو۔ کیونکہ یہ قید خانہ میرا خوبصورت باغ۔ قصر والا بہشت اور نوع انسان کے درمیان میری ملکوت کا عرش ہے۔ قید میں میری بلا میرا دو تاج ہے جس کے سبب میں راستبازوں کے درمیان ممتاز ہوں۔

" راحت آرام۔ کامیابی، صحت اور خوشی و فراغت کی حالت میں ہر کوئی خوش رہ سکتا ہے۔ پر اگر کوئی بلا و مصیبت کے وقت خوشی اور صبر سے رہے تو یہ اُس کی شرافت کا ثبوت ہے" (الواح عبدالبہاء انگریزی جلد دوم صفحہ ۵۰۲ و ۲۶۳)

ترکی کمیشن تحقیقات

۱۹۰۴ء اور ۱۹۰۷ء میں حکومت ترکی کی طرف سے عبدالبہاء کے خلاف الزامات کی تحقیق کے لئے کمیشن مقرر ہوا۔ اور جھوٹے گواہوں نے آپ کے خلاف گواہی دی۔ عبدالبہاء نے الزامات کی تردید کرتے ہوئے ہر اُس حکم کو جو کمیشن آپ پر لگا رہا ہے نہایت خوشی سے قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے اُن سے کہا کہ اگر وہ آپ کو قید میں زنجیریں۔ گلیوں میں تشہیر کریں لعنت کریں۔ آپ پر تھوکیں۔ پتھراؤ کریں۔ ہر قسم کی ذلت آپ پر روا رکھیں۔ پھانسی دیں یا گولی کا نشانہ بنائیں تب بھی آپ نہایت خوش رہیں گے۔

تحقیقاتی کمیشن کے اجلاسوں کے درمیانی وقفوں میں آپ نہایت متانت سے اپنی روزانہ زندگی کے پروگرام پر عمل کرتے روحانی آزادی کے نورا در دبدبہ

Marfat.com

کے ساتھ آپ باغ میں میوہ دار درخت لگایا کرتے اور محافل شادی کی سرپرستی فرماتے۔

اٹلی کے قونصل نے آپ کو جس بندرگاہ پر آپ جانا چاہیں سلامتی سے لیجانے کا وعدہ پیش کیا۔ مگر آپ نے اِس پیشکش کو شکریہ کے ساتھ نہایت استقلال سے نامنظور کیا اور فرمایا کہ کچھ بھی ہو میں حضرت باب اور حضرت جمال مبارک کے نقش قدم پر چلوں گا۔ جنھوں نے کبھی بھی اپنے دشمنوں سے بچنے یا بھاگ جانے کی کوشش نہیں کی۔

مگر آپ نے اکثر بہائیوں کو عکّا کے قرب وجوار سے چلے جانے کی ہدایت کی جو اُن کے لیے بہت خطرناک ہوگیا تھا اور خود چند وفادار دوستوں کے ساتھ اپنی قسمت کے فیصلے کے منتظر رہے۔

چار رشوت خوار افسر جو آخری تحقیقاتی کمیشن کے ممبر تھے ۱۹۰۷ء کی موسم سرما کے اوائل میں عکہ پہنچے اور ایک ماہ رہے اور اپنی مزعومہ تحقیقات سے یہ رپورٹ کرنے کے لئے کہ عبدالبہاء کے خلاف الزامات نیچے ثابت ہوگئے ہیں اور اسے یا تو جلاوطن کردیا جاوے یا سولی دیدی جائے قسطنطنیہ کو لوٹ گئے۔

وہ ابھی ترکی میں پہنچے ہی تھے کہ انقلاب شروع ہوا۔ اور یہ چاروں کمشنر جو پُرانی حکومت کے بدترین افسر تھے اپنی جانیں لے کر ممالکِ غیر کو بھاگ گئے۔ نوجوان ترکوں نے اپنی حکومت قائم کی اور سلطنت عثمانیہ کے تمام سیاسی اور دینی قیدی رہا کروئیے گئے۔ ستمبر ۱۹۰۸ء میں عبدالبہاء کو قید سے آزادی ملی اور ۱۹۰۹ء میں سلطان عبدالحمید جو آپ کو جلاوطن کرنا چاہتا تھا خود مقید ہوگیا۔

ممالکِ غرب میں آپ کے سفر

آزادی کے بعد عبدالبہاء اسی لگاتار کوشش میں اپنی پاک زندگی گزارتے رہے۔

Marfat.com

تعلیم دینے۔ خط و کتابت کرنے، غربا اور بیماروں کی خدمت کرنے کا سلسلہ ویسے ہی جاری رہا۔ صرف یہ فرق ہوا کہ آپ عکا سے حیفا میں آ رہے۔ اور وہاں سے کبھی کبھی اسکندریہ تشریف لے جاتے حتیٰ کہ اگست ۱۹۱۱ء میں آپ مغربی دنیا کے پہلے سفر پر روانہ ہوئے۔ اس سفر مغرب میں عبدالبہاء ہر خیال کے آدمی سے ملے اور حضرت بہاءاللہ کے اس حکم کو پوری طرح بجا لائے کہ عاشروا مع الادیان کلہا بالروح والریحان (سب قسم کے لوگوں سے خوشی و خرمی کے ساتھ ملو)

ستمبر ۱۹۱۱ء کے اوائل میں آپ لندن پہنچے اور ایک ماہ تک وہاں تشریف فرما رہے اور اس عرصہ میں علاوہ سامعین سے روزانہ گفتگو کرنے کے آپ نے سٹی ٹیمپل میں ریورنڈ آر۔ جے کیمبل کی کانگریگیشن اور سینٹ جان ویسٹ منسٹر کے گرجے میں آرچ ڈیکن ولبر فورس کی کانگریگیشن کو خطابات (لیکچر) دیئے۔ ملا ڈمیر نے آپ کی دعوت کی اور وہاں بھی آپ نے ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ یہاں سے آپ پیرس تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کا اکثر وقت مختلف اقوام و اجناس کے افراد کو روزانہ لیکچر دینے میں صرف ہوتا۔ دسمبر میں آپ مصر واپس تشریف لے گئے۔ اور دوسرے سال میں آپ امریکن اہل بہاء کی پے در پے درخواستوں پر ریاستہائے متحدہ امریکہ کو تشریف لے گئے اور اپریل ۱۹۱۲ء میں نیویارک پہنچ گئے اور سات ماہ تک آپ نے امریکہ کے اس ساحل سے اُس ساحل تک سفر کیا۔ اور ہر قسم اور ہر حالت کے لوگوں کو لیکچر دیئے۔ یونیورسٹیوں کے طلبا کو۔ سوشلسٹوں کو۔ مارمن۔ یہودی، عیسائی، دہریئے، حامیان اسپرٹزم۔ مجالس ترقی امن و امان۔ محافل خیال نو (نیو تھاٹ کلبس) مجالس آزادی نسوان وغیرہ وغیرہ ہر فرقہ و مذہب کے گرجوں میں تقریریں فرمائیں۔ ہر حالت میں حسب موقع و ضرورت سامعین بیانات ہوتے تھے۔ ۵ دسمبر کو آپ گریٹ برٹن (برطانیہ عظمیٰ) کی طرف روانہ ہوئے اور

Marfat.com

تک مقیم رہے۔ اور پول۔ لندن۔ برسٹل اور ایڈنبرا میں خطابات فرمائے۔ ایڈنبرا میں آپ نے اسپرانٹو سوسائٹی میں ایک نہایت اہم لیکچر دیا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ میں نے مشرق کے اہل بہاء کو اسپرانٹو سیکھنے کی تشویق کی ہے تاکہ مشرق و مغرب میں باہمی مفاہمت کو ترقی ہو۔ دو ماہ پیرس میں رہنے کے بعد جو پہلے کی طرح یادگار ملاقاتوں اور کنفرنسوں میں ختم ہوئے آپ سٹٹگارٹ (جرمنی) کو تشریف لے گئے جہاں جرمن اہل بہاء کے ساتھ آپ نے نہایت کامیاب مجالس کیں۔ یہاں سے آپ بوداپسٹ (ہنگری) اور ویانا (دارالخلافہ آسٹریا) کو تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے نئی مجالس کا افتتاح فرمایا۔ مئی ۱۹۱۳ء کو مصر اور وہاں سے ۵ دسمبر ۱۹۱۳ء کو آپ حیفا پہنچ گئے۔

ارضِ مقدس کو واپسی آپ کی عمر اس وقت ستر سال کی تھی اور ان سفروں نے آپ کے جسم کو کمزور کر دیا۔ واپس آنے پر آپ نے احبائے مغرب و مشرق کو یہ دلسوز تحریر لکھی:-

"دوستو! وقت آ رہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ اور نہ رہونگا۔ جو کچھ مجھ سے ہو سکتا تھا میں کر چکا۔ امر بہاء اللہ کی میں نے اپنی استعداد کے مطابق خدمت کی ہے اپنی زندگی بھر دن رات میں اس خدمت میں مشغول رہا ہوں۔

آہ۔ میری کس قدر تمنا ہے کہ احباب امر کی ذمہ داریوں کو اب اپنے کندھوں پر لیں۔ یہ وقت ملکوت الٰہی کے اعلان کا وقت ہے۔ یہ زمانہ اتحاد و اتفاق کا زمانہ ہے۔ یہ دن احبائے الٰہی کے روحانی میل ملاپ کا دن ہے ..... میں اپنے کانوں کو مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی طرف لگائے ہوئے ہوں۔ تاکہ مجالس احباب میں محبت و اخوت کی سریلی آواز سنوں۔ میرے دن گنتی کے باقی ہیں اور میرے لئے اس کے سوا اور کوئی خوشی باقی نہیں رہی۔

آہ! مجھے کس قدر تمنّا ہے کہ میں احباب کو متّحد دیکھوں۔ گویا کہ وہ موتیوں کی ایک مالا ہیں۔ چمکتے ہوئے ستاروں کی کہکشاں ہیں۔ سورج کی شعاعیں ہیں۔ ایک ہی چراگاہ کے غزال ہیں۔ قمری بقا اُن کے لئے گا رہی ہے۔ کیا وہ اس کی راگنیاں نہیں سُنیں گے؟ طائرِ رضوان اُن کے لئے نغمہ زن ہے کیا وہ اُس کے نغمات پر کان نہیں دھرینگے؟ ملکوتِ ابہیٰ کے فرشتے انھیں پکار رہے ہیں کیا وہ اُن کی آواز نہ سُنیں گے۔ میثاق کا پیغامبر انھیں پکار رہا ہے۔ کیا وہ اُس کی طرف متوجہ نہ ہونگے؟

آہ! میں منتظر ہوں اس خوشخبری کے سُننے کا کہ احباب خلوص و وفا کے مجسّے ہیں۔ محبت و اخوت کے اوتار ہیں۔ اتفاق و اتحاد کے مظاہر ہیں۔

کیا وہ میرے دل کو خوش نہ کرینگے؟ کیا وہ میری تمنّا کو بر نہ لائینگے؟ کیا وہ میری درخواست پر توجہ نہ کرینگے؟ کیا وہ میری امیدوں کو پورا نہ کریں گے کیا وہ میری پکار کا جواب نہ دینگے؟ میں انتظار کر رہا ہوں۔ میں صبر سے انتظار کر رہا ہوں۔"

دشمنانِ امر بہائی کے حوصلے جس طرح اُس وقت بڑھ گئے تھے جب بعد شہادت حضرت باب، حضرت بہاء اللہ کو حبسِ دوام کیا گیا اور جب آپ نے صعود فرمایا تھا۔ اسی طرح جب ان دشمنوں نے دیکھا کہ حضرت عبد البہا سفرِ مغرب سے بہت تھکے ہوئے واپس آئے ہیں تو ان لوگوں کی امیدوں میں پھر جان پڑ گئی۔ مگر اُن کی امیدیں جلدی ملیا میٹ ہو گئیں۔ کیونکہ کچھ عرصہ بعد ہی حضرت عبد البہاء نے لکھا کہ:-

"اس میں شک نہیں کہ میرا مادّی جسم اور انسانی قویٰ لگاتار محنت و مشقت کے برداشت کرنے کے ناقابل تھیں مگر حضرتِ مقصود کی عون و عنایت سے کمزور عبد البہاء

کے حامی اور محافظ تھے ....

بعض بڑی شدومد سے یہ کہہ رہے ہیں کہ عبدالبہاء دنیا کو الوداع کہنے والا ہے۔ اس کے جسمانی قویٰ نحیف اور کمزور ہو گئے ہیں اور بہت جلد اُن کی پیچیدگیاں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گی۔ یہ سچ نہیں ہے۔ اگرچہ ناقضین و منافقین کے خیال میں امر مبارک کے راستہ کی سختیوں کے سبب یہ جسم کمزور ہے۔ مگر الحمد للہ کہ جمالِ مبارک کی عنایت سے رُوحانی قویٰ نہایت تازہ اور مضبوط ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اب بہاء اللہ کی عنایت اور اس کے الطاف سے جسمانی قویٰ بھی پوری طرح سے بحال ہو گئے ہیں۔ آسمانی خوشی حاصل ہو گئی ہے۔ بشاراتِ حقیقی آ رہی ہیں اور معنوی سرور اُمنڈ رہا ہے۔"

(سٹار آف دی ویسٹ جلد ۵ نمبر ۱۴ صفحہ ۲۱۳)

جنگِ عظیم اور اس کے بعد کے ایام میں عبدالبہاء نے علاوہ بے شمار دیگر کاموں کے نہایت مُہم اور کشفی خطوط کا ایک عظیم الشان سلسلہ لکھا۔ جنھوں نے خط و کتابت کے راستوں کے کھل جانے کے بعد تمام دُنیا کے احباب میں خدمتِ امر کے ذوق و شوق اور جوش و جذبہ کی ایک نئی لہر پیدا کر دی۔ ان الواح کے سایہ میں امر مبارک منازلِ ترقی کو سرعت سے طے کرنے لگا۔ اور ہر جگہ امر مبارک میں ایک نئی قوت و طاقت کے آثار نمایاں ہونے لگے۔

جنگِ عظیم کے ایام میں حیفا میں

حضرت عبدالبہاء کی فراست کی ایک عجیب مثال جنگِ عظیم کے واقع ہونے کے قبل کے انتظامات سے ملتی ہے۔ ایامِ امن میں ایران اور دنیا کے دوسرے ملکوں کے زائرین کی ایک بڑی تعداد حیفا میں زیارت کے لیے آتی رہتی تھی۔ جنگ شروع ہونے کے چھ ماہ قبل ایک عمر رسیدہ بہائی نے جو حیفا میں رہتا تھا، کئی ایرانی احباب کی طرف سے

Marfat.com

زیارت حاصل کرنے کی اجازت کے لئے درخواست پیش کی۔ عبد البہاء نے یہ درخواست منظور نہ کی اور اس کے بعد آہستہ آہستہ سب زائرین کو حیفا سے روانہ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ جولائی ۱۹۱۴ء کے آخر میں کوئی زائر مہمان خانے میں نہ رہا۔ اگست کے اوائل میں جب جنگ شروع ہوئی تو اس انتظام کی حکمت سب پر واضح ہو گئی۔ ایامِ جنگ میں عبد البہاء پچپن برس سے جلاوطنی اور قید میں تھے۔ پھر ایک دفعہ حکومت ترکی کے قیدی ہو گئے۔ علاقہ شام کے باہر کے احباب سے سلسلۂ خط و کتابت بالکل بند ہو گیا اور آپ اور آپ کے ہمراہیوں کا گروہ پھر حالات کی سختی میں مبتلا ہو گیا۔ غذا کی کمی۔ ذاتی خطرہ اور بے آرامی ہر وقت موجود تھے۔ تو بھی اپنے گرد انسانوں کی بری حالت کو دیکھکر آپ اُنکی مادی اور روحانی ضروریات کو بہم پہنچاتے رہے۔ اور آپ نے بذاتِ خود طبریا کے نواح میں گیہوں کی کاشت کا بہت بڑا انتظام کیا۔ اور جب ایک بہت بڑی مقدار گیہوں کی اس طرح حاصل ہو گئی تو آپ نے عکا اور حیفا کے سب غرباء میں باللحاظ مذہب و ملت اسے تقسیم کر دیا۔ اور اس طرح ان دو شہروں کے غرباء مساکین اور متوسط الحال لوگ فاقہ کشی سے بچ گئے۔ آپ نے ہر ایک کی حفاظت کی۔ اور اُن کی تکلیفات کو جہاں تک ہو سکتا تھا کم کیا۔ سینکڑوں ہی غرباء کو آپ کچھ تھوڑی سی نقدی روزانہ عطا کرتے۔ روٹی بھی عطا کرتے۔ اگر روٹی نہ ہوتی تو آپ کھجوریں یا کچھ اور چیز عنایت کرتے۔ غرباء و مساکین کی ہمت افزائی کے لئے آپ ہر روز عکا تشریف لے جاتے۔ ایامِ جنگ میں ہر روز مجلسِ احباب منعقد فرماتے اور آپ کی امداد سے احباب ان پر آشوب ایام میں خوشی اور امن سے رہے۔

سرکا خطاب ۲۳ ستمبر ۱۹۱۸ء کو ۲ بجے سہ پہر کے قریب انگریزی اور ہندوستانی رسالے نے ۲۴ گھنٹے کی جنگ کے بعد حیفا پر قبضہ

Marfat.com

کیا۔ اور ترکی حکومت کے عہد کی سختی کا خاتمہ ہوا۔ برٹش قبضہ کے شروع ہی سے بڑے ملٹری افسر۔ سپاہی اور جرنیل آپ کی ملاقات کو آتے اور آپ کی متبرانہ باتوں سے محظوظ ہوتے۔ آپ کے خیالات کی وسعت۔ فراست کی گہرائی اور آپ کی اعلیٰ مہمان نوازی سے متاثر ہو کر جاتے۔ آپ کی شرافتِ اخلاق۔ صلح و امن کی خاطر آپ کے عظیم کام اور رعیت کی بہبودی کے لئے آپ کے شوق سے مندوب حکومت ایسی متاثر ہوئی کہ اس کے اراکین نے آپ کے لئے سر کا خطاب ملنے کی سفارش کی۔ جو ۲۷ را پریل ۱۹۲۰ء حیفا کے گورنر کے ملٹری باغ میں آپ کو دیا گیا۔

آخری سال ۱۹۱۹ اور ۱۹۲۰ء کے ایام سرما میں مصنف کو حیفا میں اڑھائی مہینے عبدالبہاء کا مہمان ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور اس نے نہایت دقتِ نظر سے آپ کی روزانہ زندگی کا مطالعہ کیا۔ اس وقت آپ کی عمر اگرچہ ۷۶ برس کے قریب تھی۔ مگر آپ عجیب تندہی کر ہر روز اتنا زیادہ کام کرتے کہ عقل حیران ہوتی۔ اگرچہ اکثر آپ تھک جاتے۔ مگر نہایت عجیب طریقہ سے آپ اس تکان کو دور کرکے ہمیشہ ان کی خدمت کے لئے تیار ہو جاتے جنھیں اس کی ضرورت ہوتی۔

آپ کا تحمل، حلم، رحم اور فراست آپ کی موجودگی کو رحمتِ خداوندی بناتے ہوئے تھی۔ صبح سویرے سے شام تک سوائے ایک تھوڑا عرصہ غذا کے بعد قیلولہ کرنے کے آپ دنیا کے ہر ملک سے آئے ہوئے خطوط کے جواب اور بے شمار امورات امری اور خانہ داری میں مشغول رہتے۔ سہ پہر کے وقت آپ عموماً تفریح کے لئے باہر تشریف لے جاتے۔ مگر اس وقت بھی چند ایک زائرین آپ کے ہمراہ ہوتے۔ جن سے آپ روحانی امور پر بات چیت کرتے۔ آپ اس وقت غرباء کے

Marfat.com

گھروں میں جاکر ان کی خدمت کرتے اور ان کی ضروریات مہیا فرماتے۔ واپس آنے پر آپ مجلس احباب میں جو روزانہ آپ کے دالان میں منعقد ہوتی تشریف لے جاتے۔ صبح اور شام کے کھانے کے وقت آپ زائرین اور احباب کی ایک جماعت کے ساتھ کھانا کھاتے اور اپنے مہمانوں کو مزاحی کہانیاں سنا کر یا روحانی مسائل پر گفتگو فرما کر محظوظ فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرا گھر خوشی اور ہنسی کا گھر ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی تھا۔ آپ کی بڑی خوشی اس میں تھی کہ مختلف اقسام و الوان اور ادیان کے لوگ اتحاد اور دلی دوستی کے ساتھ آپ کے دستر خوان پر جمع ہوں۔ آپ نہ صرف احباء حیفا کے لئے بلکہ کل دنیا کے اہل بہاء کے لئے ایک پر محبت باپ کی طرح تھے۔

صعود عبد البہاء کے بیشمار کام باوجود بڑھتی ہوئی بدنی کمزوری کے بغیر کسی کمی کے آپ کی زندگی کے ایک یا دو روز پہلے تک جاری رہے ۲۵ نومبر ۱۹۲۱ء کو جمعہ کے دن دوپہر کو آپ مسجد حیفا کو گئے اور غرباء میں حسب معمول اپنے ہاتھ سے خیرات تقسیم کی۔ کھانے کے بعد آپ نے چند خطوط لکھوائے کچھ آرام کرنے کے بعد آپ باغ میں تشریف لے گئے اور باغبان سے باتیں کرتے رہے۔ شام کے وقت آپ گھر کے ایک نہایت وفادار اور پیارے خادم کی شادی میں شریک ہوئے اور بعد ازاں حسب معمول احباب کی مجلس میں شریک ہوئے۔ کوئی تین دن بعد ... نومبر پیر کے دن رات کو ڈیڑھ بجے کے قریب آپ ایسے آرام سے صعود فرما گئے کہ آپ کی دو بیٹیوں کو جو آپ کے پلنگ کے پاس بیٹھی تھیں ایسا معلوم ہوا کہ آپ آرام کی نیند سو رہے ہیں

یہ غم افزا خبر شہر میں بجلی کی طرح پھیل گئی۔ برقی پیامات (ٹیلیگرام) نے اسے دنیا کے ہر حصے میں پہنچا دیا۔ دوسری صبح (۲۹ نومبر منگل کے دن) آپ کا

جنازہ اٹھایا گیا۔

ایسا جنازہ جس کی نظیر حیفا ہی نہیں بلکہ کُل فلسطین نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ احساسِ اَلم کا یہ حال تھا کہ بہت سے مذاہب، اقوام اور زبانوں کے لوگ اپنا سوزِ قلب ظاہر کرنے کے لئے جمع ہوئے۔

ہائی کمشنر سر ہربرٹ سیمئل۔ بیت المقدس اور فونیشیا کے گورنر صاحبان حکومت کے افسرانِ اعلیٰ مختلف ممالک کے سفیر جو حیفا میں مقیم تھے اور مختلف مذاہب کے سربرآوردہ اشخاص۔ اُمرائے فلسطین۔ یہودی۔ عیسائی مسلمان۔ دروزی مصری یونانی۔ ترک۔ کُرد۔ امریکائی۔ یورپی اور دیسی دوستوں کا ایک جمِ غفیر مرد، عورتیں بچے۔ امیر و غریب۔۔ سب کوئی دس ہزار کے قریب اپنے محبوب کے لئے نوحہ کناں تھے سب لوگ بیک آواز رو رو کر چلاتے تھے "اے خدا ہمارے خدا! ہمارا باپ آج ہمیں چھوڑ کر جا رہا ہے۔"

آہستہ آہستہ یہ گروہ کوہِ کرمل (انگورستانِ خدا) کی طرف چلا۔ دو گھنٹے چلنے کے بعد حضرت باب کے روضۂ مبارکہ کے باغ میں پہنچے۔ اس جمِ غفیر میں مختلف مذاہب (مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی) کے نمائندے شریک تھے۔ سب کے دل عبدالبہاء کی محبت اور فرقت سے بے قرار اور بے اختیار تھے۔ بعض نے موقع کے تاثرات سے متاثر ہو کر اور بعض نے پہلے سے تیار کردہ تقریریں کیں۔ عبدالبہاء کی تعریف و ثنا اور اپنے رنج کا اظہار اور اس طرح اپنے پیارے کی الوداع کے وقت اپنی آخری عقیدت کا ثبوت دیا۔ سب نے متحداً آپ کو دانا معلّم اور اس دُکھ بھرے پریشان کن زمانے میں نوعِ انسان میں اتحاد کا بانی ثابت کیا۔ ان نمائندوں نے اس قدر کہا کہ اہلِ بہاء کے لئے کچھ کہنے کو باقی نہ رہا۔"

(صد و عبدالبہاء مصنفہ لیڈی بلام فیلڈ و شوقی آفندی)

Marfat.com

نو مقررین نے جو مسلم، عیسائی اور یہودی جماعتوں کے ممتاز نمائندے تھے اُس پاک اور شریف ہستی کے لئے جو ابھی صعود فرما ہوئی تھی۔ اپنی محبت اور تمجید کی نہایت فصیح اور دلسوز گواہی دی۔ تب صندوق آہستہ آہستہ اپنے پاک اور سادہ روضہ میں اُتارا گیا۔

بیشک یہ اس ہستی کی خدمات کا جس نے اپنی عمر بھر مختلف مذاہب، مختلف ادیان اور مختلف اقوام اور مختلف زبانوں کے متحد کرنے کی سعی کا شایان صلہ تھا۔ صلہ بھی اور اس بات کا ثبوت بھی کہ آپ کی زندگی کا کام بے ثمر نہیں رہا۔ یعنی اُصول بہاء اللہ جو اُس کے الہام کا منبع اور اُس کی روح و روان تھی دنیا میں سرایت کرنے لگ گئے تھے اور فرقہ و ذات کی بندشیں جو صدیوں سے مسلمانوں، یہودیوں۔ عیسائیوں اور دوسری مختلف اقوام کو جن میں نوعِ انسان بٹ رہی تھی علیحدہ رکھ رہی تھیں، نابود ہو رہی تھیں۔

الواح اور خطابات

عبدالبہاء کی تحریرات، الواح کی صورت میں جو احباب اور سائلین کو لکھی گئیں بے شمار ہیں۔ آپ کے بہت سے خطابات اور لکچر چھپ بھی چکے ہیں۔ ہزاروں زائرین میں سے جنھوں نے عکا اور حیفا میں آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ بعض نے اپنے تأثرات کا حال لکھکر چھپوا دیا ہے اور یہ اب چھپی ہوئی صورت میں مل سکتے ہیں اس طرح آپ کی تعلیمات پورے طور پر محفوظ ہیں اور ان تعلیمات کے مضامین ایک وسیع سلسلہ پر حاوی ہیں مشرق و مغرب کے بہت سے مشکل مسائل کا آپ نے مفصل حل بیان کیا ہے۔ اور بہاء اللہ کے عام اُصول کا تفصیلاً ان سے انطباق کر کے دکھایا ہے۔

آپ فارسی عربی اور ترکی زبانیں جانتے تھے۔ آپ کے مغربی سفروں میں آپکی گفتگو اور خطابات ترجمہ کئے جاتے تھے۔ جو اگرچہ ترجمہ میں اپنی بہت سی خوبصورتی

Marfat.com

کھو دیتے تھے۔ تو بھی وہ رُوح جو آپ کے بیان میں ہوتی تھی ایسی قوی تھی کہ سب سامعین بہت متاثر ہو کر جاتے تھے۔

عبدالبہاء کا مقام جمالِ مبارک نے جو بے نظیر اور مبارک مقام عبدالبہاء کو عطا کیا تھا وہ آپ کی الواح سے ظاہر ہے:۔

قولہ جل ذکرہ:۔ "جب میری ہستی کا سمندر موجیں مارنے سے رُک جائے گا اور میرے الہامات کی کتاب ختم ہو جائے گی تو اس کی طرف متوجہ ہونا۔ جسے خدا کے ارادہ نے چاہا ہے اور جو قدیم جڑ کی شاخ ہے۔"

اور پھر فرمایا ہے کتاب اللہ میں سے جو کچھ تمہاری سمجھ میں نہ آئے اُسے اُس سے جو اُس بڑے تنے کی شاخ ہے دریافت کرو۔

حضرت عبدالبہاء خود بھی لکھتے ہیں "کتاب اقدس کے صریح بیانات کے مطابق حضرت بہاء اللہ نے مرکزِ میثاق کو اپنے کلام کا مُفسّر مقرر فرمایا ہے۔ یہ میثاق اس قدر مضبوط اور قوی ہے کہ شروع سے اب تک کسی ظہور میں اس کی مثال نہیں ملتی"۔

جس مکمل عبودیت سے حضرت عبدالبہاء نے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کو مشرق اور مغرب میں پھیلایا اُس سے اکثر احبائے الٰہی کو ان کے مقام کے متعلق شبہ ہو جاتا تھا۔ وہ احباب جنھوں نے امرِ بہائی کے دینی اثرات کے ماتحت ہو کر اپنے پُرانے اور رسمی عقائد کا قلع و قمع دیکھ لیا تھا انھوں نے جب حضرت عبدالبہاء کے اقوال و اعمال میں زبردست خلوص روحانی مضمر پایا تو انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت عبدالبہاء کی تعظیم و توقیر یہی ہے کہ ان کو مستقل ظہورِ الٰہی کا مرتبہ دیا جائے۔ اور ان کو رجعتِ ثانی مسیح سے مشابہ کیا جائے۔ لیکن حضرت عبدالبہاء کو یہ محسوس کر کے سب سے زیادہ رنج ہوا کہ احباب یہ نہ سمجھ سکے آپ کی ذاتِ اقدس میں خدمتِ امر کی

Marfat.com

جو استعداد ہے وہ آفتاب حقیقت (حضرت بہاء اللہ) کے پرتو کا اثر ہے جو آپ کے آئینہ روح میں منعکس ہے اور آپ خود آفتاب حقیقت یعنی مظہر مستقل نہیں ہیں اور تمام نوع انسان کو متحد کرنے کی وہ طاقت جو پہلے ظہورات کو عطا نہیں ہوئی تھی وہ صرف حضرت بہاء اللہ کے امر مبارک ہی میں ہے۔ حضرت عبدالبہاء کی تبلیغ کے زمانہ میں یعنی ۱۸۹۲ء سے ۱۹۲۱ء تک امر بہائی اپنی نشو و ترقی کے بہت سے مدارج طے کر گیا اور اس میں تمام دنیا کا قانونِ نظامی بننے کی صلاحیت نظر آنے لگی۔ اس ترقی کے لئے حضرت عبدالبہاء کی مسلسل ہدایات اور تاکیدی رہنمائی لازمی تھی کیونکہ اس نئے پیام و الہام میں جو اس زمانہ میں تمام روئے زمین کے لئے بھیجا گیا ہے جو زبردست قوتیں ودیعت ہیں ان کو صرف حضرت عبدالبہاء ہی جانتے تھے۔

ان باتوں کو دیکھ کر اہل بہاء حضرت عبدالبہاء کی ہدایت و ارشادات کو روحانی اختیارات کا وہی درجہ دینے لگے جو ایک مستقل مظہر ظہور کے لئے مناسب ہے۔ لیکن آپ کے صعود فرمانے کے بعد جب آپ کی وصایای جاریہ ظاہر ہوئیں اور حضرت شوقی آفندی ولی امر اللہ نے ان کے مطالب بیان فرمائے تو یہ امر واضح ہو گیا۔

اور اب اہل بہاء ایسے والہانہ جوش کے زیر اثر کام نہیں کرتے بلکہ اب یہ لوگ حضرت عبدالبہاء کی عبودیت، خدمت کے راز کو خوب سمجھ گئے ہیں۔ اور آپ کی یگانہ و یکتا خدمت امر کی پوری پوری قدر کرتے ہیں۔

۱۸۹۲ء میں جب حضرت عبدالبہاء جو امر بہائی کے مفسر و مبلغ تھے پھر قید ہو کر جلا وطن کئے گئے۔ تو معلوم ہوتا تھا کہ امر بہائی بالکل کمزور اور بے یار و مددگار ہے۔ لیکن اب (یعنی حضرت عبدالبہاء کی خدمت کے بعد) امر کی زبردست قوت آشکار رہی۔ اور دنیا کے تقریباً چالیس ملکوں میں اس کی منظم جماعتیں بن گئی ہیں

Marfat.com

اور آپ کی زبردست تعلیمات دنیا کی فرسودہ تہذیب کو رخصت کر رہی ہیں۔ اور یہی تعلیمات مایوس نوع انسان کے مستقبل کی ضمانت کر سکتی ہیں۔ حضرت عبدالبہا نے اپنی وصایائے مبارکہ میں حضرت بہاء اللہ کے مقاموں اور نیز اپنی ماموریت کے اسرار کو بڑی وضاحت سے بیان فرما دیا ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

" اہل بہار کے ایمان کی بنیاد یہ ہے کہ رب اعلیٰ (حضرت باب جل اسمہ) توحید الٰہی کے مظہر اور جمال مبارک کے پیشرو و مبشر ہیں۔ اور حضرت جمال ابہیٰ (حضرت بہاء اللہ) جل اسمہ الاعلیٰ (میری جان آپ کے مستقیم دوستوں پر فدا ہو) خدا کے ظہور اعظم اور اس جوہر الوہیت کے آفتاب ہیں۔ باقی تمام ان کے بندے اور ان کے حکم کے ماننے والے ہیں۔"

مندرجہ بالا اور دیگر الواح میں حضرت عبدالبہا نے تاکید فرمائی ہے کہ امر بہائی کی معلومات کی بنیاد آپ کی وہ الواح ہیں جو عام طور پر سب کے لئے تحریر ہوئی ہیں۔ اور آپ کے اس تاکیدی بیان سے عقیدوں میں اتحاد پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اور آپ کی ان الواح سے جو آپ نے کچھ مخصوص لوگوں کے نام مخصوص سوالات کے جواب میں لکھی تھیں کچھ اختلافات پیدا ہو گئے تھے وہ سب رفع ہو گئے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک معین نظام قائم ہو گیا ہے جس کے رئیس حضرت ولی امر اللہ ہیں۔ اور اس نظام کا یہ اثر ہوا کہ وہ رسوخ و اثر جو مخصوص لوگوں کو بہائی مقامی جماعتوں میں حاصل تھا وہ بجائے شخصی اثرات کے اداروں یعنی جماعتوں میں منتقل ہو گیا۔

بہائی زندگی کا نمونہ

بہاء اللہ کے ذریعہ کلام نازل ہوا ایک قید کے چالیس سالوں میں آپ کو اپنے معتقدوں سے ملنے کا بہت کم موقعہ ملا۔ اس لئے یہ اہم کام عبدالبہاء کے ذمہ ہوا کہ آپ وحی الٰہی کے مفسر، کلام اللہ

کے عامل اور دنیائے موجودہ کی بیشار تحریکات کے مختلف پہلوؤں میں بہائی زندگی کا نمونہ بن کر دکھائیں۔ آپ نے یہ دکھا دیا کہ زندگی کے موجودہ شور و شغب اور عالمگیر مادی مرفہ الحالی کے لئے جد و جہد کے درمیان یہ بھی ممکن ہے کہ انسان ایسی زندگی جو کلیتہً عبادتِ خدا اور خدمتِ نوعِ انسانی پر مشتمل ہے بسر کر سکتا ہے۔ امتحانات و مصائب کے درمیان جبکہ ایک طرف دغا، دوسری طرف محبت۔ تعریف۔ وفا و عقیدت تھے آپ ایسے لائٹ ہاؤس کی طرح قائم تھے جس کی بنا چٹان پر ہو اور جس کے گرد طوفانوں کی سختی اور سمندروں کی لہریں ٹکرائیں۔ ان سب حالات میں آپ کی متانت اور آپ کا استقلال یکساں غیر متزلزل اور مستقل رہا۔ آپ ایمان کی زندگی بسر کرتے تھے اور آپ اپنے احباب کو بھی دنیا میں ایسی ہی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ جنگ آشوب ذہنوں کے درمیان آپ نے اتحاد اور صلح کے جھنڈے اور نئے دور کے علم کو بلند کیا۔ اور جو کوئی آپ کی مدد کے لئے کھڑا ہوا اُسے آپ نے نئے دور کی روح سے بھر دیا۔

یہ وہی روحِ پاک ہے جو پرانے زمانوں کے انبیاء و اولیاء کے الہام کا منبع تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ نئے وقت کی ضروریات کے مطابق اس کی تجلیات بھی نئی ہیں۔

Marfat.com

پانچواں باب

بہائی کون ہے؟

انسان کو چاہیے کہ باثمر ہو۔ بے ثمر انسان حضرت مسیح روح اللہ کے فرمان کے مطابق اس درخت کی مانند ہے جو میوہ نہ دے اور درختِ بے ثمر آگ میں جھونکنے کے لائق ہے۔ (کلماتِ فردوسیہ)

ہربرٹ سپنسر کا قول ہے کہ کوئی اکسیر سیاسی سیسے جیسے ادنیٰ اعمال کو سونے جیسی اعلیٰ فطرت میں تبدیل نہیں کرسکتی۔ بعینہٖ یہ اس حقیقت کے لئے بھی سچ ہے کہ کوئی اکسیر سیاسی سیسے جیسے افراد سے سونے جیسی ہیئتِ اجتماعیہ پیدا نہیں کرسکتی۔ حضرت بہاءاللہ نے تمام پہلے مظاہرِ الٰہی کی مانند اس صداقت کا اعلان کیا اور فرمایا کہ اگر خدا کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنا مقصود ہے تو یہ پہلے قلوبِ انسان میں جاگزیں ہونی چاہئے۔ اس لئے ہم اب تعلیمات کا وہ پہلو بیان کرتے ہیں جو انفرادی اخلاق اور چال چلن سے تعلق رکھتا ہے اور ہماری سعی یہ ہوگی کہ ہم ناظرین کے سامنے ایک شخص بہائی کی زندگی کی صاف صاف تصویر پیش کریں۔

بہائی طرزِ زندگی ایک موقع پر حضرت عبدالبہاء سے پوچھا گیا کہ بہائی سے کیا مراد ہے؟

Marfat.com

تو آپ نے فرمایا :-

"بہائی ہونے سے منشا یہ مراد ہے کہ تمام دنیا سے محبت کرے نوع انسان کا عاشق ہو اور اس کی خدمت کرنے کی فکر میں رہے ۔"

ایک دوسرے موقع پر بہائی کی تعریف کرتے ہوئے آپ نے فرمایا :-

"بہائی وہ ہے جو تمام مشاغل انسانیت میں باحسن الوجوہ حصہ لے ۔"

لندن کے ایک خط میں آپ نے فرمایا :-

"وہ شخص جو تعلیماتِ بہاء اللہ کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے بہائی ہے ۔ اس کے برعکس ایک شخص خواہ پچاس برس تک اپنے آپ کو بہائی کہے ۔ اگر وہ تعلیماتِ بہائیہ پر نہیں چلتا تو وہ بہائی نہیں ہے ۔ ایک بدصورت انسان اپنے آپ کو خوبصورت کہہ سکتا ہے ۔ پر وہ کسی دوسرے کو یہ فریب نہیں دے سکتا ۔ ایک سیاہ رنگ شخص اپنے آپ کو گورا چٹا کہہ سکتا ہے ۔ مگر وہ کسی اور کو حتیٰ کہ اپنے آپ کو بھی یہ دھوکا نہ دے سکتا ۔"

(ربّ البہاء، حصہ ۲ ص ۱۰۱)

مگر وہ شخص جو خدا کے مظاہر کو نہیں جانتا وہ اس درخت کی طرح ہے جو سایہ میں اُگے ۔ اگرچہ وہ سورج کو نہیں جانتا ۔ مگر اس کا کلیتہً انحصار اسی پر ہے ۔ مظاہرِ اولوالعزم روحانی آفتاب ہیں اور بہاء اللہ اس یوم کا آفتاب ہے جس میں ہم رہ رہے ہیں ۔

ایامِ گذشتہ کے آفتابوں نے دنیا کو گرمایا اور زندگی بخشی ۔ اگر یہ آفتاب نہ چمکتے ہوتے تو دنیا آج سرد اور مردہ ہوتی لیکن آج کے آفتاب کی حرارت اور دھوپ اُن پھلوں کو پکنے اور رسیلا بنانے کی جن کو پہلے آفتابوں نے پیدائش کا جامہ پہنایا تھا ۔

عبادتِ الٰہی بہائی زندگی کو پورے طور سے حاصل کرنے کے لئے

Marfat.com

بہاءاللہ کے ساتھ بلاواسطہ اور باہوش تعلق ایسا ہی لازمی ہے جیسے سوسن یا گلاب کھلنے کے لئے دھوپ۔ بہائی، بہاءاللہ کی انسانی شخصیت کی پوجا نہیں کرتے بلکہ اُس بہاء یا جلال الٰہی کی پرستش کرتے ہیں جو آپ کی شخصیت کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ وہ حضرت مسیح۔ حضرت محمد اور دیگر مظاہر قبل کا احترام کرتے ہیں اور اس نئے دور میں بہاءاللہ کو خدا کے پیغام کا حامل سمجھتے ہیں جس میں ہم رہ رہے ہیں وہ حضرت بہاءاللہ کو دنیا کا وہ معلم اعظم سمجھتے ہیں جو اپنوں سے پہلوں کے کام کو جاری رکھنے اور کامل کرنے کے لئے ظہور فرما ہوا ہو۔

کسی عقیدہ کا اقرار کسی شخص کو بہائی نہیں بناتا۔ نہ صرف چال چلن کی ظاہرہ پختگی اسے اس مقام کا مالک بناتی ہے۔ بہاءاللہ اپنے پیروؤں سے کامل اور صمیمی تسلیم وعبادت چاہتے ہیں۔ اس قسم کی تسلیم وعبادت کا مرکز بننے کا مستحق فقط خدا ہے بہاءاللہ خدا کے مظہر اور اُس کی مشیت کے ظاہر کرنے والے کی حیثیت سے کلام کرتے ہیں۔ مظاہر قبل نے بھی اس نکتہ پر پوری پوری روشنی ڈالی ہے۔ مسیح نے فرمایا:-

"اگر کوئی شخص میری پیروی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے آپ کا انکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھا کر میرے پیچھے آئے۔ کیونکہ جو اپنی زندگی بچانا چاہتا ہے وہ اسے کھوئے گا اور جو اپنی جان میری خاطر کھوئے گا وہ اسے پائیگا۔"

تمام مظاہر الٰہی نے مختلف الفاظ میں اِسی قسم کا تقاضا اپنے پیروؤں سے کیا ہے اور تاریخ ادیان صاف طور سے بتاتی ہیں کہ جبتک یہ تقاضا خالص دل سے مانا اور قبول کیا گیا، دین باوجود ہر قسم کی مخالفتوں کے باوجود بے شمار مصائب ومظالم کے اور باوجود اس کے پیروؤں کے قتل عام کے ترقی کرتا گیا۔ اس کے برعکس جوں جوں اس سے چشم پوشی کی گئی اور تکبر اور عزت کی باطل ہیتی کامل ایثار کی جگہ لیتی گئی، دین گھٹتا گیا۔ یہ ظاہری دکھاوے کی چیز تو ہو گیا۔ مگر

Marfat.com

اس میں سے طبائع کو بدلنے کی قوت مفقود ہوگئی۔ اور کرامات کی طاقت جاتی رہی۔ سچا دین آج تک کبھی رسمی نہیں ہوا۔ خدا کرے ایک دن یہ ایسا ہو جائے۔ مگر اب تک تو مسیح کے زمانہ جیسا ہی ہے کہ "زندگی کا راستہ تنگ اور دروازہ چھوٹا سا ہے۔ اور فقط چند اُسے پاتے ہیں"

رُوحانی پیدائش کا دروازہ جسمانی پیدائش کے دروازہ کی طرح فرداً فرداً ایسے لوگوں کو داخل کرتا ہے جو بوجھ کے بغیر ہوں۔ اگر زمانہ آئندہ میں ماضی کی نسبت زیادہ لوگ اس دروازہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہوں تو یہ دروازہ کے فراخ ہونے کے سبب نہ ہوگا بلکہ لوگوں کے اس ایثار و تسلیم کے اختیار کر لینے کے سبب ہوگا جو زمانہ کا تقاضا ہے۔ کیونکہ مدتوں کے تلخ تجربے اُنھیں خدا کے راستے کو چھوڑ کر اپنے راستے پر چلنے کی حماقت کو بے نقاب کر کے دکھا دیں گے۔

حقیقت کی تلاش

بہاء اللہ نے اپنے تمام پیروں پر انصاف کرنا فرض قرار دیا ہے اور انصاف کی تعریف یوں فرمائی ہے:۔

"انسان کا توہمات و تقلید سے آزاد ہونا تاکہ وہ مظاہر الٰہی کو وحدت کی آنکھ سے دیکھ سکے اور تمام امور میں بنظر حدید سے کام لے" (کلمات حکمت)

یہ ضروری ہے کہ ہر فرد واحد خدا کے جلال و جمال و بہاء اللہ کی انسانی ہیکل میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پہچانے ورنہ بہائی ایمان اُس کے لئے لفظ بےمعنی ہوگا۔ تمام مظاہر الٰہی نے انسانوں کو اسی بات کی طرف بلایا ہے کہ وہ اپنی آنکھیں کھولیں۔ انھیں بند نہ کریں۔ اپنی عقل کو استعمال میں لائیں۔ اُسے بیکار نہ کریں تقلیدی اعتقاد نہیں بلکہ صاف نظر اور آزاد خیالی ہی اُنھیں تعصبات کے بادلوں کے پیچھے اور تقلید کی بیڑیوں کو اتار پھینکنے کے قابل بنائے گی اور انھیں تازہ وحی کی حقیقت کو جاننے میں کامیابی عطا کرے گی۔

Marfat.com

ہر فرد بہائی لازماً حقیقت کا بے حرف جویا ہوگا۔ مگر اُس کی تلاش صرف مادی میدان تک ہی محدود نہ ہوگی۔ اُس کی روحانی احساس کی قوتیں بھی ایسی ہی بیدار ہوں گی جیسی جسمانی قوتیں حقیقت کو حاصل کرنے کے لئے۔ وہ خدا کی عطا کردہ تمام قوتوں کو استعمال کریگا۔ وہ بغیر مضبوط اور کافی دلیل کے کسی بات کا یقین نہ کرے گا۔ اگر اس کا دل پاک اور اس کا قلب تعصبات سے آزاد رہے تو یہ جویش طالب) خدا کے جمال کو پہچاننے میں کبھی ناکامیاب نہ ہوگا خواہ وہ کسی ہیکل میں بھی جلوہ گر ہو۔

بہاء اللہ نے فرمایا ہے :-

"انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو جانے اور ان چیزوں کو پہچانے جو عزت یا ذلت کی طرف، عروج یا زوال کی جانب۔ غنا یا افلاس کی سمت لے جاتی ہیں۔" (لوح طرازات)

"تمام علوم کی جڑ خداوند جل جلالہ کا علم ہے۔ اور یہ علم اس کے ظہور کے واسطہ کے سوا ناممکن ہے۔" (کلمات حکمت)

مظہر اللہ، کامل انسان، نوع انسان کے لئے سب سے اعلیٰ نمونہ اور شجر انسانیت کا پہلا پھل ہے۔ جبتک ہمیں اُس کا علم حاصل نہیں ہوتا۔ ہمیں اُن قوتوں کا علم بھی حاصل نہیں ہوتا جو ہمارے اندر مخفی ہیں۔ مسیح ہمیں بتلاتا ہے کہ جنگل کے پھولوں پر غور کریں اور کہتا ہے کہ سلیمان اپنی تمام شان و شوکت سے آراستہ ان میں سے ایک کی مانند بھی نہ تھا۔ جنگلی پھول بہت ہی بدصورت بیج سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ہم نے پھول کو کھلے ہوتے کبھی نہ دیکھا ہوتا۔ کبھی اُس کے پتوں اور پھول کی بے نظیر خوبصورتی پر نگاہ نہ ڈالی ہوتی تو ہم اس حقیقت سے کس طرح واقف ہوتے جو بیج میں پنہاں تھی۔ بیج کے ہم جس قدر چاہیں ٹکڑے کریں نہایت غور و خوض سے اس کے ہر ذرہ کو جانچیں۔ مگر ہم اُس حسن خفتہ کو کبھی معلوم نہیں کر سکتے جسے باغبان

بیدار کرنا جاتا ہے۔ اسی طرح جب تک ہم خدا کے جلال و جمال کو اس کے ظہور میں ظاہر نہیں دیکھ لیتے اس وقت تک ہم اس روحانی حسن کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں کر سکتے جو خود ہمارے اندر اور ہمارے ہمجنسوں کے اندر پوشیدہ ہے۔ خدا کے ظہور کو جاننے، اس سے محبت رکھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہم رفتہ رفتہ ان قوی کمالات کا احساس کرنے لگتے ہیں جو ہمارے اندر موجود ہیں۔ تب اور صرف تب ہی ہم پر زندگی اور کائنات کا مطلب اور اس کے معانی منکشف ہوتے ہیں۔

خدا کی محبت

مظہر خدا کا علم رکھنے سے مراد اس سے محبت کرنا بھی ہے۔ ایک کا دوسرے کے بغیر ہونا ناممکن ہے۔ بہاء اللہ کی تعلیمات کے مطابق انسان کی پیدائش کا مقصد خدا کا عرفان اور اس کی پرستش ہے۔ آپ نے ایک لوح میں فرمایا ہے :-

"کل کائنات کی پیدائش کا سبب محبت ہے۔ جیسا کہ اس مشہور حدیث میں آیا ہے "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا اور میں چاہتا تھا کہ میرا عرفان ہو اس لئے میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ وہ میرا عرفان حاصل کریں۔"

کلماتِ مکنونہ میں فرماتے ہیں :-

اے پسر وجود! مجھ سے محبت کر تاکہ میں تجھ سے محبت کروں اگر تو مجھ سے محبت نہیں کرتا تو میری محبت کبھی تجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ پس اے بندے اسے اچھی طرح جان لے۔

اے پسر ملاءِ اعلیٰ! میں نے تجھ میں اپنے میں سے ایک روح رکھی ہے تاکہ تو میرا چاہنے والا ہو سکے تو کیوں مجھے چھوڑ کر دوسرے

Marfat.com

کی محبت کا جویا ہوتا ہے؟

خدا کا عاشق ہونا ہر بہائی کی زندگی کا واحد مقصد ہے۔ یعنی خدا کو اپنا قریب ترین دوست اور شفیق ترین ساتھی، بے نظیر محبوب جاننا اور اس کے حضور میں کامل مسرت حاصل کرنا۔

خدا کو پیار کرنے سے مراد ہر چیز اور ہر شخص کو پیار کرنا ہے۔ کیونکہ سب خدا کے ہیں سچا بہائی عاشق کامل ہوگا۔ وہ نہایت جوش کے ساتھ خالص دل سے ہر ایک کو پیار کرے گا۔ وہ کسی سے نفرت نہ کرے گا۔ وہ کسی کو حقیر نہ جانے گا۔ کیونکہ وہ ہر چہرے میں اپنے محبوب کا چہرہ دیکھنا سیکھ گیا ہے۔ وہ ہر جگہ اپنے محبوب کے آثار دیکھتا ہے۔ اس کی محبت کسی فرقے۔ قوم۔ جماعت یا نوع سے محدود نہ ہوگی

بہاءاللہ فرماتے ہیں :-

"پہلے زمانوں میں یہ کہا گیا تھا کہ اپنے وطن سے محبت کرنا ایمان ہے۔ مگر عظمت کی زبان اس ظہور میں ارشاد فرما ہے "فخر اس کے لئے نہیں جو اپنے وطن سے محبت کرتا ہے۔ بلکہ فخر کے قابل وہ ہے جو تمام عالم انسانی سے محبت رکھتا ہے۔" (لوح العالم)

پھر فرماتے ہیں :-

"مبارک ہے وہ جو اپنے بھائی کو اپنے پر ترجیح دیتا ہے۔ ایسا شخص اہل بہاء میں سے ہے۔" (کلمات فردوسیہ)

عبدالبہاء فرماتے ہیں کہ ہمیں بہت سے جسموں میں ایک واحد روح کی مانند ہونا چاہئے کیونکہ جس قدر ہم ایک دوسرے کو پیار کرتے ہیں، اسی قدر ہم خدا کے نزدیک تر ہوتے ہیں۔

اسی طرح مظاہر الہٰی کے لائے ہوئے ادیانِ الہٰی ایک ہیں۔ اگرچہ

Marfat.com

ان کے نام اور ان کی اصطلاحیں مختلف ہیں انسان کو چاہئے کہ وہ آفتاب کا عاشق ہو خواہ کسی مشرق سے چمکے۔ ہمیں تو گلاب سے پیار ہونا چاہئے خواہ وہ کسی زمین سے اُگے۔ ہمیں تو حقیقت کا متلاشی ہونا چاہئے۔ خواہ وہ کسی سرچشمہ سے ملے۔ لیمپ سے پیار کرنا روشنی سے پیار کرنا نہیں ہو سکتا۔ زمین سے دل کو لگانا ہماری شان کے شایاں نہیں۔ ہمیں تو سزاوار یہ ہے کہ ہم گلاب سے لطف اُٹھائیں جو زمین سے اُگتا ہے۔ درخت سے محبت بیکار ہے پھل کھانا البتہ فائدہ مند ہے۔ سچ خواہ کوئی بھی بولے ہمیں قبول کر لینا چاہئے۔ سچی باتیں خواہ کسی کتاب میں لکھی ہوں۔ ہمیں قبول کر لینی چاہئے۔ اگر ہم تعصب سے کام لینگے تو محروم رہ جائینگے اور جہالت میں مبتلا رہیں گے۔ دینوں اور قوموں اور ملتوں کے درمیان تنازعہ غلط فہمیوں کے سبب ہوتا ہے۔ جب ہم غور سے مختلف دینوں کی تحقیق کرتے ہیں تاکہ ان کے بنیادی اصولوں کو معلوم کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سب ایک ہیں۔ کیونکہ سب دینوں کی بنیادی حقیقت ایک ہے۔ ایک سے زیادہ نہیں۔ اسی اصول کے ماتحت مختلف دینوں کے ماننے والے متحد ہو جائینگے اور مل کر رہیں گے۔"

پھر فرمایا ہے :-

"احباب میں سے ہر ایک شخص دوسروں سے محبت کرے اور اپنے مال اور اپنی جان کا ان سے دریغ نہ کرے۔ ہر ممکن طریقہ سے دوسروں کو مسرور اور خوش بنانے کی کوشش کرے۔ مگر ان دوسروں کے لئے بھی واجب ہے کہ وہ بے غرض اور فدا کار ہوں۔ اس طرح یہ بنیاد آفتاب آفاق کو روشن کر سکتی ہے۔ یہ ترانہ کل لوگوں کو خوش اور پُر کیف بنا سکتا ہے

Marfat.com

یہ روحانی دوا ہر درد کی دارو ہو سکتی ہے۔ یہ روح حقیقت ہر نفس کے لیے زندگی کا باعث بن سکتی ہے۔"

(انگریزی الواح عبد البہاء جلد اول ص۱۳۹)

انقطاع عبادت الٰہی تمام اُن چیزوں سے جو خدا کی نہیں ہیں انقطاع چاہتی ہے۔ یعنی تمام خواہشات سے منہ موڑنا۔ خواہ دنیا کے متعلق ہوں یا آخرت کے۔ خدا کی راہ میں خواہ غنا میں ہو یا فقر میں۔ صحت میں ہو یا بیماری میں۔ محلات میں ہو یا قید خانہ میں۔ گلشن میں ہو یا عذاب خانہ میں کہیں بھی ہو، شخص بہائی اپنی مشیت کو بشاش دل اور پوری رضا و تسلیم کے ساتھ قبول کرے گا۔

انقطاع سے مراد اپنے ماحول سے احمقانہ بے پروائی یا بے سمجھے بوجھے تباہی میں کود پڑنا نہیں۔ اور نہ ہی اس سے یہ مراد ہے کہ ہم اُن اچھی چیزوں سے نفرت کریں جو خدا نے پیدا کی ہیں۔ سچا بہائی نہ تو سخت دل ہوگا۔ بے ست دلے پرواہ ہوگا۔ اور نہ ریاضات شاقہ کا عادی۔ وہ خدا کی راہ میں بے اندازہ شوق اور بکثرت کام اور بے انتہا خوشی پائے گا۔ مگر خوشی کے ساتھ وہ اس راستہ سے ایک بال برابر بھی اِدھر اُدھر تجاوز نہ کرے گا۔ نہ وہ کسی ایسی چیز کیلئے دوڑ دھوپ کرے گا جو خدا نے اُسے نہیں دی۔ جب ایک شخص بہائی ہو جاتا ہے تو خدا کی مرضی اُس کی مرضی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خدا کے خلاف ہونا ہی ایک واحد چیز ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ خدا کی راہ میں کوئی غلطی اُسے اپنی ملامت را غب نہیں کر سکتی۔ مصائب اُسے مایوس نہیں کر سکتے۔ محبت کا نور اس کے تاریک ترین ایام کو روشن رکھتا ہے۔ دکھ کو خوشی میں بدل دیتا ہے اور جان دینا اس کے لیے مسرت کا انتہائی جوش بن جاتا ہے۔ زندگی

Marfat.com

شجاعت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتی ہے اور موت ایک دل خوش کن بات نظر آتی ہے۔ حضرت بہاؤاللہ فرماتے ہیں:۔

"وہ جو اپنے دل میں ایک رائی کے دانے سے بھی کم میرے سوا کسی دوسرے کی محبت رکھتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ میری ملکوت میں داخل نہیں ہو سکتا۔" (سورۃ الہیکل)

"اے ابن بشر! اگر تو میرے نفس سے محبت کرتا ہے تو اپنے نفس سے اعراض کر۔ اگر تو میری مرضی کا جویاں ہے تو اپنی مرضی کا خیال نہ کر۔ تاکہ تو مجھ میں فنا ہو اور میں تجھ میں باقی رہوں۔"

"اے میرے بندے! اپنے آپ کو اس دنیا کی پابندیوں سے آزاد کر اور قید نفس سے آزاد ہو۔ وقت کی قدر کر کیونکہ پھر تو اسے کبھی نہ پائے گا۔ اور یہ موقع پھر تیرے ہاتھ نہ آئیگا۔"

(کلمات مکنونہ)

اطاعت عبادت الٰہی میں خدائی احکام کی پوری پوری اطاعت بھی شامل ہے۔ خواہ ان احکام کا سبب سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ملاح بے چون وچرا اپنے کپتان کا حکم مانتا ہے۔ اگرچہ وہ ان کی حکمت سے ناواقف ہو۔ اللہ کے حکم کو ماننا اندھی اطاعت نہیں۔ وہ اچھی طرح سے جانتا ہے کہ کپتان ایک مدت مدید تک اس کام کو سیکھتا رہا ہے اور اپنی لیاقت کا کافی ثبوت دے چکا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو اس کے ماتحت کام کرنا حماقت ہوگی۔ پس شخص بہائی کو اپنی نجات کے کپتان کی بے چون وچرا اطاعت لازم ہے۔ مگر اس کے احق ہونے میں کوئی شک نہ ہوگا اگر وہ پہلے اس بات کا یقین نہ کرلے کہ اس کپتان نے اپنی امارت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ اب اگر وہ

Marfat.com

ایسا ثبوت پاکر اطاعت کرنے سے انکار کرے تو یہ اور بھی بڑی حماقت ہے کیونکہ دانا مالک کی عقلمندی اور ہوشیاری کی اطاعت سے ہی ہم اُس کی دانائی کے فوائد حاصل کرسکتے ہیں۔ اور خود اس دانائی کے مالک بن سکتے ہیں۔ اگر کپتان دانا نہ ہو یا اگر خلاصی اُس کا حکم نہ مانیں تو جہاز کس طرح اپنی بندرگاہ پہ پہنچ سکتا ہے۔ یا خلاصی کس طرح علم جہاز رانی کو سیکھ سکتے ہیں۔

مسیح نے نہایت وضاحت سے بتایا ہے کہ اطاعت ہی عرفان کا راستہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں :۔

"میری تعلیم، میری طرف سے نہیں بلکہ اُس کی طرف سے ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اگر کوئی شخص اُس کی مرضی کو پورا کریگا تو وہ اس سے بھی واقف ہو جائے گا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے یا میں اپنی طرف سے کہہ رہا ہوں۔"

اسی طرح بہاء اللہ فرماتے ہیں :۔

"خدا کا ایمان اور اُس کا عرفان پوری طرح حاصل نہیں ہوسکتا بجز اس کے کہ اس پر عمل کیا جائے جو اس نے حکم دیا ہے اور جو کچھ قلم جلال سے اُس نے کتاب میں نازل فرمایا ہے۔" (لوح تجلیات)

آجکل کی آزادی کے دنوں میں بے چون وچرا اطاعت عام خوبی نہیں کہلاتی ہے اور اس میں شک بھی نہیں کہ ایک معمولی انسان کا پوری طرح سے مطیع ہو جانا بربادکن ہوگا۔ مگر وحدتِ عالمِ انسانی اُسی وقت حاصل ہوسکتی ہے۔ جب ہر فردِ بشر مشیت خداوندی کے ساتھ پورے پورے اتحاد سے رہے۔

اگر یہ مشیت وضاحت کے ساتھ نازل نہ ہو اور انسان تمام دوسرے رہنماؤں کو چھوڑ کر مظہر الٰہی کی پیروی نہ کرے، تو جنگ و فساد جاری رہے گا۔ اور انسان

Marfat.com

ایک دوسرے کی مخالفت پر جمے رہیں گے۔ اپنی قوت کا بہترین حصہ دوسروں کی سعی کے برباد کرنے میں صرف کرتے رہیں گے۔ حالانکہ انسانوں کا فرض ہے کہ خدا کے جلال اور عام بہبودی کے لئے متحد ہوکر کام کریں۔

خدمت اپنے ہمجنسوں کی خدمت گذاری میں زندگی بسر کرنا بھی خدا کی عبادت میں شامل ہے۔ ہم اس کے سوا اور کسی طرح خدا کی خدمت نہیں کر سکتے۔ اگر ہم اپنے ہمجنسوں سے رُخ پھیرتے ہیں تو ہم خدا سے منہ موڑتے ہیں۔ مسیح فرماتے ہیں:۔

"اگر تم نے میرے ان بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے کی خدمت نہیں کی تو تم نے میری خدمت نہیں کی۔"

اسی طرح بہاءاللہ فرماتے ہیں:۔

"اے پسر انسان! اگر تو فضل کا ناظر ہے تو اس کا خیال نہ رکھ جو تیرے مفاد کے لئے ہے۔ بلکہ اس (بات) کو پکڑ جس سے تیرے ہمجنسوں کا فائدہ ہو اور اگر تو عدل کو مدِّنظر رکھتا ہے تو دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

حضرت عبدالبہاء نے فرمایا ہے:۔

"امر بہائی میں علم و ہنر اور ہر قسم کی صنعت و حرفت، عبادت شمار کی جاتی ہے۔ وہ شخص جو اپنی بہترین لیاقت سے ایمانداری کے ساتھ اپنی تمام قوتوں کو جمع کرکے ایک چھٹی کا کاغذ بناتا ہے اور اس کی تکمیل کرتا ہے وہ خدا کی عبادت کرتا ہے۔ مختصراً تمام کوشش و جانکاہی ایک شخص جو پورے دل سے کرتا ہے عبادت ہے بشرطیکہ اس کی پشت پر اعلیٰ ارادے اور خدمت نوع کی نیت ہو۔"

Marfat.com

"نوعِ بشر کی خدمت کرنا اور اُن کی ضروریات کو پورا کرنا ہی عبادت ہے۔ خدمت دُعا ہے۔ ایک ڈاکٹر جو بیمار کا باہمی محبت کے ساتھ اور تعصب سے بری ہو کر نوعِ بشر کی ہمدردی کا مضبوط جذبہ رکھتے ہوئے علاج کرتا ہے وہ خدا کی ثنا و تعریف کرتا ہے۔"

(دوزڈم آف عبدالبہا)

تبلیغ

سچا بہائی، بہاء اللہ کی تعلیمات پر صرف یقین ہی نہ رکھے گا۔ بلکہ وہ انھیں اپنی زندگی کے تمام امور میں ہادی اور الہام کا سرچشمہ پائے گا اور نہایت رَوح و ریحان سے دوسروں کے پاس بھی وہ علم پہنچائے گا جو اُن کی بہبودی کا سرچشمہ ہے۔ ایسا کرنے سے ہی وہ رُوح القدس کی پوری پوری تائید اور توفیق حاصل کر سکے گا۔ سب فصیح مقرر یا عمدہ محرر نہیں ہو سکتے۔ مگر سب بہائی زندگی بسر کرنے سے تبلیغ کر سکتے ہیں۔ بہاء اللہ فرماتے ہیں:-

"اہل بہاء پر فرض ہے کہ وہ اپنے خداوند کی حکمت کے ساتھ خدمت کریں۔ دوسروں کو اپنی زندگی کے ذریعے تعلیم دیں۔ اور خدا کے نور کو اپنے اعمال سے ظاہر کریں۔ فی الحقیقت اعمال کا اثر الفاظ کے اثر سے قوی تر ہے۔ تبلیغ کے الفاظ کا اثر اس کے مقصد کی پاکیزگی اور انقطاع پر منحصر ہے۔ بعض الفاظ پر قانع ہیں۔ مگر الفاظ کی صداقت اعمال سے پرکھی جاتی ہے اور روزانہ زندگی پر منحصر ہے۔ اعمال، انسان کا مقام ظاہر کرتے ہیں۔ الفاظ اس کے مطابق ہونے چاہئیں جو مشیتِ الٰہی کی زبان سے الواح میں ثبت ہیں"

(دزڈم آف عبدالبہا)

بہائی کسی حالت میں بھی اپنے خیالات کو زبردستی انھیں نہ منائے گا جو

Marfat.com

سُننا نہیں چاہتے۔ وہ لوگوں کو ملکوتِ خداوندی کی جانب جذب کریگا۔ لیکن ہانک کر انھیں اس میں نہ لے جائے گا۔ وہ اس نیک گڈریہ کی طرح ہوگا جو اپنے ریوڑ کی رہنمائی کرتا ہے اور اپنے ترانوں سے اپنی بھیڑوں کو محظوظ کرتا ہے نہ اس کی طرح جو پیچھے سے ڈنڈے اور کُتّے کے ساتھ انھیں ہانکتا ہے۔ بہاؤ اللہ کلماتِ مکنونہ میں فرماتے ہیں:۔

"اے پسر تراب! دانا وہ ہیں جو جب تک سننے والا نہیں پاتے لب کشائی نہیں کرتے۔ جس طرح ساقی تب تک جام پیش نہیں کرتا جب تک کوئی اس کا طالب نہیں ہوتا۔ اور عاشق اپنے دل کی تہ سے نالہ و فغاں نہیں کرتا جب تک وہ معشوق کے جمال کو دیکھ نہیں لیتا۔ دل کی پاک زمین میں دانائی کے بیج بو اور ان کو چھپائے رکھ جب تک کہ عرفانِ الٰہی کے پھول دل سے اُگ آئیں نہ کہ گِل سے۔"

لوحِ اشراقات میں فرماتے ہیں:۔

"اے اہلِ بہاء! تم محبت کے مطالع اور عنایتِ الٰہی کے مشارق ہو اپنی زبان کو طعن و تشنیع اور لعنت ملامت سے آلودہ نہ کرو۔ جو کچھ تمھارے پاس ہے (یعنی صداقت) اُسے ظاہر کرو اگر قبول ہو تو مراد حاصل ہو گئی ورنہ انکار کرنے والے کو ملامت کرنا یا اس کے دَرپے ہو جانا بے فائدہ ہے۔ اسے اس کے حال پہ چھوڑ دو اور تم خدائے مہیمن و قیوم کی طرف متوجہ رہو کسی کے ادنیٰ رنج کا بھی باعث نہ بنو۔ فساد و نزاع کا تو

Marfat.com

ذکر ہی کیا۔ امید ہے کہ تم عنایتِ الٰہی کے درخت کے سایہ تلے پرورش پاؤ اور خدا کی مشیّت کے مطابق عمل کرو۔ تم سب ایک ہی درخت کے پتے اور ایک ہی سمندر کے قطرے ہو۔" بہاء اللہ فرماتے ہیں:۔

اخلاق و آداب

"اے اللہ والو! تمہیں ادب کی نصیحت کرتا ہوں۔ فی الحقیقت ادب تمام خوبیوں کا سردار ہے۔ مبارک ہے وہ جو راستی کی چادر سے ملبوس اور ادب کے نور سے منوّر ہے۔ ادب و تعظیم سے آراستہ شخص ایک بڑے مقام کا مالک ہے۔ امید ہے کہ یہ مظلوم اور سب لوگ اس سے فائز ہوں گے اور اس پہ قائم رہیں گے اور اس کا لحاظ رکھیں گے اسمِ اعظم کی قلم سے یہ اٹل حکم جاری ہوا ہے" (لوح العالم)

آپ بار بار اصرار فرماتے ہیں:۔

"تمام دنیا کی اقوام روح و ریحان سے ایکدوسرے کے ساتھ ملیں جلیں۔ اے لوگو تم تمام ادیان کے لوگوں کے ساتھ روح و ریحان سے ملو جلو۔"

عبدالبہاء بہائیانِ امریکہ کو ایک لوح میں فرماتے ہیں:۔

"خبردار خبردار۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی کا دل دکھاؤ۔ خبردار خبردار! ایسا نہ ہو کہ تم کسی فرد کو ستاؤ۔ خبردار خبردار ایسا نہ ہو کہ تم کسی شخص سے نامہربانی سے پیش آؤ۔ خبردار خبردار۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی متنفس کی مایوسی کا سبب ہو۔"

اگر کوئی کسی کے دل دکھانے کا باعث یا کسی نفس کی مایوسی کا سبب ہو اس کے لئے یہ بہتر ہے تا کہ وہ زمین پر چلنے کی بجائے اپنے آپ کو

Marfat.com

اس کی گہرائیوں میں جا چھپاتا ۔"

آپ تعلیم فرماتے ہیں کہ جس طرح پھول، غنچہ میں پوشیدہ ہے اسی طرح ہر انسان کے دل میں خدا کی طرف سے ایک روح ودیعت ہے۔ خواہ اس کا ظاہر کیسا ہی بدصورت اور درشت کیوں نہ ہو۔ سچا بہائی اس لئے ہر انسان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریگا جیسا مالی ایک کیاب و نازک پودے کے ساتھ کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اُس کی بے تابانہ مداخلت کسی طرح بھی غنچہ کو پھول نہیں بنا سکتی۔ صرف قدرتی دھوپ ہی ایسا کر سکتی ہے۔ اس لئے اس کا مقصد، اس کی کوشش صرف یہی ہوتی ہے کہ وہ اس حیات بخش دھوپ کو ہر تاریک دل اور گھر میں پہنچائے

پھر عبدالبہاء فرماتے ہیں :-

بہاءاللہ کی تعلیمات میں سے ایک تعلیم ہر انسان سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ ہر حالت میں عفو کو مدنظر رکھے۔ اپنے دشمن سے محبت کرے اور اپنے بدخواہ کو اسی نظر سے دیکھے جس نظر سے اپنے خیرخواہ کو دیکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک دوسرے کو اپنے خیال سے اپنا دشمن سمجھے اور پھر اس کی برداشت کرے اور اس کے ساتھ تحمل سے پیش آئے۔ یہ مکاری ہے۔ اصلی محبت نہیں۔ تمھیں تو لازم ہے کہ تم اپنے دشمنوں کو دوست سمجھو۔ اپنے بدخواہوں کو اپنا خیرخواہ جانو۔ اور اُن سے ویسا ہی سلوک بھی کرو۔ تمھاری محبت، تمھاری مہربانی سچی ہونی چاہئے۔ فقط تحمل ہی کافی نہیں۔ کیونکہ تحمل اگر دل سے نہ ہو تو مکاری اور بناوٹ ہے۔" (... [illegible])

ایسی نصیحتیں اُس وقت تک سمجھ میں نہیں آتیں جب تک ہم یہ محسوس نہ کریں کہ اگرچہ اذنی اور ظاہری طور پہ کوئی انسان ہم سے دشمنی کرے لیکن ہر شخص ... باطن

رُوحانی طبیعت ہے جو اصل انسان ہے اور جس سے سوائے محبت اور خیر خواہی کے اور کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ اپنے پڑوسی کے اسی اصلی اور باطنی انسان کی طرف ہمارے خیال اور ہماری محبت کو راجع ہونا چاہئے۔ جب باطنی انسان حرکت میں آتا ہے تو ظاہری انسان خود بخود بدل جاتا اور نیا بن جاتا ہے۔

چشم خطا پوش بہائی تعلیمات کسی مضمون کو بھی ایسے تحکم اور تاکید سے بیان نہیں کرتیں جیسی کہ عیب جوئی اور غیبت سے پرہیز کرنے کو بیان کرتی ہیں۔ مسیح نے بھی اس مضمون پر نہایت زور دیا ہے۔ مگر اب لوگ "پہاڑی وعظ" کو عام طور سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ "یہ کامل نصیحتیں" ایسی ہیں جن پر عمل کرنے کی توقع ایک معمولی عیسائی سے نہیں کی جا سکتی۔

بہاء اللہ اور عبد البہاء دونوں نے نہایت وضاحت سے یہ دکھا دیا ہے کہ اس مضمون پر جو کچھ انھوں نے فرمایا ہے وہ ہر ایک بہائی پر فرض ہے۔ کلمات مکنونہ میں آیا ہے:-

"اے پسر انسان: جب تک تو خود خطا کار ہے کسی انسان کے گناہوں کا ذکر نہ کر۔ اگر تو اس حکم کے خلاف کرتا ہے تو تو میرا نہیں۔ اس کا میں خود گواہ ہوں۔"

"اے پسر وجود! کسی نفس کی طرف وہ نسبت نہ لگا جو تو اپنے لئے لگانی نہیں چاہتا۔ اور وہ بات کرنے کے لئے مت کہہ جو تو خود نہیں کرتا۔ یہ تیرے لئے میرا حکم ہے اس کی اطاعت کر۔"

عبد البہاء نے فرمایا ہے:-

"ہمیں دوسروں کی خطاؤں کے بارے میں خاموش رہنا چاہئے۔ اُن کیلئے دُعا کرنی چاہئے۔ اُن کی مدد کرنی چاہئے اور مہربانی کے ذریعہ اُن کی خطاؤں

Marfat.com

کو درست کرنا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ہمیشہ نیکیوں کو دیکھیں اور بدیوں پر نگاہ نہ کریں۔ اگر کسی شخص میں دس نیکیاں ہیں اور ایک بدی تو ہمیں لازم ہے کہ ہم اُن دس کو دیکھیں اور ایک کو بھول جائیں۔ اور اگر کسی شخص میں دس بدیاں ہیں اور ایک نیکی تو ہمیں چاہیے کہ اُس ایک نیکی کو دیکھیں اور دس بدیوں کو بھول جائیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم کبھی بھی کسی دوسرے کے بارے میں کوئی نا ملایم کلمہ نہ کہیں۔ خواہ وہ شخص ہمارا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔"

ایک امریکن بہائی کو آپ لکھتے ہیں :-

"بد ترین انسانی خصلت اور سب سے بڑا گناہ غیبت ہے۔ خاصکر اس وقت جب خدا کے دوستوں کی زبانوں سے نکلے۔ اگر کچھ وسائل ایسے نکل آئیں جس سے غیبت کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں اور خدا کے دوست ایکدوسرے کی مدح و تعریف میں لب کشائی کریں تو حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات پھیل جائیں۔ قلوب روشن ہوں۔ ارواح پُرانوار ہوں اور عالم انسان ابدی بہبودی سے فائز ہو۔" (رشادات دی ویسٹ جلد ۴ صفحہ ۱۹۲)

انکسار ہمیں اس حکم کے ساتھ ہی کہ ہم دوسروں کی خطاؤں سے چشم پوشی کریں اور فقط اُن کی نیکیوں کو دیکھیں یہ حکم بھی ایسی ہی تاکید سے ملا ہے کہ ہم اپنی خطاؤں کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور اپنی نیکیوں کو کسی حساب میں نہ لائیں کلماتِ مکنونہ میں فرمایا ہے :-

" اے پسرِ ہستی! تو کیوں اپنے نفس کی خطاؤں کو بھول کر دوسرے کے نفس کی خطاؤں کو یاد کر رہا ہے۔ جو ایسا کرتا ہے اس پر میرا عتاب ہے۔"

" زبان میری یاد کے لئے مخصوص ہے، اُسے غیبت سے آلودہ نہ کرو۔ اگر

Marfat.com

نفسِ ناری تم پر غلبہ کرے تو اپنے نفس کے عیوب یاد کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔ نہ میرے بندوں کی غیبت کرنے میں۔ کیونکہ تم میں کا ہر ایک میرے بندوں کے نفوس کی نسبت اپنے نفس سے زیادہ واقف اور آگاہ ہے۔"

عیسائیوں سے خطاب کرتے ہوئے عبدالبہاء نے فرمایا ہے :۔

"تمہاری زندگی ملکوتِ مسیح کا بروز ہو۔ وہ خدمت کرانے نہیں بلکہ خدمت کرنے آیا تھا۔ ..... بہاء اللہ کے دین میں سب خادم اور خادمہ۔ بھائی اور بہن ہیں۔ جوں ہی کوئی اپنے آپ کو دوسروں سے ذرا اعلیٰ اور افضل محسوس کرنے لگتا ہے وہ ایک خطرناک حالت میں پڑتا ہے اور جب تک وہ اس برے خیال کے بیج کو دل سے نکال کر دور نہیں پھینک دیتا وہ ملکوت کی خدمت کے لائق نہیں ہوتا۔"

"اپنے آپ سے ناراضگی ترقی کی نشانی ہے۔ وہ نفس جو اپنے سے راضی ہے شیطان کا مظہر ہے۔ اور وہ جو اپنے سے راضی نہیں رحمان کا مظہر ہے۔ اگر کوئی ہزار نیکیوں کا بھی مالک ہو تو چاہیئے کہ وہ ان کا خیال نہ کرے بلکہ ہمیشہ اپنی کمزوریوں اور خامیوں کے معلوم کرنے کی کوشش میں لگا رہے ...

.... انسان خواہ کتنی ہی ترقی کرے تو بھی وہ نامکمل ہی رہتا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ وہ اپنے سامنے اپنے مقام سے اعلیٰ مقام کو دیکھتا ہے۔ اور جوں ہی وہ اس اعلیٰ مقام کو دیکھتا ہے اپنے آپ سے ناراض ہو جاتا ہے اور اس مقام تک

Marfat.com

پہنچنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔ خودستائی، خودغرضی کا نشان ہے۔ (احمد سہراب کی ڈائری ۱۹۰۴ء)

اگرچہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم خلوص دل سے اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔ مگر پادریوں یا دوسروں کے پاس اپنے گناہوں کے اظہار وغیرہ کو سختی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ لوح بشارات میں آیا ہے :-

"عاصی (گنہگار) کے لئے لازم ہے کہ ایسی حالت میں جب وہ اپنے آپ کو غیر اللہ سے فارغ اور آزاد دیکھے تو اپنے گناہ کی معافی اور بخشش مانگے۔ بندوں کے پاس خطاؤں اور گناہوں کا اظہار جائز نہیں۔ کیونکہ یہ خدا کی معافی اور بخشش کا سبب نہیں ہے۔ بلکہ ایسا اقرار لوگوں میں ذلت و حقارت کا سبب ہوتا ہے۔ اور خدائے بزرگ و برتر اپنے بندوں کی ذلت پسند نہیں فرماتا۔ بیشک وہ شفیق و مہربان ہے۔ گنہگار کے لئے فرض ہے کہ وہ اپنے اور خدا کے درمیان اس کے بحرِ رحمت سے رحمت طلب کرے اور اس کے آسمانِ بخشش سے معافی مانگے۔"

راستبازی اور امانت

لوحِ طرازات میں حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں۔

"بیشک امانت تمام اہل زمین کے لئے امن کا دروازہ ہے اور خدائے رحمٰن کے حضور سے عزت کا نشان ہے۔ جو اسے پالیتا ہے وہ ... دولت و ثروت کے خزانوں کو پالیتا ہے۔ امانت نوع انسان کی حفاظت اور ان کے امن کے لئے سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ہر کام کی پختگی کا انحصار ہمیشہ سے اسی پر رہا ہے اور عزت و جلال اور غنا کے جہان اسی نور سے منور ہیں۔ اے اہل بہا امانت تمہارے بدنوں کے لئے نہایت اعلیٰ لباس ہے۔ اور تمہارے سروں کے لئے تاج ...

Marfat.com

چمکدار تاج ہے۔ اپنے قادرِ مطلق حکم دینے والے کے حکم سے اِس پہ قائم رہو۔"

پھر فرمایا :-

" ایمان دراصل الفاظ کو گھٹاتا اور اعمال کو بڑھاتا ہے۔ جس کے الفاظ اس کے اعمال سے بڑھ گئے اُسے جاننا چاہئے کہ اُس کا نہ ہونا اُسکے ہونے سے بہتر اور اُس کی موت اُس کی زندگی سے خوشتر ہے۔"

عبدالبہاء نے فرمایا :-

راستگوئی انسان کی تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ سچائی کے بغیر روح کے لئے تمام جہانوں میں ترقی و کامیابی ناممکن ہے۔ جب یہ پاک صفت انسان میں راسخ ہو جاتی ہے تو تمام دوسری نیک خصلتیں اُس میں پیدا ہو جاتی ہیں " (انگریزی الواح عبدالبہاء جلد ۲ ص۴۵۹)

سچائی اور امانت کا نور تمھارے چہروں سے چمکے تاکہ سب جان جائیں کہ تمھارا قول کاروبار میں ہو یا تفریح و تفنن میں اعتبار کے قابل اور یقین کے لائق ہے۔ خود کو بھول جاؤ اور سب کے لئے محنت کرو " (لندن کے بہائیوں کو پیغام اکتوبر ۱۹۱۱ء)

خود شناسی

حضرت بہاء اللہ بار بار اس بات کی ہدایت فرماتے ہیں کہ انسان اُن کمالات کو جو اُس میں پوشیدہ ہیں پوری طرح ظاہر کرے۔ یعنی اُس حقیقی اندرونی نفس کو جو محدود بیرونی نفس سے علیحدہ ہے۔ بیرونی نفس زیادہ سے زیادہ ایک ہیکل ہے اور اکثر حقیقی انسان کے لئے ایک قید خانہ ہے۔ کلماتِ مکنونہ میں فرمایا ہے :-

" اے پسرِ وجود ! قدرت کے ہاتھوں سے میں نے تجھے بنایا ہے اور طاقت کی انگلیوں سے تجھے پیدا کیا ہے۔ اپنے نور کا جوہر میں نے تجھ میں رکھا ہے۔ اس لئے اس کے سوا اور کسی چیز پہ بھروسہ نہ رکھ۔

Marfat.com

کیونکہ میری صنعت کامل اور میرا حکم نافذ ہے۔ اس میں شک نہ لا اور کسی شبہ کو جگہ نہ دے۔"

"اے پسرِ روح! میں نے تجھے غنی پیدا کیا پھر تو کیوں اپنے آپ کو مفلس بناتا ہے۔ میں نے تجھے شریف بنایا۔ پھر تو کیوں اپنے آپ کو رذیل کرتا ہے۔ جوہرِ علم سے میں نے تجھے ظاہر کیا۔ پھر تو کیوں میرے سوا کسی اور کو ڈھونڈتا ہے۔ محبت کی مٹی سے میں نے تجھے گوندھا پھر تو کیوں دوسرے کا گرویدہ ہے۔ اپنی نگاہ کو اپنے میں پھیر تاکہ تو مجھے اپنے میں قائم۔ قادر۔ مقتدر اور قیوم پائے۔"

"اے میرے بندے! تو ایک پُر جوہر تلوار کی مثل ہے جو ایک تاریک غلاف میں چھپی ہوئی ہو اور اس لئے اس کی قدر جوہریوں پر پوشیدہ رہے۔ پس نفس و ہویٰ کے غلاف سے باہر آ۔ تاکہ تیرا جوہر اہلِ جہان پر ظاہر اور روشن ہو جائے۔"

"اے میرے دوست! تو میرے آسمانِ قدس کا آفتاب ہے۔ اپنے آپ کو دُنیوی آلایش سے آلودہ نہ کر۔ غفلت کے پردے کو پھاڑ تاکہ بے پردہ و بے حجاب بادل کے پیچھے سے باہر آئے اور تمام موجودات کو زندگی کی خلعت سے آراستہ کرے۔"

جس زندگی کی طرف حضرت بہاء اللہ اپنے پیروؤں کو بلاتے ہیں وہ فی الحقیقت ایسی اعلیٰ شرافت کی زندگی ہے کہ انسانی امکان کے وسیع سلسلہ میں اُس سے بڑھکر کوئی مقام نہ تو اونچا ہے اور نہ خوبصورت ہے کہ انسان اُس کے حاصل کرنے کا متمنی ہو۔ اپنے آپ میں روحانی نفس کی شناخت سے مراد اُس اعلیٰ صداقت کی شناخت ہے کہ ہم خدا سے ہیں اور خدا ہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔

Marfat.com

یہ خدا کی طرف لوٹنا ہر بہائی کی سشاندار منزلِ مقصود ہے۔ اس منزلِ مقصود تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے برگزیدہ مظاہر کی اطاعت کریں۔ خصوصاً اس کے اس مظہر کی جس کے دور میں ہم رہ رہے ہیں۔ اور وہ بہاء اللہ ہے جو نئے دور کا مظہر الٰہی ہے ۔

Marfat.com

چھٹا باب

دُعا یا نماز

"نماز ایک سیڑھی ہے جس کے ذریعے
ہر کوئی آسمان تک پہنچ سکتا ہے۔" (حضرت محمد)

خُدا کے ساتھ مکالمہ حضرت عبدالبہاؔ فرماتے ہیں کہ :-

"دعا یا نماز خدا کے ساتھ راز و نیاز ہے۔"

اپنی مشیّت کو ظاہر کرنے کے لئے خدا اپنے بندوں کے ساتھ ایسی زبان میں کلام فرماتا ہے جسے وہ سمجھ سکتے ہوں۔ اور یہ وہ اپنے پاک نبیوں کے ذریعے کرتا ہے۔ جب تک یہ نبی اِس دنیا میں جسم کے ساتھ زندہ رہتے ہیں۔ وہ لوگوں کے ساتھ روبرو بات چیت کرتے ہیں اور۔ اُن کی غیبت یا صعود کے بعد ان کا پیغام لوگوں کو اُن کے لکھے ہوئے کلام اور کتابوں کے ذریعہ پہنچتا رہتا ہے۔ مگر یہی ایک ذریعہ نہیں جس کے ساتھ خدا انسانوں سے بات چیت کرتا ہے۔ ایک روحانی زبان بھی جو بولنے یا لکھنے کی محتاج نہیں۔ جس کے ذریعے خدا حقیقت کے متلاشیوں سے ہمکلام ہوتا اور انھیں الہام کرتا ہے۔ یہ لوگ خواہ کہیں بھی ہوں اور اُن کی قوم اور زبان خواہ کچھ ہی ہو۔ اسی زبان کے ذریعے ظہورِ الٰہی اس مادی دنیا سے گذر جانے

Marfat.com

Marfat.com

اور روشنائی سوائے سیاہی کے اور کچھ پھل نہیں دیتی ..... اہلِ حال کی حالت کا حال دل سے ہی دِل کو بتایا جاسکتا ہے۔ قاصد کا یہ کام نہیں اور نہ ہی خطوط میں اس کی گنجائش ہوسکتی ہے۔"

حالتِ خضوع

اس روحانی حالت کو حاصل کرنے کے بارے میں جس میں ہم خدا سے بات چیت کرسکتے ہیں۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:-

"اِس حالت کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں دُنیا کے کُل لوگوں اور چیزوں سے کُلی انقطاع حاصل کرکے خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اس میں شک نہیں کہ اس حالت کو حاصل کرنے کے لئے جد و جہد کی ضرورت ہے۔ مگر ہمیں اس کے لئے محنت و مشقت کرنی چاہئے۔ ہم اسے اس طرح حاصل کرسکتے ہیں کہ ہم دُنیوی اور مادی چیزوں کا کم خیال کریں اور روحانی چیزوں کا زیادہ۔ جتنا ہم ایک سے دور ہوتے جائیں گے دوسری کے نزدیک ہوتے چلے جائیں گے۔ کرنا یا نہ کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔

ہماری روحانی بصیرت اور باطنی آنکھیں کھلنی چاہئیں تاکہ ہم خداوند کی رُوح کی آیات اور بینات ہر چیز میں دیکھ سکیں۔ ہر چیز ہمیں رُوح کے نور کا پرتو دکھا سکتی ہے۔"

(مس ایتھل جے روزنبرگ کے ساتھ گفتگو میں فرمایا)

حضرت بہاء اللہ لکھتے ہیں:-

"ایک متلاشی کو ہر صبح خدا سے راز و نیاز کرنا چاہئے اور اپنی ساری طاقت سے اپنے محبوب کی تلاش میں ثابت قدم رہنا چاہئے۔ لیکن ہر کثیف خیالات کو محبوب کے پیارے ذکر کی آگ سے جلا دینا چاہئے۔" (... ص ٢٦٥)

اسی طرح حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:-

Marfat.com

پھر حضرت عبدالبہاء نے فرمایا :-

" دعا مانگتے وقت ہمیں ایسی چیز کی ضرورت پڑتی ہے جس پر ہم اپنی توجہ کو جمع کر سکیں۔ جب ہم خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ہمیں اپنے دل کو کسی مرکز کی طرف لگانا پڑتا ہے۔ اگر ایک شخص خدا کی بندگی اس کے ظہور کے بغیر کرنا چاہتا ہے تو اسے خدا کا کچھ نہ کچھ خیال باندھنا پڑتا ہے۔ یہ خیال خود اس کے دماغ کی اختراع ہوتا ہے۔ چونکہ محدود، لامحدود کو گھیر نہیں سکتا۔ اس لئے خدا اس طرح ایک محدود خیال سے گھیرا نہیں جا سکتا۔ جو کچھ انسان اپنے دل میں خیال کرتا ہے وہ اس خیال کو سمجھ سکتا ہے مگر جو وہ سمجھتا ہے وہ اس کا خدا نہیں ہو سکتا۔ خدا کا جو کچھ بھی خیال انسان گھڑتا ہے وہ محض اس کا تصور، خیال اور وہم و گمان ہوتا ہے۔ اس خیال اور اس قادر مطلق کے درمیان ایک ذرہ بھر بھی تعلق نہیں ہوتا۔

اگر کوئی خدا کو جاننا چاہتا ہے تو وہ اسے اس کے مکمل آئینے مثل حضرت بہاء اللہ اور حضرت مسیح میں دیکھے۔ ان آئینوں میں ہی وہ آفتاب الوہیت کو بخوبی دیکھ سکتا ہے۔

جس طرح مادی سورج کو ہم اس کی روشنی اور حرارت سے جان سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم روحانی سورج یعنی خدا کو جب وہ اپنے ظہور کی ہیکل سے اپنے صفات کی کاملیت۔ اپنے اسماء کے حسن اور اپنے نور کی روشنی کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے جان سکتے ہیں۔"

(۱۹۰۹ء میں مسٹر پرسی وڈ کاک سے عکہ میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا)

Marfat.com

پھر آپ فرماتے ہیں :-

"جب تک روح القدس کا وسیلہ درمیان میں نہیں ہوتا کوئی شخص خدا کی عنایات اور اُس کے فضل کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اس صریح صداقت کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اظہر من الشمس ہے کہ ایک بچہ استاد کے بغیر تربیت حاصل نہیں کر سکتا۔ زمین مینہ کے بغیر گھاس اور سبزے سے کبھی لہلہا نہیں سکتی۔

روشنی کا ایک مرکز ہے۔ اگر کوئی شخص اسے مرکز کی بجائے کسی اور جگہ تلاش کرتا ہے تو وہ اسے کبھی نہیں پا سکتا ...... ذرا مسیح کے زمانے کا خیال کریں۔ بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ بغیر مسیحائی فیوض کے وہ حقیقت کو پا سکتے ہیں۔ مگر ان کا یہ گمان ہی ان کی محرومیت کا باعث ہوا" (حضرت عبدالبہاء کی انگریزی الواح جلد ۳ صفحہ ۵۹۱-۵۹۲)

اُس شخص کی مثال جو خدا کی اُس کے ظہور کے بغیر پرستش کرنا چاہتا ہے اُس شخص کی مانند ہے جو اندھیری کوٹھڑی میں رہ کر اپنے تصور کے ذریعے آفتاب کی دھوپ کے مزے اُڑانے کی کوشش کرتا ہے۔

دعا مانگنا یا نماز پڑھنا فرض اور لازمی ہے

بہائیوں کے لئے دعا مانگنا صریح اور اٹل لفظوں میں فرض قرار دیا گیا ہے کتاب اقدس میں فرمایا ہے "صبح اور شام کلام اللہ کی تلاوت تم پر فرض ہے جو لوگ اس فرض کو پورا نہیں کرتے وہ میثاقِ الٰہی اور عہدِ خداوندی سے بے وفائی کے مرتکب ہوتے ہیں اور وہ لوگ جو آج اس سے رُخ پھیرتے ہیں وہ ان میں سے ہیں جو خدا سے دور ہیں

اے اہل بہآء! خدا سے ڈرو۔

خبردار! کثرت قرأت اور رات دن اعمال میں مشغول رہنا بھی تمھیں مغرور اور متکبر نہ بنا دے۔ ایک آیت کو روح و ریحان سے پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم خدائے قادر مطلق کے سارے کلام کو بے پروائی سے پڑھو۔ الواح الہی کو اس حد تک پڑھو کہ اس سے تمھیں کسل یا تکان محسوس نہ ہو۔ اپنی روح پہ اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ یہ تھک کر پژمردہ ہو جائے بلکہ اسے تازہ کرو تاکہ یہ آیات کے بازوؤں سے پرواز کر کے مطلع بینات تک پہنچ جائے۔ اس سے تمھیں خدا کا قرب حاصل ہوگا۔ اگر تم ان میں سے ہو جو سمجھتے ہیں۔"

ایک خط کا جواب دیتے ہوئے حضرت عبدالبہآء فرماتے ہیں:۔

"اے روحانی دوست آپ کو معلوم ہو کہ نماز پڑھنا اور دعا مانگنا لازمی اور فرض ہے اور انسان کسی بھی وجہ سے اس سے معاف نہیں کیا گیا سوائے اس کے کہ وہ دیوانہ ہو یا ایسی باتیں اس کی سد راہ ہوں جن کا دور کرنا ناممکن ہو۔"

(الواح عبدالبہاء انگریزی جلد ۳ صفحہ ۶۸۳)

ایک اور سائل نے پوچھا ہم دعا کیوں مانگیں۔ اس میں بھلا کیا حکمت ہے خدا نے ہر ایک چیز بنائی ہے اور وہ اپنے سب کاموں کو بہترین ترتیب و نظام کے ساتھ پورا کرتا ہے۔ پھر اس سے التجا کرنے دعا مانگنے اور اپنی ضروریات بیان کر کے اس سے مدد مانگنے میں کیا حکمت ہے؟

حضرت عبدالبہاء نے جواب دیا:۔

Marfat.com

"واضح ہو کہ ایک عاجز کا ایک صاحبِ قوت سے ملتجی ہونا عین مناسب ہے اور ایک فضل کے طالب کا اُس فضل و جلال کے مالک سے مانگنا ہی درست ہے۔ جب انسان اپنے مالک کی طرف لوٹ کر تضرّع و زاری کرتا ہے اور اس کے بحرِ فضل سے اُس کے کرم کا جویا ہوتا ہے تو اُس کی یہ تضرّع و زاری اُس کے دِل کو نور سے بھر دیتی ہے۔ اُس کی بصیرت کو منوّر کرتی ہے۔ اُس کی روح کو زندگی اور اُس کے نفس کو بزرگی عطا کرتی ہے۔

جب آپ خدا سے یہ کہہ کر دُعا مانگتے ہیں کہ تیرا نام میرے لئے شفا ہے تو سوچیں کہ اُس وقت آپ کا دل کس قدر خوشی سے بھر جاتا ہے۔ آپ کی روح خدا کی محبت کے نفحات سے وجد میں آتی ہے اور آپ کا قلب ملکوتِ الٰہی کی طرف کھچتا ہے۔ ان جذبات سے انسان کی قابلیت اور لیاقت بڑھتی ہے۔ برتن کے بڑا ہونے سے پانی بھی بڑھ جاتا ہے اور جتنی پیاس زیادہ ہوتی ہے اُسی قدر بادل کا فیض انسان کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اس میں دُعا مانگنے اور اپنی ضروریات کو بیان کرنے کا راز مخفی ہے۔"

(ایک امریکن بہائی کے نام لوح جس کا ترجمہ علی قلی خاں نے اکتوبر ۱۹۰۸ء میں کیا)

دُعا محبت کی زبان ہے

ایک اور سائل کو جس نے پوچھا تھا کہ جب خدا سب کے دل کی خواہشات سے واقف ہے تو دُعا مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے جواب دیا:-

"اگر ایک دوست اپنے دوست سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ اگرچہ اس کو یہ علم ہے کہ اُس کا دوست اُس کی محبت سے

واقف ہے۔ مگر پھر بھی وہ اپنے پیار کو ظاہر کرنا چاہتا ہے.........
خدا بے شک سب کے دلوں کی خواہشات سے واقف ہے۔ مگر دُعا مانگنے کا جذبہ ایک فطری جذبہ ہے جو محبتِ الٰہی سے پیدا ہوتا ہے یہ ضروری نہیں کہ دعا لفظوں سے ہی مانگی جائے بلکہ خیال اور حال سے بھی مانگی جاتی ہے۔ اگر محبت اور شوق نہیں تو جبراً ان کو پیدا کرنا بیکار ہے۔ محبت کے بغیر الفاظ کچھ بھی نہیں۔ اگر کوئی شخص آپ سے اس طرح گفتگو کرے کہ وہ آپ سے گفتگو کرنا نہیں چاہتا اور آپ کی ملاقات سے اُسے کوئی لگاؤ یا مسرت نہیں تو کیا آپ ایسے شخص سے گفتگو کرنا پسند کریں گے؟"

(جون ۱۹۱۱ء کے فارشناشلی ریویو میں مس۔ ای۔ ایس سٹیونس کا مضمون)

ایک اور وقت دورانِ گفتگو میں آپ نے فرمایا:۔
"بہترین دُعا وہ ہے جو انسان صرف خدا کی محبت کی خاطر مانگتا ہے۔ نہ اس لئے کہ وہ اس سے ڈرتا ہے یا جہنم و عذاب کا اس کو خوف ہے یا بہشت اور ثواب کی اس کو امید ہے۔ جب ایک شخص کسی انسان کا عاشق ہوتا ہے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنے معشوق کا نام نہ لے پھر اُس شخص کو جو خدا کا عاشق ہو اس کا نام لینے سے باز رہنا کس قدر ناممکن ہے۔ ....روحانی انسان کو سوائے خدا کی یاد کے اور کسی چیز میں لطف نہیں آتا۔

(آلار ایشن اور دیگر زائرین جو نومبر اور دسمبر ۱۹۱۱ء میں آپ سے ملاقات کی ڈائری)

دُعا یا عبادت باجماعت ان کر دُعا مانگنے یا نماز باجماعت کے بارے میں حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

"ایک شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ میں جب چاہوں خدا سے دُعا مانگ سکتا ہوں خصوصاً اس وقت جب میرا دل خدا کی طرف کھچا ہوا ہو۔ اس وقت خواہ میں بیابان میں ہوں یا شہر میں یا اور کسی جگہ۔ میں وہاں کیوں جاؤں جہاں اور لوگ بھی ایک خاص دن اور ایک خاص وقت دُعا مانگنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ حالانکہ میری حالت اس وقت ایسی نہیں ہے کہ میں دعا مانگوں"

اس قسم کے خیال کرنا بیہودگی ہے کیونکہ جہاں بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں وہاں اثر زیادہ ہوتا ہے۔ علیحدہ علیحدہ سپاہی اکیلے لڑتے ہوئے ایک متحدہ فوج کی سی قوت نہیں رکھتے۔ اس روحانی جنگ میں اگر سب سپاہی اکٹھے ہو کر لڑیں تو ان کے متحدہ رُوحانی خیالات ایکدوسرے کی مدد کرتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں"

(سن ایجل جے رونڈ برگہ کی ڈائری سے)

مذکورہ بالا بیانات میں جو حضرت عبدالبہار نے مل کر عبادت کرنے یا دعا مانگنے کے متعلق یہ فرمایا کہ ایسا کرنے سے رُوح قوت پاتی ہے اس سے آپ یہ تعلیم نہیں دیتے کہ نماز با جماعت فرض قرار دی گئی ہے۔ حضرت بہاء اللہ نے جس نماز کو نازل فرما کر فرض قرار دیا ہے وہ انفرادی طور پڑھی جاتی ہے۔ بہائی تعلیمات نماز باجماعت کی تلقین نہیں کرتیں۔ البتہ جنازہ کی نماز باجماعت پڑھنے کا حکم ضرور نازل ہوا ہے۔

بلاؤں سے نجات

انبیاء کی تعلیمات کے مطابق بیماری اور تمام دوسری آفتیں خدا کے احکام کی نافرمانی سے وارد ہوتی ہیں۔ حضرت عبدالبہار فرماتے ہیں کہ سیلاب۔ طوفان اور بھونچال کا بھی ضمنی سبب یہی ہے۔ مگر گناہ کے بعد جو مصیبت آتی ہے اس سے بدلہ لینا مقصود نہیں ہوتا۔

Marfat.com

بلکہ یہ تربیت کرنے اور سبق دینے کے لئے ہوتی ہے۔ یہ انسان کے لئے خدا کی آواز ہوتی ہے جو یہ کہتی ہے کہ وہ صراطِ مستقیم سے بھٹک گیا ہے اگر تکلیف زیادہ ہوتی ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ گناہ کرنے کا خطرہ اور بھی زیادہ ہیبت ناک ہے۔ کیونکہ "گناہ کی مزدوری موت ہے"۔

پس جس طرح مصیبت نافرمانی کا نتیجہ ہے، اسی طرح نجات فرمانبرداری کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ خدا سے منہ موڑنا ہمیشہ مصیبت اور بلا کا سبب ہوتا ہے۔ اور خدا کی طرف متوجہ ہونا لازماً اس کی رحمت اور کرم کا باعث ہے۔ اور چونکہ کل نوعِ انسان ایک جسم کی مانند ہے۔ اس لئے کسی شخص کی بہتری اور بہبودی صرف اس کے اپنے رویہ پر منحصر نہیں بلکہ اس کے پڑوسیوں کے رویہ کا بھی اس میں بہت سا دخل ہے۔ اگر ایک شخص غلطی کرتا ہے تو سب کے سب کم و بیش تکلیف میں پڑ جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر ایک آدمی کوئی اچھا کام کرتا ہے تو سب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہر شخص کو ایک حد تک اپنے پڑوسی کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ اور بہترین انسان وہ ہے جو سب سے بڑا بوجھ اٹھاتا ہے۔ اولیاء اللہ نے ہمیشہ بہت بڑی بڑی تکلیفیں سہی ہیں۔ انبیاء نے ایسی تکلیفیں برداشت کیں جو کسی نے بھی برداشت نہیں کیں۔ حضرت بہاء اللہ کتاب ایقان میں فرماتے ہیں:-

"آپ نے سنا ہی ہے کہ ہر ایک نبی اور اس کے اصحاب نے کیسی کیسی تکلیفیں سہی ہیں جیسے مفلسی، بیماری اور حقارت اور کس طرح ان کے ماننے والوں کے سر بطور تحفہ شہروں کو بھیجے گئے"۔

اس کا سبب یہ نہیں کہ اولیاء اور انبیائے الٰہی دوسرے لوگوں کی طرح سزا کے مستوجب ہوتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ دوسروں کے گناہوں کے بدلے تکلیف اٹھاتے ہیں اور خود اس تکلیف کو دوسروں کی خاطر پسند فرماتے ہیں۔ ان کا

Marfat.com

مُدعا اپنی نہیں بلکہ دنیا کی بھلائی کرنا ہوتا ہے۔ نوعِ انسان کے عشاق کی دُعا یہ نہیں ہوتی کہ وہ خود مفلسی۔ بیماری اور بلا سے بچیں بلکہ وہ تو یہ دعا مانگتے ہیں کہ سب انسان جہالت اور گناہ اور اُن کے بُرے نتائج سے چھوٹ جائیں۔ اگر یہ لوگ اپنے لئے صحت اور دولت کے طلبگار ہوتے ہیں تو اس سے اُن کا مدعا خدا کی بادشاہت کی خدمت کرنا ہوتا ہے۔ اور اگر جسمانی صحت اور دُنیوی دولت اُنہیں نہیں دی جاتی تو وہ نہایت خالص خوشی سے اپنی قسمت پر شاکر رہتے ہیں۔ ان کو اس بات کا کامل یقین ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں جو کچھ اُن پر وارد ہوتا ہے وہ عینِ حکمت اور سراسر بہتری ہے۔

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:۔

" رنج وغم محض اتفاقاً ہم پر وارد نہیں ہوتے۔ خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے ہماری تکمیل کے لئے ہمیں بھیجتا ہے۔ جب رنج وغم آتا ہے تو انسان اپنے باپ کو جو آسمان پر ہے یاد کرتا ہے جو اُسے ذلت سے نجات دے سکتا ہے۔ جس قدر ایک شخص کو دکھ پہنچتا ہے۔ اُسی قدر زیادہ وہ روحانی خوبیوں کے پھل ظاہر کرتا ہے" (پیرس ٹاکس ۵۴)

بادی النظر میں یہ انصاف سے بعید معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجرم کی بجائے ایک بے گناہ تکلیف اُٹھائے۔ لیکن حضرت عبد البہاء ہمیں اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ یہ ظلم صرف ظاہر میں ہی ہوتا ہے اور آخر کار کامل انصاف ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

" ننھے بچوں اور ضعیفوں کے بارے میں جو ظالموں کے ظلم کا نشانہ بنتے ہیں ...... ۔ ان ارواح کو ایک دوسری دنیا میں اجر ملتا ہے ...... زحمت درحقیقت خدا کی ایک بہت بڑی رحمت ہے۔ میں سچ سچ

Marfat.com

کہتا ہوں خدا کی وہ رحمت اس دنیائے فانی کی تمام راحتوں، ترقیوں اور عیش و آرام سے کہیں بڑھا چڑھا کر ہے۔"

(الواح حضرت عبدالبہاء انگریزی جلد دوم صفحہ ۴۴۳)

دعا اور قانون قدرت

اکثر لوگوں کو یہ یقین کرنے میں کہ دعا میں اثر ہے مشکل پیش آتی ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ دعا کے قبول ہونے سے قوانین میں مداخلت بیجا واقع ہوگی۔ مفصلہ ذیل مثال اس مشکل کو دور کر دے گی۔ اگر ہم مقناطیس کو لوہے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کے اوپر پکڑ رکھیں تو یہ ٹکڑے اڑ اڑ کر اس کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں۔ مگر جذب ثقیل کی قوت میں بھی کوئی مداخلت واقع نہیں ہوتی۔ جذب ثقیل لوہے کے ٹکڑوں پہ پہلے کی طرح ہی عمل پیرا ہوتی ہے۔ ہوا صرف یہ کہ اس سے اعلیٰ ایک قوت کارپرداز کی گئی ہے۔ جس کا عمل بھی ایسا ہی باقاعدہ اور مقررہ ہے جیسا کہ جذب ثقیل کا ہے۔ اہل بہا کا عقیدہ ہے کہ دعا ان اعلیٰ قوتوں کو حرکت میں لاتی ہے جو نسبتاً اس وقت بہت کم معلوم ہوتی ہیں۔ مگر یہ مان لینے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ یہ قوتیں اپنے عمل میں کسی قاعدہ کی پابند نہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہم نے ان کا اچھی طرح سے مطالعہ نہیں کیا اور تجربوں سے ان کی تفتیش نہیں کی۔ ہم اپنی لاعلمی کے سبب ان کا عمل سمجھ نہیں سکتے اور ہم اسے عقل سے باہر خیال کرتے ہیں۔

ایک اور مشکل ان لوگوں کی گھبراہٹ کا باعث ہوتی ہے۔ جن کا خیال ہے کہ دعا سے کمزور قوت وہ بڑے نتائج پیدا نہیں کر سکتی جو اکثر اس کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ یہاں بھی ایک مثال اس مشکل کو دور کرنے میں مدد دے گی۔

کسی ذخیرۂ آب کے جھرنے کو اگر ایک چھوٹی سی قوت لگا دی جائے تو وہ پانی کی بڑی قوت کو بلا وجود آزادی کے ضبط میں رکھ سکتی ہے۔ یا یہی چھوٹی سی قوت اگر

Marfat.com

جہاز کے سکان پر لگا دی جائے تو بڑے سے بڑے جہاز کو قابو میں رکھ کر اُسے اس کے راستہ پر چلا سکتی ہے۔ بہائی عقیدہ کے مطابق وہ قوت جو دُعا کو قبول کراتی ہے وہ خدا کی لامحدود قوت ہے۔ دُعا مانگنے والے کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ اپنی کمزور قوت سے فضلِ الٰہی کی روانی یا اس کے رَو کو چھیڑ دے۔ اس میں شک نہیں کہ خدا کا فضل ان لوگوں کے کام آنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے جنھوں نے یہ جان لیا ہے کہ وہ کس طرح اس سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

بہائی دُعائیں

حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء نے بے شمار دعائیں نازل فرمائی ہیں تاکہ ان کے ماننے والے مختلف وقتوں اور مختلف مقاصد کے لئے دُعا مانگ سکیں۔ اس کلام پاک کے معانی کی عظمت اور اس کی روحانیت کی گہرائی ہر سالکِ صادق کے دل پر ضرور اثر کرتی ہے۔ مگر اس کے معانی اور اس کی قوتِ نفوذ اسی وقت پوری طرح محسوس ہوتی ہے جب اس کا پڑھنا روزانہ زندگی کا ایک باقاعدہ اور اہم فریضہ کر لیا جاتا ہے۔ جگہ کی قلت ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ ہم ان مناجاتوں میں سے صرف چند ایک یہاں درج کریں۔ مگر ہمیں امید ہے کہ ناظرین ان کو پڑھ کر دوسری دعاؤں اور مناجاتوں کو اصل کتابوں سے پڑھنے کی کوشش کریں گے۔

"الٰہی! اپنے جمال کو میری غذا اور اپنے قرب کو میرا شربت بنا اپنی رضا میں مجھے فنا کر اور میرے اعمال تیرے احکام کے مطابق ہوں میری خدمت اور دعا تیری حضوری میں قبول ہو اور میرا عمل تیری توصیف و تمجید کا عنوان ہو۔ میں صرف تجھ سے ہی مدد کا طلبگار ہوں اور میرا گھر تیرے رہنے کا مقدس مقام ہو۔ بیشک تو ہر جگہ حاضر ناظر اور محبوب ہے" (حضرت بہاء اللہ)

Marfat.com

"اے میرے پروردگار! میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ تو نے مجھے اس لئے پیدا کیا ہے کہ میں تجھے پہچانوں اور تیری پرستش کروں۔ میں اس وقت اپنے عجز اور تیری قوت، اپنے فقر اور تیری غنا کا اقرار کرتا ہوں۔ بیشک تیرے سوا کوئی خدا نہیں۔ تو ہی ہے محافظ اور قیمومِ لم یزل۔"
(حضرت بہاء اللہ)

"الٰہی الٰہی! اپنے بندوں کے دلوں کو جوڑ اور ان پر اپنا مقصدِ عظیم ظاہر کر۔ وہ تیرے احکام کو ماننے والے اور تیری شریعت پر چلنے والے بنیں۔ اے پروردگار! ان کی جد و جہد میں تو ان کی مدد فرما۔ اور انھیں اپنی خدمت کی توفیق عطا فرما۔ انھیں ان کے حال پر مت چھوڑ۔ بلکہ نورِ معرفت کی طرف ان کی رہنمائی کر اور ان کے دلوں کو اپنی محبت سے مسرور کر۔ بیشک تو توفیق بخشنے والا اور مالک ہے۔" (حضرت بہاء اللہ)

"اے خدائے مہربان! تو نے کل نوعِ انسان کو ایک ہی مادہ سے پیدا کیا ہے۔ تیرا یہ حکم ہے کہ سب ایک ہی خانوادہ بن کر رہیں۔ تیرے مقدس حضور میں وہ سب تیرے بندے ہیں اور کل انسان تیرے عہد کے سایہ تلے محفوظ ہیں۔ سب تیرے دسترخوانِ فیض سے کھانے والے اور تیرے نورِ فضل سے منور ہیں۔"

"اے پروردگار! تو سب پر مہربان ہے اور سب کا پروردگار ہے سب کی پناہ ہے اور سب کو تو نے ہی زندگی عطا فرمائی ہے۔ تو نے ہی سب کو قوت و قابلیت عطا کی ہے اور سب تیری ہی رحمت کے سمندر میں غرق ہیں۔

اے مہربان خدا سب کو متحد کر۔ اپنے دین کو کل اقوام کا متفق۔

Marfat.com

وشفق کرنے والا بنا۔ تاکہ وہ ایکدوسرے کو ایک ہی خاندان کے افراد سمجھیں اور ساری زمین کو ایک گھر جانیں۔ اے خدا! سب کو کامل اتحاد کے ساتھ اکٹھا رہنے کی توفیق عطا فرما۔

الٰہی! وحدتِ الٰہی کے جھنڈے کو بلند کر۔ اے پروردگار! عالمگیر امن کو قائم کر۔ اے محبوب! سب کے دلوں کو آپس میں جوڑ دے۔

"اے مہربان باپ! اے خدا! اپنی ہدایت کے نور سے ہماری آنکھوں کو روشن کر۔ اپنے کلام کی شیرینی سے ہمارے کانوں کو لذت بخش۔ اور اپنی قدرت کے حصار میں ہم سب کو محفوظ رکھ۔ اے خدا! بیشک تو قادر، وتوانا۔ غفار۔ واحد لاشریک ہے۔ اور ہر انسان کی کمزوری میں اُس کا پردہ پوش اور محافظ ہے۔" (حضرت عبدالبہار)

"اے قادرِ مطلق! بیشک میں گنہگار ہوں اور تو آمرزگار ہے۔ میں خطاؤں کا پُتلا اور تو رحمت کا سرچشمہ ہے۔ معصیت کی تاریکیوں میں بھٹکنا میری عادت اور عفو وغفران تیری شان ہے۔ اے رحمٰن! میرے گناہوں کو بخشدے اور اپنے فیوضات مجھے عطا کر۔ میری کمزوریوں کو ڈھانپ اور مجھے پناہ بخش۔ اپنے تحمل و بردباری کے سمندر میں مجھے غرق کر اور میرے دُکھوں اور بیماریوں کو دور کر دے۔

مجھے پاک ومقدس بنا۔ اپنے نورِ تقدیس کا صدقہ کچھ مجھے بھی عطا کر تاکہ رنج وغم کا فور اور مسرت وشادمانی کا نزول ہو۔ یاس اور ناامیدی آس اور توکل سے بدل جائے اور خوف وہراس کی جگہ جرأت ودلجمعی نصیب ہو۔" (حضرت عبدالبہا)

"اے ربِ رحمٰن! مجھے ایک ایسا دل عطا کر جو آئینہ کی طرح تیرے نورِ محبت سے

Marfat.com

منوّر ہو اور مجھے ایسے خیالات بخش جو دنیا کو تیرے فیضِ روحانی کے ذریعے ایک گلشن میں بدل دیں۔ تو رحیم ہے۔ رحمٰن ہے اور ذوالفضل العظیم ہے

(حضرت عبد البہاء)

بہائی دعائیں اگرچہ بہت ضروری ہیں۔ لیکن یہ صرف مقررہ اور لکھے ہوئے الفاظ تک ہی محدود نہیں ہیں۔ حضرت بہاء اللہ کی تعلیم کے مطابق انسان کی ساری ہی زندگی دعا ہونی چاہیے۔ روزانہ کام کو صحیح ذوق وشوق سے کیا جائے تو یہ بھی نماز ہے۔ ہر ایک خیال، لفظ اور عمل جو خدا کے جلال کو بڑھانے اور بندوں کی خدمت کرنے میں صرف کیا جائے صحیح معنوں میں دعا و نماز ہے۔ [1]

---

[1] گناہوں کی بخشش مانگنے کی دعا کو گیارھویں باب میں دیکھیں۔

Marfat.com

ساتواں باب

صحت و شفاء

"خدا کی طرف توجہ کرنے سے روح۔ قلب اور بدن کو صحت حاصل ہوتی ہے۔"

(حضرت عبدالبہاء)

روح اور جسم بہائی تعلیمات کے مطابق انسانی جسم ارتقائے روح کے لئے ایک عارضی مقصد پورا کرتا ہے۔ اور جب یہ مقصد پورا ہو جاتا ہے تو اسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جس طرح انڈے کا خول چوزے کی نشوونما کے لئے ایک عارضی مقصد پورا کرتا ہے اور جب وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے تو یہ ٹوٹ جاتا ہے اور اسے ترک کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں کہ مادی جسم کے لئے بقا نہیں۔ کیونکہ یہ ایک مرکب چیز ہے جو ذرات اور عنصروں سے بنا ہوا ہے۔ اور تمام بنی ہوئی چیزوں کی طرح جب اس کا وقت آتا ہے تو بگڑ جاتا ہے۔

جسم کو روح کا خادم ہونا چاہئے۔ اسے اس کا مالک کبھی نہ بننے دینا چاہئے یہ مطیع۔ فرمانبردار۔ لائق خادم ہو۔ اور اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک بھی کیا جائے۔ جیسا ایک اچھے خادم کے ساتھ کرنا چاہئے۔ اگر اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا تو بیماری اور بلا کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس کا نتیجہ مالک اور خادم دونوں کے لئے

Marfat.com

برا ہوتا ہے۔

وحدتِ حیات

حیات کے انگنت درجات اور اس کی بیشمار شکلوں کی بنیادی وحدت حضرت بہاءاللہ کی اساسی تعلیمات میں سے ہے۔

ہماری جسمانی صحت، ہماری روحانی۔ اخلاقی اور قلبی صحت سے اور دیگر انسانوں کی انفرادی و اجتماعی صحت سے بلکہ حیوانات اور نباتات کی زندگی سے ایسی منسلک ہے کہ ایک کا دوسرے پر اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر اثر ہوتا ہے جو عام طور پر محسوس کیا جاتا ہے۔ اس لئے حضرت بہاءاللہ کا کوئی حکم خواہ وہ زندگی کے کسی شعبہ کے بارے میں ہو ایسا نہیں جس کا تعلق جسمانی صحت سے نہ ہو۔ مگر بعض تعلیمات میں جسمانی صحت کا خاص ذکر ہے اور ان تعلیمات کو ہم ذیل کی سطور میں پیش کرتے ہیں :-

سادہ زندگی

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں :-

" انسان کی خوش حالی کفایت شعاری پر مبنی ہے۔ فضول خرچ انسان ہمیشہ دکھ اٹھاتا ہے۔ بلکہ فضول خرچی ایک ناقابل معافی گناہ ہے ہمیں دوسروں پر بوجھ نہیں بننا چاہیئے۔ ہر شخص کو کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کرنا چاہیئے۔ وہ پیشہ چاہے دستکاری ہو یا ذہنی کام۔ اور ہر ایک کو پاک اور صاف۔ دلیرانہ اور دیانت دارانہ زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ اور دوسروں کے لئے پاکیزگی کا نمونہ بننا چاہیئے۔ باسی روٹی کے ٹکڑے پر قانع ہونا اس سے زیادہ شاندار ہے کہ دوسروں کی جیب سے آئے ہوئے روپے سے لذیذ و مزیدار کھانے کھائے جائیں۔ قانع آدمی کا قلب ہمیشہ مطمئن اور اس کے دل میں ہمیشہ سکون ہوتا ہے "

(بہائی ورلڈ جلد ۴ صفحہ ۴۵۳)

گوشت کھانے کی ممانعت نہیں۔ مگر ایک سادہ نباتی غذا پر بخیال ترحم اور صحت زور دیا گیا ہے۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں :-

Marfat.com

"آئندہ غذا پھل اور اناج ہوگی۔ ایک وقت آئے گا جب گوشت بالکل نہ کھایا جائے گا۔ علم طب بھی ابھی اپنے بچپن میں ہے تو بھی اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہماری قدرتی غذا وہ ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہے۔ (جولیا ایم گرنڈی کی کتاب مکر کی روشنی میں دس دن)

مسکرات اور منشیات

حضرت بہاء اللہ نے منشی اور مخدر اشیاء کو سوائے بیماری کی حالت میں بضرورت دوا پینے کے اور سب حالتوں میں حرام قرار دیا ہے۔

لذائذ

بہائی تعلیمات اعتدال پر زور دیتی ہیں۔ ریاضت شاقہ نہیں سکھاتیں۔ دنیا کی اچھی اور نفیس چیزوں کو حاصل کرنے کی نہ صرف اجازت ہی دیتی ہیں بلکہ ترغیب دیتی اور تلقین کرتی ہیں۔

حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں:۔

"اپنے آپ کو ان چیزوں سے محروم نہ کرو جو تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں"

ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ تم پر فرض ہے کہ بشاشت اور مسرت تمہارے چہروں سے ظاہر ہو۔"

حضرت عبد البہاء فرماتے ہیں:۔

"جو کچھ بھی پیدا کیا گیا ہے وہ انسان کے لئے ہے جو اشرف المخلوقات ہے اس کو خدا کی ان عنایات کے لئے شکر گذار ہونا چاہئے۔ تمام مادی چیزیں ہمارے لئے ہیں تاکہ شکر آمیز خضوع کے ذریعے ہم اپنی زندگی کو ایک خدائی عنایت سمجھنا سیکھ جائیں۔ اگر ہم زندگی سے متنفر ہوتے ہیں تو ہم ناشکری کرتے ہیں۔ کیونکہ ہماری مادی اور روحانی زندگی خدا کی رحمت کی روشن نشانیاں ہیں۔ پس ہمیں خوش رہنا چاہئے۔ اور اپنی زندگی کو دنیا کی

Marfat.com

تمام چیزوں کی قدر شناسی کے ساتھ گذارنا چاہیے۔" (ڈیوائن فلاسفی ص۱)

اس سوال کے جواب میں کہ جوئے اور لاٹریوں کی حرمت جو بہائی تعالیم نے کی ہے، کیا اس کا اطلاق سب قسم کے کھیلوں پر ہے؟

حضرت عبدالبہاء نے فرمایا:-

"نہیں بعض کھیل ایسے ہیں کہ اگر تفریح کے طور پر انھیں کھیلا جائے تو ان سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ مگر یہ ڈر ضرور ہے کہ تفریح کہیں تضیع اوقات نہ بن جائے۔ امراللہ میں وقت کو ضائع کرنے کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں۔ مگر تفریح مثلاً ورزش جو جسمانی قوت بڑھاتی ہے اس کی اجازت ہے۔" (ایک آسمانی نظارہ (انگریزی کتاب) ص۹)

پاکیزگی اور صفائی

حضرت بہاراللہ کتاب اقدس میں فرماتے ہیں:-

"انسانوں میں تم جوہر پاکیزگی بن کر رہو۔ ہر حالت میں تمہارے آداب و اطوار مہذب اور مجلی ہوں...... تمہارے کپڑوں پر کوئی میل کچیل کا نشان تک نہ ہو۔ پاک اور مصفی پانی میں نہاؤ۔ جو پانی ایک دفعہ استعمال ہو چکا ہے اس کو پھر استعمال کرنے کی اجازت نہیں...... بیشک ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمھیں زمین پر مظاہر فردوس بنے دیکھیں تاکہ تم سے وہ (نفحات) پھیلیں جن سے مقبلین کے دل خوش ہوں۔"

میرزا ابوالفضائل اپنی کتاب حجج البہیہ صفحہ ۸۹ میں ان احکام کی اہمیت کا ذکر فرماتے ہیں۔ خصوصاً مشرقی ممالک میں جہاں خانہ داری، نہانے حتیٰ کہ پینے کے لئے بہت غلیظ پانی استعمال کیا جاتا ہے اور جہاں صفائی بالکل نہیں ہے اور بہت سی ایسی بیماریاں پھیلی ہوتی ہیں جن کا آسانی سے مداوا ہو سکتا ہے۔ یہ حالات جن کے بارے میں عموماً یہ خیال ہے کہ رائج الوقت دین ان کی اجازت دیتا ہے،

Marfat.com

اہل مشرق کے درمیان صرف اُس ہستی کے حکم سے تبدیل کئے جا سکتے ہیں جس کے حق میں یقین ہو جائے کہ وہ خدا کی طرف سے یہ باتیں کہتا ہے۔ اگر اس بات کے ماننے کے ساتھ کہ صفائی راستبازی کے نزدیک ہے' یہ بھی مان لیا جائے کہ صفائی' راستبازی کا ایک بہت بڑا جزء ہے تو بہت سے مغربی ممالک میں بھی ایک بہت بڑا انقلاب واقع ہو سکتا ہے۔

مظہر اللہ کی شریعت کی اطاعت کے نتائج

سادہ زندگی۔ صفائی، شراب اور افیون وغیرہ سے پرہیز کے بارے میں جو احکام ہیں اُن کی اہمیت اس قدر صریح ہے کہ وہ کسی توضیح کی محتاج نہیں مگر اُن کی ضرورت کا عموماً بہت کم خیال کیا جاتا ہے اگر ان کا عام رواج ہو جائے تو اکثر متعدی بیماریاں اور بہت سے دوسرے امراض صفحۂ دُنیا سے گم ہو جائیں۔ جو بیماریاں صحت کے عام قوانین کی خلاف ورزی اور شراب و افیون کے استعمال سے پیدا ہوتی ہیں وہ شمار سے باہر ہیں۔ علاوہ ازیں ان احکام کی اطاعت سے نہ صرف صحت کو فائدہ پہنچیگا۔ بلکہ اس سے چال چلن کی درستی پر بھی بڑا گہرا اثر ہوگا۔ شراب اور افیون انسان کے چلن اور اس کے جسم میں کوئی تبدیلی پیدا کرنے سے بہت پہلے اُس کے ضمیر میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ پس ان احکام کی اطاعت کرنے سے اخلاقی اور روحانی فائدہ' جسمانی فائدہ کی نسبت بہت زیادہ ہوگا۔ صفائی کے بارے میں حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں "ظاہری صفائی اگرچہ جسم سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر روحانیت پر بھی اس کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے...... جسم کی پاکیزگی روح انسان پر بہت گہرا اثر ڈالتی ہے"۔ (الواح عبدالبہاء انگریزی جلد ۲ صفحہ ۵۵)

مرد و زن کے معاملات میں اعتدال کے بارے میں جو احکام انبیائے کرام نے دیئے ہیں اگر اُن پر عام طور پر عمل ہونے لگ جائے تو بیماریوں کا ایک بہت بڑا سبب دنیا سے دور ہو جائے۔ سوزاک و آتشک جیسی نفرت انگیز بیماریاں جو اس وقت

Marfat.com

ہزاروں بے گناہ بچوں اور والدین کی زندگیوں کو تباہ کر رہی ہیں بہت جلد ایک تاریخی کہانی بن جائیں۔

اگر انصاف، باہمی امداد اور اپنے پڑوسی سے اپنے جیسی محبت کرنے کے احکام پر جو انبیائے کرام نے دیئے ہیں عمل کیا جائے تو پھر نہ تو تنگی رہائش ہی رہے نہ عسرت و محنت ہی رہے۔ اور نہ خود پسندی و کاہلی اور تباہ کن عیاشی۔ انسان کی دماغی، اخلاقی اور جسمانی بربادی کو جاری رکھ سکیں۔

حضرت موسیٰ۔ مہاتما بدھ۔ حضرت مسیح۔ حضرت محمد یا حضرت بہا اللہ کے احکام جو صحت اخلاق اور صحت بدن کے بارے میں ہیں اگر ان کی مخلصانہ متابعت کی جائے تو ایسا کرنا بیماری کے روکنے میں کل دنیا کے ڈاکٹروں سے اور صحت عامہ کے قوانین سے بہت زیادہ موثر ثابت ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس قدر ان احکام کی پابندی عام ہوگی اسی قدر لوگوں کی صحت بھی اچھی ہوگی۔ بجائے اس کے کہ موت بچپن یا جوانی میں زندگی کا خاتمہ کر دے جیسا کہ آجکل اکثر واقع ہو رہا ہے، انسان پکے اور میٹھے پھلوں کی طرح جو شاخ سے گرنے سے پہلے ملائم ہو جاتے ہیں ایک لمبی عمر تک زندہ رہیں گے۔

مظہر اللہ بطور طبیب مگر ہم ایک ایسی دنیا میں رہتے ہیں جہاں شروع زمانہ سے نبیوں کے احکام کو ماننے اور روزمرہ کی زندگی میں ان پر عمل کرنے کی بجائے یوں ہی گا ہے گاہے ان کو مان لینا اور ان پر عمل کر لینا ہی واجب خیال کیا جاتا ہے۔ جہاں محبت اللہ کی بجائے خود پسندی اور خودرائی کا دور دورہ ہے۔ محدود اور فرقہ وارانہ مفاد کو کل نوع انسان کے مفاد پر ترجیح دی جاتی ہے دنیوی مال و متاع اور نفسانی خواہشات کو انسان کی معاشرتی اور روحانی بہبودی پر تفوق حاصل ہے۔ اسی لئے اس میں خونخوار مقابلے، لڑائیاں، ظلم و ستم دولتمندی اور مفلسی کے افراط و تفریط اور تمام وہ حالات جو جسمانی اور روحانی امراض پیدا کرنے والے ہیں،

Marfat.com

پیدا ہو گئے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ شجرِ انسانیت فرداً اور اجتماعاً کل کا کل بیمار ہے۔ پس حضرت بہاء اللہ نے سابق انبیاء کی طرح نہ صرف یہی بتایا ہے کہ صحت کس طرح قائم رہ سکتی ہے بلکہ یہ بھی سمجھایا ہے کہ اگر یہ ہاتھ سے جاتی رہے تو پھر کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ ایک طبیبِ اعظم ہیں جو دنیا کی جسمانی اور روحانی دونوں بیماریوں کو دور کرنے کے لئے ظاہر ہوئے ہیں۔

مادی ذرائع سے صحت

آجکل مغربی دنیا میں روحانی وسائل سے امراض کے علاج کی تاثیر میں اعتقاد کا پھر بہت چرچا ہو رہا ہے اس میں شک نہیں کہ بہت سے لوگ جو بیماری کے بارے میں ان مادی خیالات اور مادی طریقۂ علاج سے جو انیسویں صدی میں رائج تھے تنگ کر عین اس کے برعکس انتہا تک پہنچ گئے ہیں۔ اور وہ مادی علاج کا باصفائی اور حفظانِ صحت کے طریقوں کا قطعی اور سرے سے انکار کرتے ہیں۔ حضرت بہاء اللہ مادی اور روحانی ہر دو طریقۂ علاج کے حامی ہیں۔ آپ تاکید فرماتے ہیں علم و عملِ طبابت کو ترقی دینا اور تکمیل تک پہنچانا چاہئے تاکہ شفا کے تمام وسائل اپنے اپنے مناسب حلقہ میں لوگوں کے فائدہ کے لیے استعمال کئے جا سکیں۔ اگر حضرت بہاء اللہ کے خاندان کا کوئی فرد بیمار ہوتا تو کوئی حاذق طبیب علاج کے لئے بلایا جاتا تھا اور آپ کے پیروؤں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ کتابِ اقدس میں فرمایا ہے:۔

"اگر تم بیمار ہو جاؤ تو کسی حاذق طبیب سے مشورہ لو"

اس حکم کے مطابق اہلِ بہاء عموماً ہر علم و ہنر کو اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تمام علوم و صنائع جن سے نوعِ انسان کو فائدہ پہنچے خواہ وہ فائدہ مادی ہی ہو ان کی قدردانی اور ان کی ترقی میں کوشش کرنی واجب ہے۔ علم کے ذریعے انسان مادی اشیاء کا مالک بن جاتا ہے۔ مگر بے علمی میں وہ ان کا غلام ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

لوحِ حکیم میں فرمایا ہے

"جب ضرورت ہو تو علاج سے غفلت نہ کرو۔ مگر جب صحت حاصل ہو جائے تو اسے ترک کردو۔ مرض کا علاج زیادہ تر غذا کے ذریعہ کرو۔ اور ادویات سے جہاں تک ہو سکے بچو۔ اگر تم مفردات سے اچھے ہو سکتے ہو تو مرکبات استعمال نہ کرو۔۔۔۔ جب صحت اچھی ہو تو دوا سے پرہیز کرو۔ مگر جب ضرورت ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔"

حضرت عبدالبہاء ایک لوح میں فرماتے ہیں:

"اے جویائے حق! بیماری کو اچھا کرنے کے دو طریقے ہیں۔ مادّی اور رُوحانی۔ پہلا طریقۂ علاج مادّی دواؤں کے ذریعہ ہے۔ اور دوسرا طریقہ خدا سے دعا مانگنا اور اس کی طرف دل لگانا ہے دونوں طریقوں پر عمل کرنا واجب ہے۔ ..... اس کے علاوہ یہ دونوں ایک دوسرے کے متضاد بھی نہیں مادّی دوائیں بھی آپکو اس خیال سے استعمال کرنا چاہئیں کہ وہ خدا کی رحمت اور عنایت کے طور پر ہمیں ملی ہیں۔ خدا نے ہی علم طبابت کو منکشف اور ظاہر فرمایا ہے تاکہ اس کے بندے اس طریقۂ علاج سے بھی مستفیض ہوں۔"

(الواحِ عبدالبہاء۔ انگریزی جلد ۳ صفحہ ۵۸۷)

آپ فرماتے ہیں اگر ہمارے بیہودہ اور غیر فطری طرزِ زندگی کے سبب ہماری قوئی ذائقہ اور تمیز بگڑی ہوئی نہ ہوتیں تو یہ مناسب غذا شفا بخش پھل اور جڑی بوٹی اور دیگر ادویہ کے چننے میں ہماری ویسی ہی رہنمائی کرتیں جیسی یہ حیوانوں کی کرتی ہیں۔ کتاب مفاوضات عبدالبہاء کے صفحہ ۲۹۶ میں شفاء کے بارے میں ایک

Marfat.com

نہایت دلچسپ بیان کے آخر میں آپ فرماتے ہیں :۔
پس یہ ثابت ہوگیا کہ غذا اور پھلوں کے ذریعہ علاج ممکن ہے۔ مگر چونکہ اس وقت علم طبابت ناقص ہے یہ بات ابھی تک پوری طرح سمجھی نہیں گئی۔ جب علم طبابت تکمیل کو پہنچ جائے گا تو غذاؤں۔ خوشبودار پھلوں نباتات اور گرم و سرد پانی کے ذریعہ علاج ہوا کرے گا۔"

جب ہم مادی وسائل سے علاج کرتے ہیں اس وقت بھی وہ قوت جو شفا بخشتی ہے خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ جماداتی و نباتاتی اور دیگر جو خاصیتیں ہیں وہ خدا کے فضل و فیض سے ہی ہیں۔
"ہر چیز کا انحصار فضل خدا پر ہے دوا تو صرف ایک ظاہری ذریعہ ہے جس کے وسیلے ہم خدا سے شفا حاصل کرتے ہیں۔"

غیر مادی وسائل سے شفا

آپ کی تعلیم ہے کہ مادی وسائل کے علاوہ بھی شفا حاصل کرنے کے بہت سے طریقے ہیں جس طرح بیماری متعدی ہے اسی طرح صحت بھی متعدی ہے۔ اگرچہ صحت کا متعدی بہت سست اور اثر میں بہت کمزور ہے اور بیماری کی چھوت کا اثر زبردست اور اپنے عمل میں بہت تیز ہے۔
بیمار کے اپنے دل کی حالت اور اعتقاد کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ اور ان حالات کو حاصل کرنے میں ان کا بہت بڑا دخل ہے۔ خوف۔ غصہ۔ فکر۔ وغیرہ جس قدر صحت کیلئے مضر ہیں اسی قدر امید۔ محبت۔ خوشی وغیرہ اس کے لئے فائدہ مند ہیں۔

لوح حکیم میں فرمایا ہے
"بے شک ہر حالت میں صبر و قناعت نہایت ضروری بات ہے۔"

Marfat.com

اس کے ذریعے انسان کاہلی اور دوسری بری عادتوں سے بچا رہتا ہے۔ رنج و غم کے مطیع نہ ہو۔ یہ بہت بڑی مصیبت کا باعث ہوتے ہیں۔ حسد جسم کو بھسم کر دیتا ہے اور غصہ کلیجہ کو جلا دیتا ہے۔ ان سے ایسے ہی بچو جیسے تم شیر سے بچتے ہو۔"

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔ "خوشی ہمیں قوت پرواز عطا کرتی ہے۔ جب ہم خوش ہوتے ہیں تو ہماری قوت زبردست اور فہم تیز ہوتی ہے...... ...... مگر جب ہم غمگین ہوتے ہیں تو ہم کمزور ہو جاتے ہیں۔"

کتاب مفاوضات عبدالبہاء پیرس کے لکچر صفحہ ۱۱۱ میں روحانی علاج کی ایک دوسری صورت بیان فرماتے ہیں۔ کہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ :-

"ایک طاقتور شخص کی ایک بیمار شخص پر توجہ کہ کامل اعتقاد کے ساتھ یہ اُمید رکھتا ہے کہ اس طاقتور شخص کی روحانی قوت سے مجھے آرام ہو جائے گا۔ کامل توجہ کرنے سے ایک حد تک طاقتور شخص اور بیمار میں ایک دلی رشتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ طاقتور شخص پوری پوری کوشش کرتا ہے کہ بیمار اچھا ہو جائے اور بیمار کو یہ کامل یقین ہوتا ہے کہ وہ اس علاج سے اچھا ہو جائیگا۔ ان دماغی تاثرات کے اثر سے اعصاب میں ایک ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ تاثرات اور یہ ہیجان اعصاب بیمار کے شفا پانے کا سبب ہوتے ہیں۔"

مگر شفا کے یہ تمام طریقے اپنے اثرات میں محدود ہیں۔ اور بہت سی بیماریوں میں شفا نہیں دے سکتے

روح القدس کی قوت

شفا حاصل کرنے کا سب سے کامل ترین اور طاقتور وسیلہ روح القدس کی قوت ہے

اس کے لئے نہ تو ملاقات کی ضرورت ہے نہ دیکھنے اور موجودگی کی ــــ مرض

Marfat.com

خواہ سخت ہو یا ہلکا جسم ایک دوسرے کو چھوئیں یا نہ چھوئیں بیمار اور طبیب میں کوئی تعلق ہو یا نہ ہو یہ شفا روح القدس کی قوت کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔"

(مفاوضات عبدالبہاء)

اکتوبر ۱۹۰۴ء میں مس ایتھل روزنبرگ سے باتیں کرتے ہوئے حضرت عبدالبہاء نے فرمایا" " روح القدس کی قوت کے ذریعے جو شفا حاصل ہوتی ہے اس کے لئے توجہ یا تعلق کی ضرورت نہیں۔ یہ اس مقدس ہستی کی دعاء اور اسکی خواہش کے ذریعے ہوتی ہے۔ بیمار خواہ مشرق میں ہو اور طبیب مغرب میں اور انہیں ایکدوسرے سے واقفیت بھی نہ ہو مگر جونہی وہ مقدس شخص اپنا دل خدا کی طرف لگاتا ہے اور دعاء مانگنے لگتا ہے بیمار اچھا ہو جاتا ہے۔ یہ فیض صرف مظاہر الٰہیہ اور کاملین کو ہی حاصل ہے۔"

صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح اور آپ کے رسولوں نے اس طریقہ سے بیماروں کو شفا عطا فرمائی تھی ہر زمانے کے بزرگوں میں اس طرح شفا عطا کرنے کے کام منسوب کئے جاتے ہیں۔ حضرت بہاء اللہ اور عبدالبہاء ہر دو اس فیض کے مالک تھے۔ اور آپ کے مخلص مومنین کو بھی اس قوت کے ملنے کا وعدہ ہے

بیمار کا فرض

شفائے روحانی کی قوت کو پوری طرح اثر انداز ہونے کیلئے بیمار طبیب اور بیمار کے دوستوں اور دیگر افراد جماعت کیلئے چند باتیں ضروری ہیں۔

بیمار کیلئے سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وہ اپنے پورے خیال سے خدا کی طرف متوجہ ہو اور اس کی قوت اور اس کی رضا پر کامل یقین رکھے کہ جو کچھ وہ کرے گا بہتر ہی کرے گا۔ اگست ۱۹۱۲ء میں ایک امریکن لیڈی سے باتیں کرتے ہوئے حضرت عبدالبہاء نے فرمایا۔

Marfat.com

" یہ تمام امراض نہ رہیں گے اور آپ کو جسمانی اور روحانی صحت پوری پوری حاصل ہو جائیگی ــــ ... آپ اپنے دل میں پورا پورا اطمینان رکھیں اور آپ کو اس بات کا کامل یقین ہو کہ حضرت بہاء اللہ کے فضل وکرم سے ہر چیز آپ کے لئے اچھی ہو جائیگی۔ گر آپ اپنے سارے دل سے ملکوت ابہیٰ کی طرف متوجہ رہوں اور اپنی ساری توجہ کو اس طرف منعطف کریں جس طرح مریم مجدلیہ نے اپنی ساری توجہ حضرت مسیحؑ کی طرف لگادی تھی۔ اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو جسمانی اور روحانی صحت حاصل ہوگی۔ آپ قابل ہیں میں آپ کو اس بات کی خوشخبری دیتا ہوں کہ آپ اس کے قابل ہیں کیونکہ آپ کا دل پاک ہے۔ متوکل رہیں۔ خوش رہیں۔ روح وریحان سے رہیں۔ امیدوار رہیں۔

اگرچہ اس محترم خاتون کی خاص حالت میں حضرت عبدالبہاء نے کامل جسمانی صحت حاصل ہونے کا اطمینان دلایا ہے۔ گر ہر مریض کیلئے باوجود اسکے کہ وہ کامل یقین کے ساتھ آپ کے پاس آتا ہے آپ نے ایسا نہیں کیا۔ عکہ میں ایک زائر سے آپنے فرمایا۔ جو مناجاتیں شفا کیلئے نازل ہوئی ہیں وہ روحانی و جسمانی دونوں شفا کیلئے ہیں اگر مریض کے لئے شفا بہتر ہے تو یقیناً یہ اُس کو عطا ہوگی۔ بعض مریضوں کیلئے شفا دیگر امراض کا سبب بن جاتی ہے۔ اسی لئے حکمت الٰہی بعض دعاؤں کو مستجاب نہیں کرتی

اے امۃ اللہ روح القدس کی قوت جسمانی اور روحانی ہر دو امراض کو شفا بخش سکتی ہے۔" (عکا میں روزانہ سبق ص۵)

ایک بیمار کو آپ تحریر فرماتے ہیں۔

" بیشک رضائے الٰہی بعض اوقات اس طرح واقع ہوتی ہے کہ انسان اُس کا سبب جاننے سے عاجز ہوتے ہیں۔ اسباب اور وجوہات ظاہر ہو جائیں گے خدا پہ بھروسہ اور توکل رکھیں اور اپنے آپ کو خدا کی رضا کے حوالے کر دیں۔

Marfat.com

"بیشک تمہارا خدا محبت کرنے والا، رحم کرنے والا اور مہربان ہے ..... اور اپنی رحمت آپ پر نازل کرے گا" (سٹار آف دی ویسٹ جلد ۸ ص۲۳۳)

آپ کی تعلیم ہے کہ روحانی صحت سے جسمانی صحت بھی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ جسمانی صحت کا مدار بہت سے اسباب پر ہے جنہیں سے بعض انسان کے اختیار سے باہر ہیں اس لئے ایک شخص کا انتہائی درجہ کا روحانی خضوع وخشوع بھی ہر حالت میں اُسے جسمانی صحت نہیں دے سکتا۔ مقدس سے مقدس انسان بھی بعض اوقات بیمار ہوتے ہیں۔ پھر بھی روحانی خضوع وخشوع کا جو خوش کن اثر جسم پر ہوتا ہے وہ جیسا کہ عام خیال ہے اُس سے کہیں زیادہ گہرا اثر ہے۔ اور بہت سی حالتوں میں بیماری کو دور کرنے کیلئے کافی ثابت ہوتا ہے۔ ایک انگریز خاتون کو حضرت عبدالبہاء لکھتے ہیں۔

"آپ نے اپنی جسمانی کمزوری کے بارے لکھا ہے۔ میں حضرت بہاء اللہ کے فضل سے ملتجی ہوں کہ وہ آپ کو روح کی قوت عطا کرے۔ تاکہ اس روحانی قوت کے ذریعے آپ کو جسمانی صحت بھی حاصل ہو جائے"

ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں۔ "خدا نے انسان کو ایسی عجیب طاقتیں عطا کی ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنی نگاہ کو بلند رکھ سکتا ہے۔ اور دیگر فیوض کے ساتھ ساتھ اُس کے فضل وعنایت سے صحت کا فیض بھی حاصل کر سکتا ہے۔ مگر حیف! کہ انسان اس بڑی نعمت کا شکر گزار نہیں غفلت کی نیند سو رہا ہے۔ اور اُس بڑی رحمت سے بے پروا ہے جو خدا نے اُس کو عطا کی ہے وہ نور سے اپنا رُخ پھیر کر تاریکی کی طرف جا رہا ہے" (پیرس کے خطابات صفحہ ۱۶)

شفا بخشنے والا

روحانی طریقہ سے علاج کرنے کی قوت بلا شک شبہ کل بنی نوع انسان کو کم یا زیادہ درجہ میں حاصل ہے۔ مگر یہ

Marfat.com

جس طرح بعض انسانوں کو ریاضی یا موسیقی میں تو خاص قابلیت ہوتی ہے اسی طرح بعض کو علاج کرنے میں خاص مذاق ہوتا ہے ان لوگوں کو طبابت کا پیشہ اختیار کرنا چاہئے۔ بدقسمتی سے اس زمانہ میں دُنیا ایسی مادہ پرست ہوگئی ہے کہ روحانی علاج کا امکان بھی اس سے گم ہوگیا ہے۔ تمام دوسری قابلیتوں کی طرح علاج کرنے کے مذاق کا پتہ لگانے اور اس کی تربیت کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ اپنی انتہائی قوت اور عروج تک پہنچ جائے۔ اس وقت غالباً دنیا میں ہزار ہا ایسے اشخاص موجود ہیں جن میں علاج کرنے کا قدرتی مادہ بہت زیادہ موجود ہے۔ مگر یہ بیش بہا خداداد عطیہ انہیں خاموشش اور بے کار پڑا ہے۔ جب روحانی علاج کے اثرات کا احساس پوری طرح ہو جائے گا طبابت میں ایک انقلاب واقع ہوگا۔ اس کی شرافت کو چار چاند لگ جائینگے۔ اور اس کی حذاقت بے حساب بڑھ جائے گی۔ اور جب اس نئے علم اور نئی قوت کے ساتھ مریض کا اعتقاد بھی شامل ہو جائے گا تو عجیب وغریب نتائج ظاہر ہونگے۔

لوح حکیم میں فرمایا ہے۔

"ہمارا توکل خدا پر ہونا چاہئے۔ کوئی خدا نہیں مگر وہی شفا بخشنے والا۔ جاننے والا۔ اور مدد کرنے والا۔۔۔۔۔۔ دُنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو خدا کے احاطہ سے باہر ہو"

"اے طبیب! مریض کا علاج کرنے سے پہلے اپنے خدا کا جو قیامت کے دن کا مالک ہے نام لے۔ پھر وہ چیزیں استعمال کر جو خدا نے اپنے بندوں کے علاج کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔ میری جان کی قسم! وہ طبیب جو میری محبت کی شراب سے سرشار ہو۔ اس کی آمد شفا اور اس کا دم رحمت اور امید کا نمونہ ہے۔ جسم کی بہبودی کیلئے ایسے حکیم کا دامن پکڑ اسکے علاج میں خدا کی تائید شامل ہے۔

Marfat.com

یہ علم (علم طبابت) سب علوم سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ خاک کو زندگی بخشنے والے خدا کی طرف سے یہ سب سے بڑا وسیلہ ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے بندوں کے جسموں کی حفاظت کرتا ہے اور اس نے اسے سب علوم و فنون کا سرتاج مقرر کیا ہے۔ کیونکہ آج کے دن تمہارا یہ فرض ہے کہ تم حضرت کیلئے کمربستہ ہو جاؤ۔

کہہ الٰہی! تیرا نام میرے لئے شفا اور تیرا ذکر میرا طبیب ہے۔ تیرا قرب میری آس۔ تیری محبت میری انیس۔ اور تیری رحمت اس دنیا اور اس جہان میں میری رفیق اور میری طبیب ہو۔ بیشک تو دینے والا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

حضرت عبدالبہاء لکھتے ہیں

"جو شخص حضرت بہاء اللہ کی محبت میں سرشار ہے اور سب چیزوں کو بھول جاتا ہے اس کے منہ سے روح القدس کی آواز سنائی دیتی ہے اور اس کا دل زندگی کی روح سے لبریز ہوتا ہے ..... لفظ موتیوں کی لڑی کی طرح اس کے منہ سے نکلیں گے اور اس کے ہاتھ رکھنے سے ہی تمام بیماریاں اور امراض دور ہو جائیں گے۔

(سٹار آف دی ویسٹ جلد ۸ صفحہ ۲۳۳)

اے پاک اور روحانی شخص! خدا کی طرف ایک ایسے دل سے متوجہ ہو جو اسکی محبت میں تڑپ رہا ہو اسکی تمجید میں غرق ہو۔ اس کی ملکوت کی طرف نگاہ لگائے رکھے۔ اور جوش، وجد، عشق و محبت۔ اور روح و ریحان کی حالت میں اس کی روح القدس سے مدد کا طالب ہو۔ خدا اپنے پاس کی ایک روح کے ذریعہ بیماریوں اور امراض کو چنگا کرنے کیلئے تمہاری تائید فرمائے گا۔

قلوب اور اجسام کا علاج کرنے میں مصروف رہ۔ اور ملکوت اعلیٰ کی طرف توجہ کے ذریعہ بیماروں کیلئے شفا کا جویا ہو۔ اسم اعظم کی قوت اور محبت اللہ کی طاقت سے شفا حاصل کرنا تیرا مدعا ہو" (الواح عبدالبہاء انگریزی جلد ۳ صفحہ ۶۲۸ و ۶۲۹)

Marfat.com

کس طرح سب مدد کر سکتے ہیں

مرض کا علاج کرنا صرف بیمار سے ہی تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ طبیب اور ہر شخص کا کام ہے۔ ہمدردی خدمت۔ راست روی۔ راست خیالی اور خصوصاً دعا سے ہر شخص کا اس کام میں حصہ لینا فرض ہے۔ دعا سب علاجوں سے زبردست علاج ہے۔

حضرت عبدالبہا فرماتے ہیں۔

"دوسروں کیلئے دعا اور زاری کرنا یقیناً اپنا اثر دکھائے گی"

بیمار کے دوستوں پر ایک خاص ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ ان کا اثر خواہ وہ نیک ہو یا بد بے روک اور زبردست ہوتا ہے کتنی ہی حالتوں میں نتیجہ کلیتۂ بیچارے بیمار کے والدین۔ دوستوں اور پڑوسیوں کی تیمارداری پر منحصر ہوتا ہے۔

جماعت کے کل افراد بھی بیماری کی ہر حالت میں ایک حد تک بہت بڑا اثر رکھتے ہیں ایک فرد واحد کی حالت میں یہ اثر دکھائی نہ دے۔ مگر ایک جماعت میں یہ اثر بہت زبردست ہوتا ہے ہر شخص اس معاشرتی فضا کے زیر اثر ہوتا ہے۔ (جس میں وہ زندگی بسر کرتا ہے) خواہ یہ اثر روحانی ہو یا مادی نیک ہو یا بد۔ خوش کن ہو یا غم افزا۔ ہر فرد واحد اس معاشرتی فضا کے بنانے میں حصہ دار ہے۔ دنیا کی موجودہ حالت میں ہر شخص کے لئے کامل صحت کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو مگر یہ ہر شخص کیلئے ممکن ہے کہ وہ روح القدس کی صحت بخش قوت کا پسندیدہ ذریعہ بنے اور اس طرح اپنے آپ پر اور ان تمام پر جو اس سے ملیں جلیں ایک صحت و سرور بخش اثر ڈالے۔

"اہل بہا پر بہت کم کسی فریضہ کو اس قدر بار بار اور شد و مد سے فرض کیا گیا۔ جس قدر مریضوں کو شفا دینے کا فرض عائد کیا گیا ہے۔ اور حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہا نے شفا کیلئے بہت سی مناجاتیں نازل فرمائی ہیں"۔

Marfat.com

سنہری زمانہ حضرت بہاء اللہ نے اس بات کا اطمینان دلایا ہے کہ مریضوں طبیبوں اور عام لوگوں کی باہمی امداد اور صحت کے مادی، عقلی اور روحانی وسائل کے مناسب استعمال سے ایسا سنہری زمانہ آئے گا جب خدائے قادر کی قوت سے "غم خوشی میں۔ اور مرض صحت میں بدل دیا جائے گا" حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔ کہ جب لوگ خدا کا پیغام سمجھ جائینگے تو سب تکالیف دور ہو جائیں گی۔ ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں۔

"جب مادی اور روحانی جہانوں کا خوب میل جول ہو جائے گا۔ جب دل صاف، اور خواہشات پاک ہو جائینگی تو کامل اتحاد ظاہر ہوگا اور اسکی قوت سے ایک کامل عجوبۂ قدرت دیکھنے میں آئے گا جسمانی اور روحانی ہر قسم کی بیماریاں بالکل دور ہو جائینگی"

(الواح عبدالبہاء انگریزی جلد ۲۔ صفحہ ۳۰۹)

صحت کا صحیح استعمال اس باب کے خاتمہ پر حضرت عبدالبہاء کی ان تعلیمات کا جو آپ نے جسمانی صحت کے صحیح استعمال کے بارے میں فرمائی ہیں۔ ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ واشنگٹن کے اہل بہاء کی ایک لوح میں آپ فرماتے ہیں۔

"اگر جسمانی صحت اور قوت کو ملکوت الہٰی کی راہ میں صرف کیا جائے تو یہ بہت محبوب و مقبول ہے اور اگر یہ عام بنی نوع انسان کے مفاد کیلئے صرف ہو (خواہ یہ مفاد مادی ہو یا روحانی) اور نیکی کا باعث بنے تو یہ بھی محبوب ہے پر اگر جسمانی صحت اور خوشحالی کو نفسانی خواہشات کے پورا کرنے کیلئے صرف کیا جائے اور حیوانوں کی طرح رہا جائے اور شیطانی خیالات کا آماجگاہ رہے تو ایسی صحت سے بیماری بہتر ہے۔ بلکہ ایسی زندگی سے موت بدرجہا افضل ہے۔ اگر آپ صحت

Marfat.com

سے طلبگار رہیں تو ملکوت الہٰی کی خدمت کرنے کیلئے صحت طلب کریں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ کامل بصیرت۔ اٹل ارادہ مکمل صحت اور جسمانی وروحانی قوت حاصل کرینگے۔ تاکہ آپ ہمیشہ کی زندگی کے سرچشمہ سے پانی پیئیں۔ اور خدائی تائیدات کی روح سے مؤید ہوں۔

Marfat.com

آٹھواں باب

وحدتِ اَدیان

"اے اہلِ عالم! اس ظہورِ اعظم کی سب سے بڑی برکت وخوبی یہ ہے کہ ہم نے کتاب میں سے اُن تمام باتوں کو محو کردیا ہے۔ جو اختلاف۔ دشمنی۔ اور نااتفاقی کا باعث تھیں اور اُن باتوں کو ثبت کیا ہے۔ جو اتحاد و اتفاق۔ موّدت۔ و محبت کا سبب ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو خدا کے نازل کردہ احکام پر عمل کرتے ہیں"

(حضرت بہاؤاللہ۔ لوحِ العالم)

انیسویں صدی میں فرقہ بازیاں

"انیسویں صدی سے پہلے دنیا شاید ہی اتحادِ دینی سے اس قدر دور ہوئی ہو۔ کئی صدیوں سے بڑے بڑے اَدیان کے ماننے والے مثلاً زرتشتی۔ موسائی۔ بودھ۔ عیسائی۔ مسلمان ساتھ ساتھ زندگی بسر کرتے آرہے تھے۔ مگر بجائے اسکے ایک متحد قوم بنتے، وہ ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے۔ خونریزیاں کرتے رہے۔ یہی نہیں بلکہ ہر ایک دین میں شاخیں نکل آئیں۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہوتے گئے۔ فرقہ کے اندر فرقے نکلتے آئے جو ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوتے رہے۔ حالانکہ

Marfat.com

حضرت مسیحؑ نے فرمایا ہے۔

"تم آپس میں ایسی محبت کرو کہ تمہاری محبت سے ہی لوگ یہ جان لیں کہ تم میرے شاگرد ہو" قرآن میں فرمایا ہے۔

"تمہارا دین ایک ہی دین ہے .... خدا نے تمکو وہ دین دیا ہے جو اُس نے نوحؑ کو دیا تھا۔ اور جو ہم نے تم پر نازل کیا ہے۔ یہی ہم نے ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسےؑ کو دیا تھا اور کہا تھا کہ اس دین پر ایمان لاؤ۔ اور فرقوں میں تقسیم نہ ہو نا"

ہر بڑے دین کے بانی نے اپنے پیروؤں کو محبت اور اتحاد کی تعلیم دی۔ مگر ہر حالت میں دین کے بانی کا مقصد ایک بڑی حد تک تنگ دلی۔ تعصب۔ رسم ورواج کی پابندی۔ ریاکاری۔ بددیانتی۔ تاویل بازی۔ فرقہ بندی اور فساد کے گرداب میں غرق ہو گیا۔ دور بہائی کے آغاز کے وقت دنیا میں متضاد اور مخالف فرقوں کی مجموعی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ غالباً تاریخ انسان کے کسی زمانہ میں اتنی زیادہ نہ ہوئی ہوگی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس زمانہ میں لوگ ہر قسم کے مذہبی عقائد اور مختلف رسم ورواج اور ہر طرح کے اخلاقی قوانین کا تجربہ کر رہے تھے۔

اس زمانہ میں لوگوں کی ایک روز افزوں تعداد قوانین قدرت اور اصول ایمان کی بے محابا تحقیق اور تنقیدی تفتیش میں اپنی قوتوں کو صرف کر رہی تھی۔ نئے علم بسرعت تمام پھیل رہے تھے۔ اور زندگی کے اکثر عقدوں کو سلجھانے کیلئے نئے نئے حل معلوم کئے جا رہے تھے۔ نئی نئی ایجادوں کی ترقی مثلاً دخانی جہاز۔ ریل گاڑی ڈاک اور چھاپہ خانہ کے ذریعہ خیالات کے پھیلانے اور نتیجہ خیز تبادلہ میں بہت مدد ملی۔ دین اور سائنس کے موہومہ تصادم نے ایک سخت جنگ کی صورت اختیار کر لی تھی۔ عیسائی دنیا میں کتاب مقدس کے ناقد سائنس کے ساتھ مل کر بائبل کے استناد کے ساتھ جو صدیوں سے عام طور پر ایک مقبول اور مانا ہوا استناد سمجھا جاتا تھا

Marfat.com

جھگڑتے اور ایک بڑی حد تک اسے رد کر رہے تھے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد جس کا شمار دن بدن بڑھتا جاتا تھا، پادریوں کی تعلیم کو شک کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئی تھی۔ خود پادریوں کی ایک خاصی تعداد سرّاً وجہراً اپنے فرقوں کے اعتقادات کے بارے میں شک و شبہ رکھتے تھے۔

یہ ہیجان اور تصادم آراء جن کے ساتھ ساتھ یہ خلش بھی لگی ہوئی تھی کہ دقیانوسی اعتقادات و رسوم ایمانیات اب بیکار ہیں، اور صحیح علم و عرفان کی تلاش میں لوگوں کی سرگردانی صرف عیسائی ممالک تک ہی محدود نہ تھی بلکہ کم یا زیادہ مختلف صورتوں میں سب ممالک اور ادیان کے لوگوں میں نمایاں تھی۔

حضرت بہاء اللہ کا پیغام اس وقت جبکہ یہ ابتری و بدحالی عین عروج پر تھی، حضرت بہاء اللہ نے صور پھونکا اور فرمایا۔

"تمام لوگ اعتقاد میں ایک ہو جائیں۔ سب انسان بھائی بھائی بن جائیں۔ نوع انسان میں محبت اور اتحاد کے رشتے مضبوط ہو جائیں۔ ادیان کے اختلاف اڑ جائیں اور قومیت کے تفرقے بالکل مٹا دیئے جائیں..... یہ جنگ و جدل۔ خونریزیاں اور نفاق بند ہونے چاہیئں تاکہ سب انسان ایک خاندان اور واحد خاندان کی طرح رہنے لگیں" (پروفیسر براؤن سے خطاب)

بے شک یہ ایک شاندار پیغام ہے۔ مگر اس میں جو تجاویز ہیں ان کو عمل میں کیسے لایا جائے؟ انبیاء ہزارہا سال سے انہی باتوں کی تلقین کرتے آئے۔ شعراء نے نظمیں بنائیں اور اولیاء دعائیں مانگتے رہے۔ اب ایسی کونسی بات ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ معجزہ عرصۂ شہود میں آنے والا ہے۔ کیا دنیا میں کوئی نئی حالتیں پیدا ہو گئی ہیں؟ کیا انسانی طبیعت ویسی ہی نہیں ہے جیسے پہلے تھی؟ اور کیا

Marfat.com

جب تک دنیا قائم رہیگی یہ ویسی ہی نہ رہے گی؟ اگر دو شخص یا دو قومیں ایک ہی چیز کے خواہشمند ہیں تو کیا جیسے وہ پہلے کرتے آئے ہیں ایک دوسرے سے اس کے لئے نہ لڑیں گے۔ اگر موسیٰؑ، بدھ، مسیحؑ اور محمدؐ دنیا میں اتفاق واتحاد نہ پھیلا سکے تو کیا اب حضرت بہاءاللہ اس میں کامیاب ہو جائینگے؟

جب سب پہلے ادیان بگڑ کر فرقہ فرقہ میں بٹ گئے تو امر بہائی کا یہی حال نہ ہوگا؟ آؤ ہم دیکھیں بہائی تعلیمات ان سوالوں کا اور ایسے ہی دوسرے سوالوں کا کیا جواب دیتی ہیں۔

کیا انسانی طبیعت بدل سکتی ہے؟

تعلیم و دین دونوں کی بنیاد اس خیال پر ہے کہ انسانی طبیعت کا بدلنا ممکن ہے اس میں شک نہیں کہ معمولی سی تحقیق بھی ہمیں یہ دکھا دیگی کہ کسی زندہ چیز کیلئے جو ایک بات ہم کامل یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ چیز تبدیل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ تغیر و تبدل کے بغیر زندگی کا ہونا ہی ممکن نہیں۔ حتیٰ کہ جمادات بھی تغیر و تبدل کی دست برد سے نہیں بچ سکتیں اور زندگی کے مدارج میں جس قدر ہم اوپر کی طرف دیکھتے ہیں۔ اسی قدر ان تغیرات کو ہم انواع و اقسام کے پیچیدہ اور عجیب و غریب پاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر درجہ کی مخلوق کی نشوونما اور ترقی میں ہم دو قسم کے تغیرات مشاہدہ کرتے ہیں ایک دھیما اور آہستہ آہستہ جو اکثر محسوس بھی نہیں ہوتا۔ دوسرا فوری اچانک اور حیرت انگیز۔ یہ دوسرا تغیر ارتقا کے نازک مدارج میں واقع ہوتا ہے۔ مثلاً جمادات میں ہم یہ نازک مدارج گداز ہونے اور ابلنے کے درجہ پر پاتے ہیں یعنی جب ایک ٹھوس چیز یکلخت مائع بن جاتی ہے اور مائع گیس کی صورت میں بدل جاتی ہے۔ نباتات میں اس قسم کے نازک مدارج

Marfat.com

اُسوقت دکھائی دیتے ہیں جب بیج پھوٹنے لگتا ہے یا شگوفہ کھِل کر پتے کی شکل اختیار کرتا ہے۔ حیوانات میں تو یہ ہر جگہ دکھائی دیتا ہے۔ یعنی جب کرم کے فوراً تیتری بن جاتا ہے۔ چوزہ انڈے کے خول سے نکلتا ہے اور بچہ ماں کی پیٹ سے پیدا ہوتا ہے روح کی اعلیٰ زندگی میں بھی ہم اکثر ایسی تبدیلیاں دیکھتے ہیں۔ یعنی جب انسان نئے سرے سے پیدا ہوتا ہے اور اسکی ساری کی ساری ہستی اس کے ارادے، اس کی حرکات اس کا چال چلن سب تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ایسے نازک دور اکثر کل جنس یا جنسوں کے گروہوں کو یکدم تبدیل کر دیتے ہیں۔ مثلاً موسم بہار میں سب قسم کی نباتات بیک وقت ایک نئی زندگی حاصل کرتی ہیں۔

جس طرح ادنیٰ کائنات نئی اور بھرپور زندگی کو فوری طور پر حاصل کرنے کے اوقات رکھتی ہے اسی طرح نوع انسان کیلئے ایک نازک درجہ یعنی ایک نئی پیدائش یا خلق جدید کا وقت اسوقت قریب ہے اس وقت زندگی کے وہ اوضاع جو ابتدائی تاریخ سے ابتک جاری رہے فوراً اور ہمیشہ کیلئے بدل جائیں گے۔ اور نوع انسان زندگی کے ایک ایسے نئے دور میں داخل ہوگی جو پرانے دور زندگی سے ایسا ہی مختلف ہوگا جیسے کرم کے تیتری سے اور پرندہ انڈے سے مختلف ہے کل کی کل نوع انسان نئے ظہور الٰہی کے نور سے صداقت اور حق کی اسی طرح روشنی پائیگی جس طرح سورج کے نکلنے سے سارا کا سارا ملک منور ہو جاتا ہے۔ تاکہ ہر شخص وہاں صاف طور سے دیکھنے لگے۔ جہاں ایک گھڑی پہلے ہر چیز دھندلی اور تاریک نظر آتی تھی۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

"فواید انوار الٰہی سے دنیا منور ہے۔ دنیا کے سب آفاق منور ہو چکے ہیں۔ اسلئے میں شک نہیں کہ دنیا ایک گلشن و گلستان بن جائے گی"

Marfat.com

نیچر کی بہت سی مثالیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں پہلے انبیائے کرام نے بیک آواز اس عظیم الشان زمانے کے آنے کی پیشین گوئیاں کی ہیں۔ قرائن زمانہ بھی صاف طور سے یہی ظاہر کر رہے ہیں کہ انسانی خیالات اور معاملات میں فی زمانہ ہی گہرے انقلاب انگیز تغیرات روز افزوں ترقی پر ہیں۔ پھر بھلا اس یاس انگیز دلیل سے کہ ہر چیز بدل سکتی ہے مگر انسانی طبیعت نہیں بدل سکتی۔ کونسی بات زیادہ ناپائدار اور بیہودہ ہو سکتی ہے؟

اتحاد کی طرف پہلا قدم

اتحاد دین کو بڑھانے کیلئے حضرت بہاء اللہ انتہائی بردباری اور مہربانی کی تلقین فرماتے ہیں اور اپنے ماننے والوں پر سب ادیان کے لوگوں کے ساتھ روح و ریحان سے ملنا فرض ٹھہراتے ہیں۔ لوح ... میں نازل فرمایا ہے۔

تنازع و جدال کو اُس نے اپنی کتاب (کتاب اقدس) میں سختی سے منع فرمایا ہے امر ظہور اعظم میں خدائے پاک کا یہی حکم ہے اور یہ وہ حکم ہے جسے اس نے تنسیخ سے محفوظ فرمایا ہے اور جسے اپنی تائید کے زیور سے مرصع کیا ہے۔

اے اہل عالم! خدا کا دین محبت اور اتحاد کیلئے ہے۔ اسے دشمنی اور جنگ کا باعث نہ بناؤ۔ ہم امیدوار ہیں کہ اہل بہاء ہمیشہ قل کل من عند اللہ (کہہ دے سب کچھ خدا کی طرف سے ہے) کے پاک کلمہ کو مضبوط پکڑینگے۔ یہ کلمہ مبارکہ پانی کی مانند بغض اور حسد کی آگ کو بجھا دیتا ہے جو لوگوں کے سینوں اور دلوں میں سلگ رہی ہے۔ صرف اس کلمہ کی برکت سے دنیا کے مختلف مذاہب نور اتفاق سے منور ہونگے بیشک خدا سچ کہتا ہے اور صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے وہ قادر مطلق اور صاحب جلال و جلال ہے۔ حضرت عبدالبہا فرماتے ہیں

سب انسانوں کیلئے فرض ہے کہ وہ تعصبات کو ترک کریں حتیٰ کہ ایک دوسرے کے

Marfat.com

معابد میں بھی جائیں کیونکہ ان سب عبادتگاہوں میں خدا کی تعریف اور اس کا ذکر ہوتا ہے۔ جب سب ایک ہی خدا کی پرستش کیلئے جمع ہوتے ہیں تو اس میں فرق کیا رہا؟ ان میں سے کوئی بھی شیطان کی پرستش نہیں کرتا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ عیسائیوں کے گرجوں، اور یہودیوں کی ہیکلوں میں جائیں اور اسی طرح دوسروں کو مسلمانوں کی مسجدوں میں جانا چاہیئے۔ چند ایک بے بنیاد تعصبات اور جھوٹے اعتقادات کی خاطر وہ ایک دوسرے سے الگ رہتے ہیں۔ امریکہ میں میں یہودیوں کی عبادت گاہوں میں گیا جو عیسائیوں کے گرجوں کی مانند ہیں۔ اور میں نے ہر جگہ خدا کی ہی پرستش ہوتے دیکھی۔

انہیں سے اکثر مقامات میں میں نے وہاں کے لوگوں سے اساس ادیان الٰہی کے بارے میں گفتگو کی۔ اور میں نے انہیں انبیائے الٰہی اور ظہورات مقدس کی صداقت کی دلیلیں دیں میں نے انہیں اندھی تقالید کو چھوڑنے کی تلقین کی۔ اسی طرح سب پیشواؤں کو چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے کے معابد میں جائیں اور ادیان الٰہی کی بنیاد اور ان کے اصل اصولوں پر گفتگو کریں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ غلط جوش مذہبی کو ترک کرکے ایک دوسرے کے معابد میں جائیں اور نہایت محبت و اتحاد کے ساتھ خدا کی پرستش کریں۔ (سٹار آف دی ویسٹ جلد ۹ نمبر ۳ صفحہ ۳۷)

اگر صرف یہی پہلے قدم ہی اٹھائے جاتے اور مختلف مذاہب کے درمیان دوستی اور باہمی بردباری قائم ہو جاتی تو آج دنیا میں کیسی عجیب و غریب تبدیلی ہوگئی ہوتی۔ مگر صحیح اتحاد اور اتفاق کے قیام کے لئے اس سے بھی کچھ زیادہ کرنے کی ضرورت ہے فرقہ بازی کی بیماری کے لئے بردباری ایک قیمتی دوا ہے۔ مگر یہ اس کا کامل علاج نہیں۔ یہ بیماری کے سبب کو دور نہیں کرتی

مسلسل وحدت الہٰیت :- زمانہ ماضی میں مختلف مذاہب متحد ہونے میں اس لئے

ناکامیاب رہے کہ اُن کے ماننے والوں نے اپنے اپنے بانی دین کو ہی سب سے بڑا سمجھا اور اسکی شریعت کو ہی خدائی شریعت تصور کیا۔ لہذا جب کسی نئے نبی نے دعویٰ کیا تو انہوں نے اس نبی کو حق و صداقت کا دشمن خیال کیا۔ ہر دین میں مختلف فرقے بھی انہی وجوہات کے سبب پیدا ہوئے اور ہر فرقے کے ماننے والوں نے کسی ایک عالم یا ولی کو مان لیا اور بانی دین کے کسی خاص کلام یا تفسیر کو صحیح و درست، ایمان کی بنیاد بنا کر سب دوسروں کو گمراہ کہنا شروع کیا۔ یہ ظاہر ہے کہ جب تک اس قسم کے حالات رہینگے دنیا میں سچا اتحاد قائم نہیں ہو سکتا۔

حضرت بہاء اللہ اس کے برعکس فرماتے ہیں کہ تمام انبیائے کرام خدا کی طرف سے مستند پیغام لے کر آئے تھے۔ ہر ایک نے اپنے دور میں لوگوں کو ان کی سمجھ کے مطابق تعلیمات دیں اور لوگوں کی ایسی تربیت کی کہ وہ بعد میں آنیوالے پیغمبروں کی تعلیمات کو سمجھنے کے قابل ہو گئے۔ آپ ہر دین کے ماننے والوں کو پکار پکار کر کہتے ہیں کہ وہ اُس وحی الٰہی کا انکار نہ کریں جو اُن کو ان کے نبیوں کے ذریعہ ملی تھی۔ بلکہ اس وحی الٰہی کا بھی اقرار کریں جو دوسرے نبیوں کے ذریعہ بھیجی گئی تھی۔ اور یہ جان جائیں کہ یہ سب تعلیمات اصل میں ایک ہیں۔ اور بنی نوع انسان کی تربیت اور اتحاد کے ایک بڑے پروگرام کی مسلسل کڑیاں ہیں۔ آپ سب مذاہب کے لوگوں کو تلقین فرماتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے نبی کی عزت و حرمت کا اظہار اپنی زندگیوں کو اس اتحاد کے قائم کرنے میں منہمک کر کے کریں۔ جس کے لئے سب انبیائے کرام نے سختیاں کیں اور دکھ سہے۔ ملکہ وکٹوریہ کی لوح میں دنیا کو آپ نے ایک بیمار انسان سے مشابہ قرار دیا ہے۔ جس کی بیماری میں اسلئے بھی اور اضافہ ہو گیا ہے کہ وہ انجان حکیموں کے پنجے میں پھنسا ہوا ہے۔

"وہ چیز جسے پروردگار نے صحت پرور دوا اور کامل علاج بنایا ہے

Marfat.com

وہ یہ ہے کہ دنیا کے سب بسنے والے ایک دین اور ایک شرع کے زیر سایہ جمع ہوں۔ یہ بات ممکن نہیں۔ مگر ایک ماہر کامل اور صاحب وحی حکیم کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ میری جان کی قسم! یہ حق ہے اور اس کے علاوہ سب کچھ صریح گمراہی ہے۔ جب کبھی بھی یہ قوی ذریعہ ظاہر ہوا اور یہ نور اپنی قدیم شان و شوکت کے ساتھ چمکا تو وہ لوگ جو معالج ہونے کے مدعی تھے۔ اس کے اور دنیا کے درمیان حائل ہو گئے اور اس طرح آج تک دنیا کو صحت نہ ہونے دی۔

وحی الٰہی کی تدریجی ترقی

تھا دینی کیلئے بہت سے لوگوں کی راہ میں جو ایک بڑی رکاوٹ آتی ہے وہ ان کلمات کا تباین ہے جو مختلف پیغمبروں پر نازل ہوئے جبکہ ایک نے حلال کیا تھا دوسرے نے حرام قرار دیا پھر بھلا دونوں کیسے سچے ہو سکتے ہیں اور کس طرح یقین آسکتا ہے کہ یہ دونوں مشیت الٰہی کا اعلان کرتے تھے؟ کیونکہ حقیقت واحد ہے اور یہ تبدیل نہیں ہو سکتی بے شک حقیقت مطلقہ واحد ہے اور یہ بدل نہیں سکتی لیکن حقیقت مطلقہ موجودہ انسانی فہم و ادراک کی پہونچ سے کہیں بالا تر ہے اور اس کے بارے میں ہمارے خیالات لازماً بدلتے رہیں گے جیسے جیسے زمانہ گزرتا جائیگا ہمارے پہلے ناقص خیالات خدا کے فضل و کرم سے زیادہ سلجھے ہوئے حالات سے بدلتے جائیں گے۔

حضرت بہاء اللہ نے ایک لوح میں جو کچھ ایرانی بہائیوں کیلئے نازل ہوئی تھی۔ فرمایا ہے۔

اے لوگو! کلام قابلیت کے مطابق نازل ہوتا ہے تاکہ مبتدی ترقی کر سکیں۔ وودھ اندازہ کے مطابق دیا جاتا ہے تاکہ طفل دنیا عوالم

عظمت میں ارباب اور فضلائے اتحاد میں داخل ہو سکے۔

دودھ ہی پہلے پہل بچے کو اتنی قوت دیتا ہے کہ وہ ٹھوس غذا کو ہضم کرنے لگتا ہے یہ کہنا کہ چونکہ ایک نبی جو ایک زمانہ میں کچھ تعلیمات دیتا تھا سچا ہے اس لئے دوسرا نبی جو ایک دوسرے زمانے میں اس سے مختلف تعلیمات دیتا ہے جھوٹا ہے۔ اس کے مترادف ہے کہ چونکہ دودھ بچے کی بہترین غذا ہے اس لئے دودھ اور صرف دودھ ہی انسان کی غذا ہونی چاہئے اور دودھ کے علاوہ دوسری غذا دینا غلطی کرنا ہے۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

ہر ایک وحی آسمانی کی دو شق ہوتی ہیں پہلی شق اصل اصول ہیں اور اس کا تعلق ابدی جہان سے ہے۔ یہ آسمانی حقائق اور اصل اصول کا بیان اور محبت اللہ کا اظہار ہوتا ہے ادیان میں سے ہر ایک دین میں یہ شق غیر متبدل اور لازوال ہوتی دوسری شق ابدی نہیں ہوتی بلکہ اس کا تعلق نسلی زندگی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں کاروبار اور معاملات کا بیان ہوتا ہے اور انسانی ارتقا اور مرضی زمانہ کی مقتضیات کے مطابق اس شق میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ایک چھوٹی سی چوری کیلئے چور کے ہاتھ کاٹ دئے جاتے تھے آپ کے زمانہ میں آنکھ کے بدلے آنکھ دانت کے بدلے دانت کا قانون جاری تھا۔ مگر چونکہ حضرت مسیح کے زمانہ میں یہ قوانین درست نہ تھے اس لئے یہ منسوخ کر دئے گئے اسی طرح طلاق کا قانون ایسا عام ہو گیا تھا کہ شادی کے قوانین کی مٹی پلید ہو رہی تھی۔ اس لئے حضرت مسیح نے طلاق دینے کو حرام قرار دیا۔

زمانہ اور وقت کی ضرورت کے مطابق حضرت موسیٰ نے سزائے موت کے بارے میں دس احکام خدا کی طرف سے دئے تھے اس زمانہ میں ان سخت قوانین کے بغیر قوم کی حفاظت اور اس کے معاشرتی امن کو قائم رکھنا ناممکن تھا۔ کیونکہ بنی اسرائیل

Marfat.com

اسوقت صحرائے طٓا میں رہتے تھے جہاں نہ تو عدالتیں تھی اور نہ جیل خانے تھے۔ لیکن حضرت مسیح کے زمانے میں ان قوانین کی ضرورت نہ تھی۔ دین کی دوسری شق کی تاریخ اہم نہیں ہے کیونکہ اس میں صرف اس زندگی کے رسم ورواج کا ذکر ہوتا ہے مگر خدا کے دین کی اصل ایک ہے اور حضرت بہآء اللہ نے اس اساس کو پھر سے تازہ کیا ہے؟

(فلسفہ الٰہی (انگریزی))

خدا کا دین صرف ایک ہی ہے۔ اور سب انبیائے کرام نے اسی کی تعلیم دی ہے یہ ایک زندہ اور بڑھنے والی چیز ہے مردہ اور غیر متبدل نہیں ہے حضرت موسیٰ کی تعلیمات گویا ایک شگوفہ کی مانند ہیں اور مسیحؑ کی تعلیمات پھول کی طرح ہیں اور حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات پھل ہیں۔ شگوفہ پھول کو تباہ نہیں کرتا اور نہ پھول پھل کو ملیامیٹ کرتا ہے یہ ایک دوسرے کو مٹاتے نہیں بلکہ پورا کرتے ہیں شگوفہ کے چھلکے گر جاتے ہیں تاکہ پھول کھل جائے اور پھل کے پیدا ہونے اور پکنے کے لئے پھول کی پتیوں کا گر جانا ضروری ہے۔ کیا شگوفے کے چھلکے اور پھول کی پتیاں اپنے اپنے وقت پر بے کار اور بے جا تھیں جن کو ترک کر دیا جاتا ہے نہیں دونوں اپنے اپنے زمانے میں بجا اور ضروری تھیں۔ ان کے بغیر پھل کا پیدا ہونا ہی ناممکن تھا۔ یہی مثال سب انبیائے کرام کی تعلیمات پر صادق آتی ہے ان کے باہری اصول زمانہ بزمانہ بدلتے گئے۔ مگر ہر ایک بعد کی وحی اپنے سے پہلی وحی کی تکمیل ہے نہ وہ تو ایکدوسرے سے علیحدہ ہیں نہ ان میں کوئی تباین پایا جاتا ہے بلکہ یہ ایک دین واحد کی زندگی کے مختلف مدارج ہیں جو یکے بعد دیگرے بیج۔ شگوفہ۔ اور پھول کی مانند ظاہر ہو گئے۔ اور اب ان کے پھل لانے کا وقت ہے

انبیاء کی عصمت

حضرت بہآء اللہ تلقین فرماتے ہیں کہ جسے نبوت کا درجہ عطا ہوتا ہے اسے اپنی نبوت کے ثابت کرنیکے لئے

Marfat.com

کافی ثبوت بھی دیئے جاتے ہیں اُس کو یہ دعویٰ کرنے کا حق ہوتا ہے کہ سب لوگ اسکی اطاعت کریں اور اسے یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے سے پہلے انبیائے کرام کی تعلیمات کو منسوخ کر دے بدل دے یا انہیں کچھ اضافہ کر دے۔ کتاب ایقان میں فرمایا ہے یہ اس پروردگار رحمٰن کے فضل سے دور اور اس کی رحمت واسعہ سے بعید

ہے کہ اپنے بندوں میں سے ایک کو اپنی خلق کی ہدایت کیلئے برگزیدہ کرے اور اسے کافی و شافی حجت عطا نہ کرے اور لوگوں کو اس پر ایمان نہ لانے کیلئے سزا دے۔ نہیں اس سلطان وجود نے نیض نے اپنے مظہر نفس کے ذریعہ کل کائنات کو گھیر لیا ہے۔"

ہر ظہور الٰہی کا مقصد دنیا کے ہر طبقہ میں سرًا و جہرًا ظاہرًا و باطنًا تغیر و تبدل کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر اوضاع عالم میں تبدیلی نہ ہو تو عالمگیر مظہر الٰہی کا ظہور بے کار ہے۔"

خدا ہی صرف ایک لازوال تو ہے اور انبیائے کرام بھی معصوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا پیغام خدا کا پیغام ہوتا ہے جو ان کے ذریعہ دنیا کو دیا جاتا ہے۔ یہ پیغام اسوقت تک نافذ رہتا ہے۔ جب تک ایک دوسرا پیغام اسی یا اس کے بعد کے پیغمبر کے ذریعے نہ دیا جائے۔

خدا ہی صرف وہ طبیب اعظم ہے جو دنیا کی بیماری کی صحیح تشخیص کر کے مناسب علاج بتا سکتا ہے ایک نسخہ جو ایک زمانہ میں مرض کے مناسب حال تھا۔ دوسرے زمانہ میں ویسا نہیں رہتا کیونکہ اسوقت مریض کی طبیعت مختلف ہوتی ہے۔ اگر طبیب ایک نیا نسخہ تجویز کرے اور ہم اسی پہلے نسخے کے پیچھے لگیں رہیں تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ طبیب پر ہمارا ایمان نہیں اور ہم اس پر بھروسہ نہیں کرتے۔

Marfat.com

یہودیوں کو اس بات کے سننے سے صدمہ ہوگا کہ کچھ معالجات جو حضرت موسیٰؑ نے تین ہزار برس قبل دنیا کی بیماریوں کے لئے دیئے تھے اب وہ بیکار اور بے وقت ہیں۔ نیز عیسائی بھی یہ سنکر دلگیر ہونگے کہ حضرت محمد کے ذریعہ یہ ضروری تھا کہ اُن باتوں میں کچھ اضافہ کیا جائے جو حضرت عیسٰی نے بتائی تھیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی یہ سنکر رنج ہوگا کہ حضرت باب یا حضرت بہاء اللہ کو حضرت محمد کے احکام بدلنے کا اختیار تھا۔ مگر اہل بہاء کا عقیدہ ہے کہ خدا کی سچی عبادت کرنے سے مراد ہے کہ اس کے سب ظہورات یعنی پیغمبروں پر ایمان ہو اور اس کے آخر ترین احکام کے جو صاحب زمان کے ذریعہ دیئے گئے ہوں صحیح معنوں میں مطیع ہوں۔ صرف اسی قسم کی عبادت سے سچا اتحاد حاصل ہو سکتا ہے۔

ظہور اعظم کل انبیائے کرام کی مانند حضرت بہاء اللہ نے بھی اپنے مشن کو نہایت صاف اور سادہ الفاظ میں بیان فرمایا ہے لوح اقدس میں جو خاصکر عیسائیوں کیلئے نازل ہوئی تھی۔ فرمایا ہے۔

"بیشک باپ آگیا ہے اور اس نے اس کو پورا کر دیا ہے جس کا تمہیں خدا کی بادشاہت میں وعدہ دیا گیا تھا۔ یہی وہ کلمہ ہے جسے بیٹے نے چھپایا تھا جب اس نے اُن سے جو اس کے گرد جمع تھے یہ کہا تھا کہ تم ابھی اسے برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب مقررہ وقت ختم ہوا اور وہ گھڑی آن پہونچی تو وہ کلمہ افق مشیت سے روشن ہو گیا۔"

اے امتِ پسر! (یعنی عیسائیوں) خبردار ہو اسے پس پشت نہ ڈالو۔ بلکہ اس کا دامن مضبوط پکڑو یہ تمہارے لئے ان سب باتوں سے بہتر ہے جو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔"

..... بیشک روح الحق حقیقت کی جانب رہنمائی کرنے کے لئے

Marfat.com

آگیا ہے۔ سچ مانو کہ وہ جو کچھ کہتا ہے اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ بلکہ اس خدائے علیم وحکیم کی طرف سے کہتا ہے۔ یہی وہ موعود ہے جس کے جلال کی تعریف فرزند نے کی تھی۔ اے اہل زمین جو کچھ تم لئے بیٹھے ہو، اسے ترک کرو اور اسکو پکڑو جس کا حکم تمہیں اس نے دیا ہے جو قوت کا مالک اور وفا کا چشمہ ہے۔"

لوح پوپ میں ۱۸۶۷ء میں ایڈریانوپل میں نازل ہوئی تھی فرمایا ہے

"خبردار ایسا نہ ہو کہ ذکر تجھے مذکور سے روکے اور عبادت تجھے معبود سے دور رکھے۔ قادر اور علام پروردگار کو دیکھو وہ دنیا کو زندہ کرنے کے لئے اور اہل زمین کو متحد کرنے کے لئے آیا ہے۔ اے لوگو! مطلع وحی کی طرف بڑھو اور لمحہ سے کم کے لئے بھی توقف نہ کرو کیا تم انجیل کو پڑھتے ہو اور رب جلیل کو پہچان نہیں سکتے؟ اے جماعت علما! یہ تمہارے لئے مناسب نہیں ہے۔ کہ اگر تم اس امر کا انکار کرتے ہو تو پھر کونسی دلیل سے تم خدا پر ایمان رکھتے ہو۔ وہ دلیل پیش کرو۔۔۔۔۔۔۔۔ الخ"

جس طرح ان الواح میں عیسائیوں کو بتلایا گیا ہے کہ انجیل کے وعدے اور اسکی پیشین گوئیاں پوری ہوگئیں۔ اسی طرح مسلمانوں، یہودیوں زرتشتیوں اور دیگر ادیان کے ماننے والوں کو بھی بتایا گیا ہے کہ ان کی آسمانی کتابوں کے وعدے آج پورے ہوگئے۔ آپ کل انسانوں کو خدا کی بھیڑیں کہکر پکارتے ہیں جو اب تک مختلف گلوں میں بٹی ہوئی اور مختلف ریوڑوں میں رہتی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی ندا خدائے قدیر کی ندا ہے۔ جو نیک گڈریا ہے جو وقت کے پورا ہونے پر اپنی بکھری ہوئی بھیڑوں کو ایک گلے میں جمع کرنے اور ان میں سے ہر قسم کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے آیا ہے تاکہ وہ ایک گلہ ہوں اور ان کا ایک گلہ بان ہو۔

Marfat.com

ایک نئی صورت حال

انبیاء کے درمیان حضرت بہاءاللہ کا درجہ بے نظیر اور لاثانی ہے کیونکہ آپ کے ظہور کے زمانہ میں دنیا کی حالت بھی بے نظیر اور بے مثل ہے۔ دین، علم، ہنر اور تمدن کے ایک لمبے اور گوناگوں ارتقائی عمل کے بعد دنیا اب اتحاد کیلئے تیار ہے وہ رکاوٹیں جن کے سبب پہلے دنوں میں اتحاد عالم ناممکن تھا حضرت بہاءاللہ کے ظہور کے وقت ٹکرا رہی تھیں۔ اور ۱۸۱۷ء میں آپکی پیدائش کے بعد سے خصوصاً آپ کی تعلیمات کے نشر کے زمانہ سے یہ رکاوٹیں ایک حیرت انگیز طریقہ سے ملیامیٹ ہو رہی ہیں اسکی وجہ کچھ بھی ہو مگر اس حقیقت واقعہ میں کسی کو شک و شبہ نہیں۔

پہلے انبیاء کے زمانوں میں صرف جغرافیائی رکاوٹیں ہی اتحاد عالم کو روکنے کیلئے کافی تھیں یہ رکاوٹیں اب سب کی سب دور ہو گئی ہیں۔

انسانی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ انسان پاتال والوں سے بھی بآسانی اور نہایت سرعت کیساتھ بات چیت کر سکتا ہے۔ جو چیزیں یورپ میں آج واقع ہوتی ہیں وہ کل کل براعظموں کو معلوم ہو جاتی ہیں اور امریکہ میں اگر کوئی تقریر آج کی جاتی ہے تو وہ کل یورپ، ایشیا، اور افریقہ میں پڑھ لی جاتی ہے۔

دوسری بڑی رکاوٹ زبان کا اختلاف تھا غیر زبانوں کی عام تعلیم و مطالعہ کے ہم رہین منت ہیں کہ یہ رکاوٹ بھی ایک بڑی حد تک دور ہو چکی ہے اور یقین کیساتھ کہا جا سکتا ہے کہ بہت جلد ایک بین الاقوامی امدادی زبان اختیار کر لی جائے گی جو دنیا کے مدارس میں پڑھائی جائے گی تب یہ تکلیف بھی پورے طور سے رفع ہو جائے گی۔

تیسری بڑی رکاوٹ دینی تعصب اور تنگ دلی تھی یہ بھی مٹ رہی ہے انسانوں کے دل زیادہ کشادہ ہو رہے ہیں۔ لوگوں کی تربیت فرقہ پرست علمائے دین

Marfat.com

کے ہاتھوں سے نکلتی جاری ہے اور نئے آزادانہ خیالات کو اب بالکل علیحدہ رہنے والے اور قدامت پرست لوگوں میں بھی پھیلنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔

اس طرح حضرت بہاء اللہ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جن کا پیغام نسبتاً چند ہی سال کے عرصہ میں دنیا کے ہر حصہ میں پھیل گیا ہے بہت جلد حضرت بہاء اللہ کی ضروری تعلیمات اُن کتابوں سے جو آپ پر نازل ہوئی ہیں ترجمہ ہو کر ہر مرد عورت اور بچے کو جو پڑھ سکتا ہے بلا واسطہ مل سکیں گی۔

امر بہائی مکمل دین ہے

ادیان عالم میں امر بہائی اپنی مستند کتابوں کے لحاظ سے بے نظیر اور بے مثل ہے۔ ہم حضرت مسیحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت زرتشت، مہاتما بدھ اور سری کرشن کی طرف جو تحریرات منسوب کر سکتے ہیں وہ معدودے چند ہیں اور بہت سے اہم مسائل کا کوئی عملی جواب نہیں ملتا بہت سی تعلیمات جو ان بانیان ادیان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں قابل وثوق نہیں ہیں اور انہیں سے اکثر بعد کے زمانوں میں صریحًا ان کے ساتھ مخلوط کی گئی ہیں مسلمانوں کے پاس قرآن اور ایک بہت بڑے ذخیرہ احادیث کے ذریعہ ان کے بانی دین کی زندگی اور تعلیمات کا مستند ذخیرہ موجود ہے۔ مگر حضرت محمدؐ خود اُمّی تھے اور آپ کے اولین پیرو بھی اکثر اَن پڑھ تھے۔ آپ کی تعلیمات کو لکھنے اور پھیلانے میں جو طریقے اختیار کئے گئے تھے وہ کئی طرح غیر اطمینانی تھے اس لئے کثیر التعداد احادیث اخبار قابل وثوق نہیں ہیں اس کا نتیجہ وہی ہوا جو پہلے ادیان میں ہوا تھا کہ مختلف تفاسیر اور متضاد آراء باہمی کشمکش کا باعث ہوئیں اور اسلام کو بہت سے فرقوں میں تقسیم کر دیا۔

اس کے برعکس حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ پر بیشمار کلمات الٰہی نازل ہوئے جو اپنی فصاحت و بلاغت اور نفوذ و قوت میں بے نظیر ہیں چونکہ

Marfat.com

دونوں کو ظہور کے بعد عام پبلک میں تقریر کرنے سے روکا گیا اور انہوں نے اپنی زندگیوں کا اکثر حصہ قید و نظر بندی میں گزارا۔ اس لئے انھوں نے اپنا وقت عموماً لکھنے میں صرف کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صحائف آسمانی کے استناد کی خوبی کے لحاظ سے امر بہائی اپنے سے پہلے ادیان سے بہت بڑھکر ہے۔ بہت سے مسائل و حقایق کی جن پر پہلے ادیان میں یونہی دھندلی سی روشنی ڈالی گئی تھی اُن کی نہایت سادہ اور مکمل تشریح دی گئی ہے اور صداقت کے اُن دائمی اصولوں کو جن کی تمام انبیاء نے تلقین فرمائی ہے ان مسائل کے حل پر منطبق کیا ہے جو موجودہ دنیا کے سامنے ہیں۔ مسائل جو نہایت پیچیدہ اور گوناگوں ہیں اور جن میں سے اکثر پہلے انبیاء کے زمانوں میں سننے میں بھی نہ آئے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ وحی آسمانی کا یہ مستند ذخیرہ زمانہ آیندہ میں غلط فہمیوں کو روکنے اور زمانہ ماضی کی گتھیوں کو جو مختلف فرقوں کو ایک دوسرے سے ملنے نہیں دیتیں سلجھانے میں ایک بہت قوی اثر و نفوذ دکھلائے گا۔

بہائی میثاق

امر بہائی ایک اور طرح بھی بے مثل و بے نظیر ہے حضرت بہاء اللہ نے اپنے صعود سے پہلے بتحریر ایک میثاق لکھا جس میں آپ نے اپنے سب سے بڑے فرزند عبدالبہاء کو جنہیں آپ اکثر غصن، یا غصنِ اعظم کے نام سے منسوب فرمایا کرتے تھے اپنی تعلیمات کا مستند مترجم و مفسر مقرر فرمایا۔ اور یہ اعلان فرمایا کہ جو تشریح یا تفسیر آپ فرمائیں، اُن کو بھی ایسا ہی ماننا لازمی ہے جیسے حضرت بہاء اللہ کے کلمات مبارکہ کو اپنی آخری وصیت میں آپ فرماتے ہیں

"اس پر جو کتاب اقدس میں نازل ہوا غور کرو۔ جب میرے ظہور کا سمندر خشک ہو جائے اور کتاب آغاز اپنے انجام کو پہنچ جائے۔

تو مَن اراد اللہ" کی طرف توجہ کرو۔ جو اس اصل قدیم سے ظاہر ہوا ہے۔
اس آیۂ مبارکہ سے مُراد غصن اعظم ہے۔"

لوحِ غصن میں جس میں آپ حضرت عبدالبہاء کے مقام کو ظاہر کرتے ہیں فرمایا ہے۔

اے لوگو! ظہورِ غصن کے لئے خدا کی تعریف کرو کیونکہ تم پر یہ اسکی انتہائی عنایت اور کامل ترین برکت ہے اسی کے ذریعہ ہر ایک بوسیدہ ہڈی میں جان ڈالدی گئی ہے جو کوئی اسکی طرف توجہ کرے گا بیشک وہ خدا کی طرف توجہ کرے گا اور جو کوئی اس سے رُخ پھیرے گا وہ میرے جمال سے رُخ پھیرے گا میری حجت کا منکر ہو گا۔ اور انہیں سے گِنا جائے گا جو گنہگار ہیں۔

حضرت بہاء اللہ کے صعود کے بعد حضرت عبدالبہاء کو اپنے گھر پر اور اور اپنے طویل سفروں میں دنیا کے ہر ملک اور ہر خیال کے لوگوں سے ملاقات کے بکثرت موقعے ملے۔ آپ نے اُن سب کے سوالات کو اُن کی مشکلات اور ان کے اعتراضات کو سُنا اور اُن کے شافی جواب دیئے جو نہایت حفاظت کے ساتھ تحریرات میں ثبت کئے ہوئے محفوظ ہیں۔ متواتر کئی سال تک حضرت عبدالبہاء تعلیمات مبارکہ کو سمجھاتے اور موجودہ زندگی کے مشکل مسائل کے سُلجھانے میں ان کے عملی انطباق کو ظاہر فرماتے رہے۔ آپ کے پیروں کے درمیان جو کچھ بھی اختلاف رائے ہوتا وہ اُسے آپ کے پاس لے جاتے اور آپ اُس کا مستند فیصلہ سناتے۔ اس طرح آیندہ پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کا خطرہ بھی بہت کم ہو گیا ہے۔

امر اللہ کا خدا کی طرف سے آنا اور اس کا روحانی ہونا اس سے اور بھی ثابت ہوتا ہے۔

Marfat.com

کہ حضرت عبدالبہاؔ کے بعد کلمات ربانی کے مبین کا منصب اولیا امراللہ میں جاری رکھا گیا ہے اور وصایائے مبارکہ حضرت عبدالبہاؔ میں وصیت کے طور پر درج ہے۔ پس امراللہ اپنے تمام عصر کے دوران میں فرقہ بازی کے افتراق سے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوگا۔ جو مختلف تفاسیر کے اختلافات سے پیدا ہوتے ہیں نہ اسمیں وہ خرابی رونما ہوگی جو اسوقت جاری ہو جاتی ہے جب ادیت ان اعلیٰ معیاروں کے بدلے جو بانی امر ظاہر کرتا ہے ادنیٰ درجے کے معیار پھیلا دیتی ہے معاشرتی ترقی کے لزوم کے متعلق حضرت بہاء اللہ نے ایک بین الاقوامی بیت العدل بنانے کا حکم دیا ہے جس کے انتخاب کا طریقہ اور فرائض منصبی حضرت عبدالبہاؔ کی وصایائے مبارکہ میں زیادہ خصوصیت کے ساتھ درج ہیں یہ امر کہ یہ اعلیٰ انتظامیہ جماعت جس کے رئیس پہلے بعد دیگرے اولیاء امراللہ ہوں گے نہ صرف تمام ان امور کے متعلق جن کا ذکر کتاب اللہ میں نہیں۔ آیا قانون بنا سکتی ہے بلکہ خود اپنے بنائے ہوئے قانونوں کو حالات کے تقاضا کے مطابق منسوخ کر سکتی ہے۔ اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ امراللہ بطور ایک زندہ تشکیل کے مستقل طور پر جاری رہے۔ چونکہ اس کی بنیاد عالمگیر حقایق پر رکھی گئی ہے اسلئے خدا نے اسے یہ استعداد عطا فرمائی ہے کہ یہ ہر نسل وعصر کی ضروریات وحالات کے مطابق اپنے آپ کو بنا لے۔

حضرت بہاء اللہ کو قبول نے سے ان سب معاشرتی تعلیمات واداروں کو قبول کرنا پڑتا ہے جو آپ نے نازل کئے۔ اور حضرت عبدالبہاؔ نے قائم کئے ہیں اسلئے کوئی بہائی علیحدہ فرقہ یا مذہب کھڑا نہیں کر سکتا نہ ہی فرقہ بازی کیلئے اور کوئی حق جتا سکتا ہے اس ظہور کا اصلی و بنیادی مقصد یہ ہے کہ تمام قوموں جنسوں اور اور لوگوں کو ایک دین اور ایک تہذیب پر اکٹھا کرے۔

Marfat.com

حضرت عبدالبہاؔ فرماتے ہیں۔

امراللہ کا ایک دشمن وہ شخص ہے جو حضرت بہاؔ اللہ کے کلام کی تفسیر کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس طرح اپنی قابلیت کے مطابق اُن کے معنوں پر رنگ چڑھاتا ہے اور اپنے گرد کچھ پیرو جمع کرتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا بنانے اور امراللہ میں مناقشہ ڈالنے کیلئے ایک نیا فرقہ کھڑا کرتا ہے (اسٹار آف دی ویسٹ جلد ۲ صفحہ ۸)

ایک دوسری لوح میں آپ فرماتے ہیں

"یہ لوگ (فرقہ بندی بڑھانے والے) اس جھاگ کی مانند ہیں جو سطح سمندر پر جمع ہوتی ہے۔ بحر میثاق سے ایک لہر اٹھیگی اور ملکوت ابہیٰ کی قوت کے ذریعہ اس جھاگ کو دور کنارے پر جا پھینکے گی ...... یہ مکروہ خیالات جو شخصی اغراض اور بد ارادوں سے پیدا ہوتے ہیں سب نسیاً منسیا ہو جائیں گے۔ مگر میثاق الٰہی قائم اور محفوظ رہیگا۔

(سٹار آف دی ویسٹ جلد ۱۰ صفحہ ۹۵)

انسان اگر دین کو ترک کرنا چاہے تو اُسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں کہ خدا خود کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ روحانی بنے انسان کیلئے اپنی مرضی کو کام میں لانا ضروری ہے۔ مگر میثاق روحانی اہل بہاؔء کے اندر فرقہ بندی کو صریح طور پر ناممکن بناتا ہے۔

امر بہائی میں پیشہ ور مذہبی پیشوا نہیں

نظام بہائی کی ایک اور خصوصیت خاص طور پر قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں پیشہ ور مذہبی پیشوائی جائز نہیں مبلغین کے اخراجات کیلئے اپنی خوشی سے اگر کوئی چندہ دے تو اسکی اجازت ہے اور بہت سے

Marfat.com

اہل بہاء اپنا سارا وقت خدمت امر میں صرف کرتے ہیں۔ مگر ہر بہائی پر یہ واجب ہے کہ وہ تبلیغ اور دیگر تحریکات میں اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق حصّہ لے۔ کوئی خاص جماعت اس بات کیلئے مخصوص نہیں کی گئی کہ وہ مذہبی پیشوائی کریں۔ یا ان کے سے اختیارات رکھیں۔

پہلے زمانوں میں مذہبی پیشواؤں کا ہونا ضروری قرار دیا جاتا تھا۔ کیونکہ لوگ ان پڑھ ہوتے تھے اور اپنی مذہبی تعلیم اور مذہبی رسم ورواج کی ادائیگی اور عدالت وانصاف کے کاموں کے لئے مذہبی پیشواؤں کے محتاج ہوتے تھے۔ اب زمانہ بدل گیا ہے تعلیم عام ہوتی جا رہی ہے اور جب حضرت بہاء اللہ کے احکام پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا تو دنیا کا ہر ایک لڑکا اور لڑکی جیسی کہ چاہئے ویسی تعلیم پایا کرینگے اس طرح ہر فرد واحد کلام الٰہی کو پڑھ سکیگا۔ اور بذات خود سرچشمہ سے اپنے لئے آبحیات حاصل کیا کرے گا۔ منفصل رسوم ورواج جن کی ادائیگی کے لئے ایک خاص پیشے یا فرقے کی خدمات کی ضرورت پڑے۔ امر بہائی میں نہیں ہیں اور عدالت وانصاف اُن حکام کے سپرد کیا گیا ہے جو اس مقصد کے لئے مقرر کئے گئے ہوں۔

بچے کے لئے معلم کا ہونا لازمی ہے۔ مگر ایک اچھے استاد کا نصب العین یہ ہوگا کہ وہ شاگرد کو استاد کی ضرورت سے مستغنی کر دے یعنی وہ اُسے اس قابل بنا دے کہ وہ چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھے اپنے کانوں سے سُنے اور اپنی عقل سے سمجھے اسی طرح جب تک نوع انسان اپنے بچپن میں تھی۔ پیشہ ور مذہبی استاد لازم تھے۔ مگر اُن کا اصل کام یہ تھا کہ وہ لوگوں کو اپنی ضرورت سے مستغنی کر دیں اور لوگوں کو اس قابل بنا دیں کہ وہ روحانی چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اپنے کانوں سے سُنیں اور اپنی عقل سے سمجھیں اب ان مذہبی استادوں کا کام ختم ہو چکا ہے اور بہائی تعلیمات کا نصب العین اب یہ ہے کہ ان کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے اور لوگوں کو

Marfat.com

سوائے خدا کے اور سب سے مستغنی بنا دے تاکہ وہ بذات خود اسکی یعنی اس کے ظہور کی طرف متوجہ ہوں جب سب ایک مرکز کی طرف توجہ کریں گے۔ تب گڑبڑ اور غلط فہمیاں نہ رہیں گی۔ اور جس قدر سب مرکز کے قریب آتے جائیں گے اسی قدر وہ ایکدوسرے کے قریب اور متحد ہوتے جائیں گے۔"

Marfat.com

نواں باب

حقیقی تمدّن

"اے خدا کے لوگو! اپنے آپ میں ہی مشغول نہ رہو۔ عالم کی بہبودی اور لوگوں کی تربیت کی طرف بھی متوجہ ہو۔"

(حضرت بہاء اللہ)

دین تمدن کی بنیاد ہے

بہائی عقیدے کے مطابق انسانی زندگی کے انفرادی اور معاشرتی مسائل ایسے پیچیدہ ہیں کہ محض عقل انسانی تنہا انہیں حل کرنے پر قادر نہیں۔ مقصد حیات سے وہ خدائے علیم ہی پوری طرح واقف ہے اور وہی جانتا ہے کہ یہ مقصد کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ انبیائے کرام کے ذریعے وہ انسانوں کو انسانی زندگی کی حقیقی منزل مقصود سے آگاہ کرتا ہے اور انہیں ترقی کا سیدھا راستہ دکھاتا ہے اس لئے ایک حقیقی تمدن کا انحصار انبیائے کرام پر جو کلام نازل ہوا اسکی وفادارانہ اطاعت پر ہے۔ کلمات فردوسیہ میں فرمایا ہے

"دین جہاں کے انتظام اور مخلوقات کے اطمینان کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ارکان دین کی سستی نے جاہلوں کی ہمت کو بڑھا رکھا ہے اور انہیں منہ پھٹ اور متکبر بنا دیا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ

Marfat.com

کہ جس قدر دین کا بلند مرتبہ گھٹایا جائے گا اسی قدر شریروں کی غفلت بڑھے گی جس کا آخر نتیجہ فساد اور بدنظمی ہے ......
اہل مغرب کے طرز تمدن کو دیکھو کہ اس نے تمام دنیا میں کیسی کھلبلی ڈالدی ہے۔ بے شمار بندگان خدا جہنمی ہتھیاروں کی نذر ہوئے اور ایسی بے رحمی سے قتل ہوئے کہ نہ کبھی دنیا کی آنکھوں نے دیکھی اور نہ کانوں نے سنی لیکن ان زبردست اور قوی فسادوں کی اصلاح بجز اس کے ممکن نہیں کہ دنیا کے تمام فرقے ایک خیال یا ایک مذہب کے سایہ کے نیچے ہو جائیں...... اے اہل بہاء! ہر ایک حکم جو آسمان سے نازل ہوا ہے دنیا کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے۔"

یورپ کی موجودہ حالت ان کلمات کی جو کئی سال پہلے نازل ہوئے تھے بولتی ہوئی گواہ ہے کلمات الٰہی سے بے پرواہی اور بے دینی کے دور دورہ کے ساتھ ساتھ زبردست فساد اور تباہی بھی پھیل رہی ہے۔ بجز مطلوب اور مقاصد کی تبدیلی کے جو ایک سچے دین کی حقیقی خاصیت ہے دنیا میں اصلاح کا ہونا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔

عدل

کلمات مکنونہ کی چھوٹی سی بیاض میں جس میں حضرت بہاء اللہ تعلیمات انبیاء کا جوہر بیان فرماتے ہیں آپ کی پہلی نصیحت ہر شخص کی انفرادی زندگی کے بارے میں یہ ہے۔

"ایک نیک، پاک، اور منوّر دل کا مالک بن۔" اور دوسری نصیحت جو معاشرتی زندگی کا بنیادی اصول ہمارے بتاتی ہے۔ فرمایا ہے۔

" انصاف مجھے سب چیزوں سے پیارا ہے اگر تو مجھے چاہتا ہے تو اسے مت بھول اس کے ذریعہ تجھے ایسی توفیق ملے گی کہ تو اشیا کو

Marfat.com

دوسروں کی آنکھوں سے نہیں بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ دُنیا کو کسی دوسرے شخص کے علم سے نہیں بلکہ اپنے علم سے جانے گا۔ اس بات پر غور کر کہ تجھے کیسا ہونا چاہئے۔ انصاف تیرے لئے میری بخشش ہے۔ اور میرے فضل کی نشانی ہے۔ اسکی طرف متوجہ ہو۔

معاشرتی زندگی کا پہلا اصول یہ ہے کہ افراد سچ کو جھوٹ سے اور صحیح کو غلط سے تمیز کرنے اور اشیا کے حقیقی تناسب کو دیکھنے کے قابل ہوں روحانی اور معاشرتی کوتاہ نظری کا سب سے بڑا سبب اور اجتماعی ترقی کا سب سے بڑا دشمن خود غرضی ہے۔

حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں

اے پسران فراست! چھوٹی سی مہین پلک آنکھ کو دنیا و مافیہا کے دیکھنے سے باز رکھتی ہے اب اس سے تم اندازہ لگاؤ کہ حرص و آز کا پردہ جب دل کی آنکھ پر پڑ جائے تو کیا نتیجہ ہو گا۔ اے لوگو! حرص و حسد کی تاریکی انوار روح کو اسی طرح چھپائے رکھتی ہے جیسے بادل سورج کی کرنوں کو چھپائے رکھتا (ایرانی زردشتی احباب کے نام لوح)

مدت مدید کے تجربات اب آخر کار انسان کو انبیاء کی اس تعلیم کی صداقت کا یقین دلاتے جا رہے ہیں کہ خود غرضانہ خیالات اور عمل درحقیقت اجتماعی مصیبت سر پر لاتے ہیں اور اگر انسان بے شری کی موت مرنا نہیں چاہتے تو ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کی چیزوں کو اسی نظر سے دیکھے جس نظر سے اپنی سب پڑونے کو دیکھتا ہے اور اپنے مفاد کو کل نوع کے مفاد کے ماتحت رکھے۔

کلمات فردوسیہ میں حضرت بہاء اللہ نے فرمایا ہے۔

اے ابن انسان اگر تیری نظر خدا کے فضل پر ہے تو اپنے نفع کو چھوڑ اور لوگوں کو نفع پہونچا اور اگر تیری نظر اس کے عدل پر ہے تو جو تو اپنے

لئے پسند کرتا ہے جو وہ انسانوں کے لئے بھی پسند کرے" (کلمات فردوسیہ)

طرز حکومت حقیقی نظام اجتماعی کے مسئلہ کے متعلق حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں دو قسم کے حوالے ملتے ہیں۔ جو الواح سلاطین روئے زمین کے نام نازل ہوئی ہیں اُن میں اس طرز حکومت پر بحث کی گئی ہے جو حضرت بہاء اللہ کے زمانہ حیات جسمانی میں رائج تھا اور دوسری قسم کے حوالے اُس طرز سے متعلق ہیں جس کی نشوونما بہائی جماعت میں آئندہ ہوگی۔

اسی وجہ سے آپ کے بیانات مبارکہ میں اس مسئلہ کے متعلق زبردست اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک جگہ ارشاد ہے کہ

"عظمت و جلال والے سچے اور واحد خدا نے ہمیشہ انسانوں کے دلوں کو اپنا مال اور صرف اپنی ملکیت قرار دیا ہے اور برابر قرار دیتا رہیگا۔ اس کے علاوہ ہر چیز کو خواہ زمین کی ہو یا سمندر کی دولت ہو یا عزت سلاطین و حکام روئے زمین کو بخشدیا ہے" اور پھر ارشاد ہے کہ

"آج کے دن سب لوگوں کیلئے مناسب ہے کہ وہ اسم اعظم کو مضبوط پکڑلیں اور تمام بنی نوع انسان میں اتحاد قائم کریں۔ خدا سے بچ کر کوئی بھی بھاگنے کی جگہ نہیں اور اس کے سوائے کسی شخص کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی" (گلینگس ص ۲۰۶ و ۲۰۳)

ان دونوں نظریوں میں جو ظاہرا اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ جب ہم اس امتیاز کو سمجھتے ہیں جو آپ نے صلح اصغر و صلح اکبر کے درمیان قائم کیا ہے اُن الواح میں سلاطین کے نام نازل ہوئی ہیں حضرت بہاء اللہ نے بادشاہوں کو خطاب کر کے فرمایا ہے کہ ان کو ایک جگہ جمع ہو کر سیاسی صلح کے ذرائع پیدا کرنے چاہئیں ہتھیاروں کو کم کرنا چاہئے اور مفلسوں کے بار کو ہلکا اور ان کی ناداری کو دور کرنا چاہئے

Marfat.com

اور آپ کے کلمات مبارکہ سے یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ اگر سلاطین نے اس ضرورت و کے موافق عمل نہ کیا تو انقلابات اور لڑائیاں ہونگی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پرانا نظام درہم برہم ہوکر رہ جائے گا۔ اسی بنا پر آپ نے ایک طرف تو فرمایا کہ

"آج لوگوں کو لازم ہے کہ صاحب اختیار حاکموں کی اطاعت کریں"

اور دوسری طرف ارشاد ہوا کہ

"جو لوگ دنیا کی دولت اور زر و جواہر جمع کرتے اور خدا کو حقیر سمجھ کر اس سے روگردانی کرتے ہیں انھوں نے دنیا و عقبٰے دونوں کو کھو دیا ہے بہت جلد خدا ان سے اُن کے مقبوضات کو چھین لے گا۔ اور ان پر سے اپنے فضل و کرم کا خلعت اُتار لے گا۔ اے لوگو! ہم نے تمہارے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ اگر تم نے اس مقررہ گھڑی تک خدا کی طرف توجہ نہ کی تو وہ تمھیں اپنی تباہی لانے والی گرفت میں لے لیگا۔ اور تم پر ہر طرف سے سخت عذابوں کو بھیجے گا۔

اس وقت آنے والی افراتفری اور سراسیمگی کے آثار نمایاں ہیں کیونکہ جو نظام کہ اسوقت جاری ہے وہ افسوس ناک حد تک ناقص دکھائی دینے لگا ہے۔ اگرچہ دنیا کے بادشاہوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ ملے جو تمہاری طرف توجہ کرے لیکن ہم نے عہد کر لیا ہے کہ زمین پر تمھیں فتح مند کریں گے اور اپنے امر کو تمام لوگوں میں بلند کریں گے" (گلینگو صفحہ ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۴۸)

خداوند تعالیٰ نے دنیا میں امن و امان اور لوگوں کی ترقی کے ابتدائی مدارج کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ وقت آئے گا جب کہ لازمی طور پر ایک بہت بڑی اور ایسی بین الاقوامی مجلس جو عام لوگوں کو پسند ہو قائم کرنے کی سخت ضرورت عام طور پر محسوس ہوگی۔ زمین کے بادشاہوں اور حاکموں کو جبراً اسمیں داخل

Marfat.com

ہونا پڑے گا۔ اور اس کے مشورت کے جلسوں میں شریک ہو کر ایسے وسائل و وسائط سوچنے پڑینگے جن سے ساری دنیا کے انسانوں کے درمیان صلح اکبر کی داغ بیل ڈالی جائے۔ اس قسم کی صلح کا تقاضا ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں زمین کے لوگوں کے امن و امان کی خاطر آپس میں مِل جُل کر رہنے کا پختہ عہد و پیمان کریں اگر ایک بادشاہ دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھائے تو سب متفق ہو کر اس کو روکنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوں۔ (گلینگز صـ ۲۴۹)

اس قسم کی نصائح سے حضرت بہاء اللہ نے ان حالات کو ظاہر کیا ہے جن کے ماتحت آج اس یوم اللہ میں پبلک ذمہ داری کو پورا کرنا چاہئیے۔

بین الاقوامی اتحاد کی تلقین کرتے ہوئے آپ ویسے ہی صریح الفاظ میں بادشاہوں اور حاکموں کو تنبیہ کرتے ہیں کہ اگر جنگ جاری رہی تو ان کا اختیار و اقتدار خاک میں لمجائے گا۔ موجودہ تاریخی واقعات نے اس تنبیہ پر مہر تصدیق لگادی ہے کیونکہ جابرانہ تحریکات پیدا ہو گئی ہیں جو تمام مہذب اقوام میں تباہ کن طاقت حاصل کر چکی ہیں اور جنگ اس درجہ تک ترقی کر چکی ہے کہ فتح کسی کو بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ اب جبکہ تم نے صلح اکبر سے انکار کیا ہے تو صلح اصغر کو ہی مضبوط پکڑو شاید کچھ حد تک تم اپنی اور اپنی رعایا کی حالت بہتر بنا سکو۔ خداوند خدا نے دنیا بھر کے علاج کیلئے جو اکسیری نسخہ اور سب سے طاقتور آلہ مقدر کیا ہے وہ تمام لوگوں کا اس عالمگیر امر اور اس دین عمومی پر مجتمع ہونا ہے اور یہ سوائے ایک قادر مطلق اور حاذق وملہم طبیب کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ (گلینگز صـ ۲۵۴-۲۵۵)

* صلح اصغر سے مراد حکومتوں کا سیاسی اتحاد ہے اور صلح اکبر سے مراد وہ اتحاد ہے جس میں روحانی، سیاسی اور اقتصادی عنصر بھی شامل ہیں۔

Marfat.com

وہ بہت جلد موجودہ نظام لپیٹ لیا جائے گا۔ اور اسکی جگہ نیا نظام بچھا دیا جائے گا۔ (گلینگز ص)

گزشتہ زمانوں میں حکومت کا کام بیرونی معاملات و مادی امور کو ہی دیکھنا تھا۔ مگر اس زمانہ میں حکومت کے فرائض منصبی میں قیادت۔ ایثار و عرفان روحانی بھی داخل ہیں جو سوائے ان کے جو خدا کی طرف متوجہ ہوں اور کسی کو حاصل ہونا ناممکن ہیں۔

سیاسی آزادی

حضرت بہاءاللہ نے اگرچہ مقامی قومی اور بین الاقوامی ہیئتوں میں دستوری حکومت کی تلقین فرمائی ہے۔ مگر آپ فرماتے ہیں کہ جب تک انسان انفرادی اور اجتماعی ترقی کے ایک اعلیٰ درجہ تک نہیں پہونچیں گے اسوقت تک اس قسم کی حکومت کا ہونا ناممکن ہے جاہل لوگوں کو جو اپنی نفسانی خواہشات کے بندے ہوں اور عمومی معاملات کو چلانے کے نااہل ہوں یکدم خود اختیاری حکومت دے دینا تباہی کا باعث ہوگا آزادی سے بڑھکر ان لوگوں کیلئے جو اس کا دانشمندانہ استعمال نہیں جانتے کوئی چیز خطرناک نہیں کتاب اقدس میں فرمایا ہے۔

انسان کے دل کی کمزوری کو دیکھو۔ وہ اس چیز کا خواہاں ہے جو اس کے ضرر کا باعث ہے۔ اور اس چیز سے دوری کرتا ہے جو اس کے لئے فائدہ مند ہے۔ ایسے لوگ بھٹکے ہوئے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ آزادی کے جویا ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں مگر یہ لوگ صریح جہالت میں ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے آزادی کا نتیجہ ہیجان ہوتا ہے جس کی آگ بجھائے نہیں بجھتی۔ اس طرح تمہیں علیم و حکیم خدا آگاہ کرتا ہے۔ کہ جانو! آزادی مطلق کے مظاہر حیوان ہیں

Marfat.com

انسان کیلئے لازم ہے کہ وہ قوانین کے تحت میں رہے جو اُسے اس کے اپنے نفس کی جہالت سے اور دغا باز لوگوں کے فریب سے محفوظ رکھیں آزادی انسان کو ادب و وقار کی عزت سے عاری کر دیتی ہے اور اُسے رذالت کی طرف لے جاتی ہے انسانوں کو بھیڑوں کا ایک گلہ تصور کرو ان کے لئے ایک گلہ بان لازمی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ عین حق ہے اور حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں ہم آزادی کی بعض حالات میں اجازت دیتے ہیں مگر ہر حالت میں نہیں۔ کہدے آزادی میرے احکام کے ماننے میں مضمر ہے اگر تم اُن میں سے ہو جاؤ جو جانتے ہیں۔ اگر لوگ اسکی اطاعت کریں گے جو ہمنے آسمان وحی سے نازل فرمایا ہے تو وہ اپنے نفوس کو کامل آزادی میں پائینگے ..... کہدے کہ آزادی جو تمہارے لئے فائدہ بخش ہے وہ خدائے برحق کی بندگی میں ہے اور جو اسکی حلاوت کو چکھ لیتا ہے وہ زمین و آسمان کی بادشاہت کے بدلے بھی اس کو نہیں دیتا ہے۔

گری ہوئی اور پسماندہ اقوام کی حالت کو سدھارنے کیلئے خدائی تعلیمات اکسیر کا حکم رکھتی ہیں جب اقوام اور سیاست دان ہردو ان کو اختیار کرنا سیکھ لیں گے تو قومیں ہر قسم کی بندشوں سے آزاد ہو جائیں گے۔

حکام اور رعایا

حضرت بہاءاللہ ظلم و ستم کو نہایت شدت کے ساتھ حرام قرار دیتے ہیں۔ کلمات مکنونہ میں فرمایا ہے۔

"اے ظالمان روئے زمین! اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روک لو۔ کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ کسی نا انصافی کو کبھی معاف نہ کرونگا۔ یہ میرا عہد ہے جو میں نے لوح محفوظ میں مقدر کیا تھا اور اُس پر جلال کی مہر لگائی تھی۔"

وہ لوگ جن کے سپرد قوانین کو بنانے اور نافذ کرنے کا کام ہے انکو چاہئے کہ مشورت کے رشتے کو مضبوط پکڑیں اور پھر جو باتیں بندوں کی حفاظت

Marfat.com

خوشحالی بہبودی و اطمینان کا سبب ہوں ان کو اختیار کریں۔ کیونکہ
یہ کام اگر کسی اور طرح کیا جائے گا تو بدامنی اور جھگڑے کا موجب ہوگا۔
لوگوں کے لئے بھی فرض ہے کہ وہ عادل حکومت کے وفادار اور مطیع رہیں (فتح العالم) ان کو لازم
ہے کہ وہ قوم کے معاملات کو بہتر بنانے کیلئے تعلیمی وسائل اور نیک نمونہ کی قوت کو
اپنا آلۂ کار بنائیں۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں۔

اہل بہا کو چاہئے کہ جس سلطنت کے زیر سایہ رہیں اسکی خیر خواہی
کریں اور اس کے ساتھ صدق اور خلوص کا برتاؤ رکھیں اور اس کے مطیع
رہیں۔ (بشارات)

"اے خدائی گروہ! اپنے وجود کو امانت اور دیانت کی پوشاک سے زینت
دو۔ پھر اعمال اور اخلاق کے لشکروں سے اپنے پروردگار کی مدد کرو۔ ہم نے
تم کو اپنی کتابوں، الواح صحیفوں اور تحریروں میں لڑائی جھگڑے اور فساد
سے منع فرمایا ہے اور اس سے ہمارا مقصود بجز تمہاری سرفرازی اور سربلندی
کے اور کچھ نہیں" (اشراقات)

تقرری و ترقی کسی شخص کو کسی عہدے پر مقرر کرتے وقت اس عہدہ کیلئے
اسکی تقرری کا معیار اسکی اہلیت ہونی چاہئے اس ایک
حقیقی مناسبت کے علاوہ اور رعایتیں مثلاً حقوق معاشرتی یا مالی حالت خاندانی
لحاظ یا شخصی دوستی سب کی سب نظرانداز کردینی چاہئے۔ اشراقات میں حضرت
بہاء اللہ نے فرمایا ہے:

اشراق پنجم بادشاہوں کو چاہئے کہ اپنی رعایا اور حکام ماتحت کے
حالات سے خبردار رہیں اور لوگوں کو عہدے ان کی لیاقت اور
قابلیت کے مطابق دیں اس بات پر ہر ایک امیر اور بادشاہ کا

Marfat.com

التفات کرنا لازم ہے تاکہ امین کی خائن اور نگہبان کی جگہ کوئی ڈاکو غصب نکرے۔"

ایک معمولی ساغور وخوض یہ ظاہر کر دے گا کہ جب اس اصول کو سب مان لیں گے اور اس پر عمل کرنے لگیں گے تو ہماری معاشرتی زندگی میں ایک حیرت انگیز تبدیلی واقع ہوگی۔ جب ہر شخص کو صرف وہی عہدہ دیا جائے گا۔ جس کیلئے اس کی لیاقت اور قابلیت اسے مستحق ٹہراتی ہیں تو وہ اپنے کام کو دل لگا کر کرے گا اور اپنے کام میں ماہر ہو جائے گا۔ جس سے خود اس کو اور تمام دنیا کو بے انتہا فائدہ پہونچے گا۔

اقتصادی مسائل

بہائی تعلیمات بڑے شدومد سے امیر و غریب کے اقتصادی تعلقات میں اصلاح کی ضرورت پر زور دیتی ہیں۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

حالات عوام کا بندوبست ایسا ہونا چاہئے کہ افلاس دنیا سے گم ہو جائے اور ہر شخص جہاں تک ممکن ہو اپنے درجہ اور حالت کے مطابق آرام و آسائش سے زندگی بسر کر سکے۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو وہ لوگ ہیں جو دولت سے لدے رہتے ہیں اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو فاقہ سے مر رہے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو عالیشان محلات میں رہتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جنہیں سر چھپانے کیلئے کہیں جگہ میسر نہیں۔ .... معاملات کی یہ حالت سراسر غلط ہے اور اس کو درست کرنا لازمی ہے مگر درستی حالات کا کام نہایت ہوشیاری سے کرنا چاہئے۔ یہ اس طرح سے نہیں ہو سکتا کہ سب لوگوں کو ایک سا کر دیا جائے۔ ایسی یکسانیت محض ایک خیالی اور وہمی بات ہے یہ بالکل ناقابل عمل ہے۔ اگر یکسانیت تاہم بھی کر لی جائے تو یہ زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتی۔ اگر اس کا وجود عالم امکان میں آ گیا تو یہ دنیا کا

Marfat.com

نظام بالکل درہم برہم ہو جائے گا۔ خدا نے پیدائش انسان میں یہی مقدر فرمایا ہے ..... ایک بڑی فوج کی طرح بنی نوع انسان کو بھی جرنیل کپتانوں۔ درجہ بدرجہ ماتحت افسروں اور سپاہیوں کی ضرورت ہے جو اپنے اپنے مقررہ فرائض کو ادا کریں۔ ایک مرتب نظام کے لئے درجات کا ہونا قطعی لازمی ہے۔ فوج میں سب کے سب جرنیل ہی نہیں ہو سکتے۔ یا صرف کپتان ہی ہوں یا سب سپاہی ہوں اور کوئی ان میں صاحب اختیار نہ ہو گا۔

چونکہ بعض تو بے حساب دولتمند ہیں اور دوسرے افسوس ناک حالت افلاس میں ہیں اس لئے ان معاملات کی درستی کیلئے ایک نظام کا ہونا لازمی ہے ۔ دولتمندی اور افلاس دونوں کی ایک حد مقرر کرنی لازمی ہے۔ افراط و تفریط دونوں بُری ہیں ..... جب ہم افلاس کو فاقہ کی حد تک پہنچا ہوا پاتے ہیں تو یہ امر اس بات کو یقینی بنا دیتا ہے کہ کہیں نہ کہیں ظلم و ستم بھی ضرور موجود ہے۔ اقوام عالم کو چاہئے کہ وہ اس معاملہ کو جوش و خروش سے اپنے ہاتھ میں لیں اور وہ ان حالات کے بدلنے میں جو انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو چور چور کر دینے والی ہے اور ان کو مفلسی کا شکار بنائے ہوئے ہے دیر نہ کریں۔

دولتمندوں کو لازم ہے کہ وہ اپنی بے شمار دولت میں سے کچھ دیں۔ ان کو چاہئے کہ وہ اپنے دلوں کو نرم کریں اور ایک ترحم آمیز ذہنیت پیدا کریں اور ان بدقسمتوں کا خیال کریں جو زندگی کی معمولی ضروریات کے بھی محتاج ہیں۔

اس انتہائی دولتمندی اور انتہائی احتیاج کو دور کرنے کیلئے ایک خاص قانون بنایا جائے ہم کیتیں اس خدائی قانون کی جو سب کے ساتھ برابر کا انصاف کرتا ہے پیروی کریں۔ جب تک یہ نہ ہو گا شریعت الٰہی کی اطاعت نہ ہو گی۔"

(پیرس کے لیکچر (انگریزی) صفحہ ۱۴۰)

Marfat.com

دخل اور خرچ

حضرت عبدالبہاء تجویز فرماتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ہر گاؤں یا ہر ضلع کے مالی معاملات کے انتظام کا اختیار اُس کے اپنے ہاتھ میں ہو۔ اور اسکو لازم ہے کہ وہ مرکزی حکومت کے اخراجات کیلئے مناسب حصّہ ادا کرے محصول کا سب سے بڑا ذریعہ تدریجی انکم ٹیکس (آمدنی پر محصول) ہونا چاہیئے اگر کسی شخص کی آمدنی اُس کے ضروری اخراجات سے زائد نہیں ہوتی تو اسپر ٹیکس نہ لگایا جائے مگر ان سب حالات میں جن میں آمدنی ضروری اخراجات سے زیادہ ہوتی ہو ٹیکس ضرور عائد کرنا چاہیئے اور جتنی فالتو آمدنی بڑھتی جائے اتنا ہی ٹیکس بھی بڑھاتے جانا چاہیئے۔

دوسری طرف اگر ایک شخص بیماری فصل کی خرابی یا اور کسی سبب سے جس پر اُس کو اختیار نہیں اتنا نہیں کما سکتا جو اُس کے سالانہ اخراجات ضروری کے لئے کافی ہو تو ایسے شخص کو جس قدر اس کی ضرورت ہو خزانہ سے دیدیا جائے"۔

آمدنی کے اور بھی ذرائع ہوں گے۔ مثلاً لاوارث جائدادیں۔ کانیں۔ دبے ہوئے خزانے اور بہ طیبِ خاطر دیئے ہوئے چندے۔ اخراجات میں ضعیفوں یتیموں۔ سکولوں۔ گونگوں۔ اور بہروں کی امداد اور صحت عامہ کی قائم رکھنے کی مدیں ہونگی۔ اس طرح ہر ایک کی آسایش اور بہبودی کا خاطرخواہ انتظام کیا جائے گا۔

مزید اطلاع کے لئے دیکھو حضرت عبدالبہاء کے خطابات جو امریکہ میں دیئے گئے۔

خود اختیاری حصّہ داری

"پائدار امن کے قیام کے لئے مرکزی تنظیم" کے اداریے کے نام لوح میں جو ۱۹۱۹ء میں تحریر ہوئی حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک شخص اپنی جائداد میں دوسروں کو بھی بہ طیب خاطر حصّہ دار بنائے یہ

Marfat.com

خود اختیاری حصہ داری (قانونی) یکسانیت سے بڑھکر ہے اور اسکی تہہ میں یہ خیال کارفرما ہے کہ کوئی اپنے آپکو دوسروں پر ترجیح نہ دے۔ بلکہ دوسروں کے لئے اپنی جان اور مال کو بھی نثار کر دے مگر اس میں زبردستی سے ہرگز کام نہ لینا چاہیے کہ ایک قانون بنا دیا جائے اور لوگوں کو زبردستی اسکی اطاعت کرنی پڑے بلکہ ایسا ہو کہ انسان خود بخود بخوشی تمام اپنے مال و جان کو دوسروں کے لئے نثار کرے اور اپنی مرضی سے غربا کیلئے خرچ کرے جس طرح ایران میں اہل بہا کرتے ہیں۔

کام کرنا سب کیلئے فرض ہے

اقتصادی مسئلہ کے متعلق حضرت بہاء اللہ کا ایک بہت ہی اہم حکم یہ ہے کہ ہر ایک کو کسی نہ کسی مفید کام میں مشغول ہونا چاہیے۔ معاشرتی اجتماع میں نکھٹوؤں کا کام نہیں۔ ہیئت اجتماعیہ میں کوئی تندرست مفت خورے نہ ہوں۔

بشارات میں فرمایا ہے۔

تم میں سے ہر ایک پر کسی نہ کسی صنعت۔ یا ہنر کا حاصل کرنا فرض ہے تمہارا اس میں مشغول ہونا۔ ہم نے خدا تعالیٰ کی عبادت کے برابر قرار دیا ہے۔ لوگو! خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے الطاف پر غور کرو پھر صبح و شام اس کا شکر کرو۔

اپنے وقت کو فضول شغلوں اور سستی میں ضائع نکرو اور وہ کام کرو جس سے تمہیں بھی نفع پہونچے۔ اور دوسروں کو بھی۔ اس لوح میں جس کے افق سے حکمت و بیان کا سورج چمکا ہے ایسا ہی حکم ہوا ہے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ نفرت کے قابل وہ شخص ہے جو ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ جائے اور دوسروں سے سوال کرے سو تم اللہ پر

Marfat.com

جو مسبّب الاسباب پر بھروسہ کرکے اسباب کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو۔"
آجکل دنیا کی تجارت کی کس قدر قوت صرف ان لوگوں کی کوششوں کو توڑنے اور بے اثر کرنے میں صرف کی جاتی ہے جو آپس میں تجارتی جنگ و مقابلہ کرنے پر تُلے رہتے ہیں اور اس سے بھی بڑھکر کس قدر قوت ان سے زیادہ نقصان دہ طریقوں میں لگ رہی ہے۔ اگر سب کو کام مل جائے اور سب کام کریں خواہ یہ کام دماغی ہو یا دستی۔ مگر حضرت بہاء اللہ کے حکم کے مطابق بنی نوع انسان کو فائدہ دینے والا ہو تو صحت افزا۔ آرام دہ۔ اور عزت بخش ضروریات زندگی کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ سب کے سب ان سے فائدہ اٹھائینگے۔ فقر و فاقہ۔ تنگدستی و افلاس۔ تجارتی غلامی۔ و صحت شکن محنت کا پھر کہیں نام بھی نہ رہے گا۔

دولت کے اخلاقی قوانین

بہائی تعلیمات کے مطابق دولت کا صحیح حصول اور اس کا صحیح استعمال دونوں قابلِ تحسین اور آبرو افزا ہیں خدمت کا پورا پورا معاوضہ دینا فرض ہے۔ لوح طرازات میں حضرت بہاء اللہ نے فرمایا ہے :-

"اہل بہاء کو چاہئے کہ وہ کسی کے حق کا انکار نہ کریں اور ارباب ہنر کا احترام کریں .... سب سے انصاف سے بات کریں اور نعمت کی قدر کریں۔"

سود کے بارے میں آپ نے اشراقات میں فرمایا ہے۔
اکثر آدمی اس حکم کے محتاج [illegible] آتے ہیں کیونکہ اگر سود درمیان میں نہ ہو تو لوگوں کے تمام کاروبار بند ہو جائیں [illegible] ایسے آدمی جو قرض حسنہ (ایسا قرض جو بلا سود کے دیا جائے اور جب قرضی کی مرضی ہو ادا کرے) سے دوسروں کی مدد کرتے ہوں کمیاب ہیں لہذا ہم نے بندوں پہ مہربانی کے ارادہ سے منافع کو بھی

مثل اُن دیگر معاملات کے قرار دیا جو لوگوں میں رائج ہیں یعنی اسوقت سے کہ یہ کھلا حکم مشیت الٰہی کے آسمان سے نازل ہوا۔ روپے کا سود حلال طیب اور پاک ہے ۔۔۔ لیکن اس حکم کی تعمیل انصاف و اعتدال کے ساتھ ہونی چاہیئے قلم اعلیٰ نے اس کی حد مقرر کرنے میں توقف کیا ہے اور یہ خدا کی حکمت اور اسکی رحمت اپنے بندوں پر ہے۔ ہم خدا کے دوستوں کو عدل و انصاف اور ایسے کاموں کی وصیت کرتے ہیں جن سے اس کے دوستوں کی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و شفقت ظاہر ہو ۔۔۔۔۔۔ ان باتوں کا جاری کرنا بیت العدل کے ممبروں کے ذمہ ڈالا گیا ہے تاکہ وہ وقت کی ضروریات کے مطابق اور دانائی کے ساتھ عمل کریں"

تجارتی غلامی کی نہی

کتاب اقدس میں غلامی کو بالکل منع فرمایا ہے حضرت عبدالبہاء اسکی توضیح فرماتے ہیں کہ نہ صرف انسانی غلامی ہی بلکہ تجارتی غلامی بھی شریعت الٰہی کے خلاف ہے ۱۹۱۳ء میں جب آپ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں تشریف فرما تھے تو آپنے امریکہ کے لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا۔

"۱۸۶۰ء اور ۱۸۶۵ء کے درمیانی عرصہ میں تم نے ایک حیرت انگیز بات کی یعنی تم نے انسانی غلامی کو بالکل اڑا دیا۔ مگر اسوقت تم کو اس سے بڑھکر حیرت انگیز بات کرنی چاہیئے یعنی تمہیں چاہیئے کہ تم تجارتی غلامی کو بھی مٹا دو ۔۔۔۔۔۔ اقتصادی مشکلات سرمایہ داروں اور مزدوروں کی باہمی آویزش سے حل نہ ہونگی۔ فساد و نزاع سے نہ مٹیں گی بلکہ جانبین کے درمیان ایک ایسی فضا پیدا کرنے سے دور ہوں گی جس میں ایکدوسرے کی خیر خواہی کا دم بھر ضاد رغبت بھرے تب حالات کی حقیقی اور پائیدار یکسانیت حاصل ہوگی ۔۔

۔۔۔۔۔ اہل بہاء نہ تو کوئی جبری ظلم آمیز اور ناجائز حرکتیں کرتے ہیں نہ وہ کچھ

Marfat.com

باغیانہ مطالبات کرتے اور نہ موجودہ حکومتوں کے خلاف انقلاب آفریں بغاوتیں برپا کرتے ہیں ..... زمانہ آرہا ہے کہ لوگ ایکدوسرے کی گاڑھی محنت سے دولت جمع نہ کر سکیں گے۔ دولتمند برضا و رغبت اپنی دولت کو بانٹا کرینگے..... خوں ریزی اور جنگ وجدل سے یہ معاملہ کبھی طے نہ ہوگا۔"

(اسٹار آف دی ویسٹ جلد ۷ نمبر ۱۵ صفحہ ۱۴۷)

دوستانہ مشورت۔ باہمی امداد منصفانہ شرکت۔ اور منافع یعنی حصہ داری ہی سے سرمایہ داروں اور مزدوروں کے مفاد کی بہترین خدمت ہو سکتی ہے۔ ہڑتالیں، اور دربندیاں نہ صرف اُن حرفتوں کیلئے ہی نقصان دہ ہیں جن پر ان کا فوری اثر پڑتا ہے بلکہ تمام قوم کیلئے خرابی کا باعث ہیں اس لئے یہ تمام حکومتوں کا فرض اوّلین ہے کہ وہ ایسے وسائل پیدا کریں جن سے جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کے ایسے وحشیانہ طریقے نیست و نابود ہو جائیں ۱۹۱۲ء میں نیو ہیمپشائر کے شہر ڈبلن میں حضرت عبدالبہاء نے فرمایا۔

اب میں تمہیں شریعت اللہ کے بارے میں کچھ بتاتا ہوں۔ خدائی قانون کے مطابق کام کرنے والوں کو صرف ان کی مزدوری پر ہی نہ رکھا جائے بلکہ اُن کو ہر کام میں حصہ دار بنانا چاہیئے۔ معاشرتی سوال بہت بڑا ہے۔ یہ مزدوری کے لئے ہڑتالیں کرنے سے حل نہ ہوگا۔ دنیا کی تمام حکومتوں کو متحد ہو کر ایک مجلس قائم کرنی چاہیئے اس مجلس کے ممبر پارلیمنٹوں اور شرفائے قوم سے چنے جائیں اِن ممبروں کا فرض ہو کہ وہ دانائی و قوت سے کوئی ایسی تجویز سوچیں جس سے نہ تو سرمایہ داروں کو بہت بڑا نقصان اور نہ مزدور ہی محتاج رہیں۔ وہ یہ قانون نہایت اعتدال کیساتھ بنائیں اور پھر عام طور سے اُسکی منادی کردیں کہ کام کرنے والوں اور

Marfat.com

سرمایہ داروں کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت کی جائے گی۔ جب طرفین کی رضاورغبت کے ساتھ یہ قانون نافذ کر دیا جائے تو اگر کوئی ہڑتال واقع ہو تو سب حکومتیں متحد ہو کر اسکی روک تھام کریں اور اگر ایسا نہ ہوا تو معاملہ خصوصاً یورپ میں بہت تباہی برپا کرے گا۔ خوفناک واقعات ظہور پذیر ہوں گے۔ یورپ کی عالمگیر جنگ کے اسباب میں سے یہ ایک حل طلب مسئلہ بھی ہوگا۔ کہ مالکان جائداد اور کانوں اور کارخانوں کے مالکوں کو چاہئے کہ علاوہ مزدوری دینے کے وہ اپنے کارکنوں کو اپنی آمدنی میں حصہ دار بنائیں اور اپنے منافع سے ایک خاصہ حصہ اپنے مزدوروں کو دیں تاکہ کارکن اپنی اپنی مزدوری کے علاوہ کارخانہ کی عام آمدنی سے بھی کچھ حصہ لے سکیں اور اس طرح اپنے کام کو جان و دل سے کریں۔ (سٹار آف دی ویسٹ جلد نمبر صفحہ)

وصیت نمبر ۱

حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص آزاد ہے کہ وہ جس طرح چاہے اپنی حین حیات میں اپنے مال کو تقسیم کرے اور یہ ہر شخص پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ ایک وصیت لکھے اور اسمیں تحریر کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی جائداد کو کس طرح تقسیم کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص بغیر وصیت کئے مر جائے تو اس کی جائداد کی قیمت کا اندازہ لگا کر مقررہ حصوں میں سات قسم کے وارثوں یعنی بچے بیوی۔ یا خاوند۔ باپ۔ ماں۔ بھائیوں بہنوں۔ اور استادوں کے درمیان تقسیم کر دینا چاہئے۔ ان ورثاء میں سے ہر ایک کا حصہ درجہ بدرجہ رکھا گیا ہے اور کم ہوتا چلا گیا ہے اگر ان میں سے کوئی وارث نہ ہو تو اس کا حصہ بیت المال میں جمع ہو جائے گا۔ تاکہ وہ ناداروں۔ یتیموں، بیواؤں یا اور رفاہ عام کے کاموں میں خرچ کیا جائے۔ اگر مرنے والا بالکل ہی لاوارث ہو تو اس کی کل جائداد بیت المال میں جمع ہو جائے گی۔

شریعت بہائیہ میں کوئی قانون ایسا نہیں جو کسی کو اپنی جائداد اگر وہ چاہے

Marfat.com

تو کسی ایک شخص کے نام چھوڑ جانے سے روکتا ہو، مگر اہل بہا فطرۃً اس نمونہ کے بعد اثر اپنی وصیتیں لکھیں گے جو خدا نے انہیں لاوارث جائدادوں کی حالت میں فیصلہ کر کے بتایا ہے اور جس کے ذریعہ جائداد ورثا کی ایک بہت بڑی تعداد میں تقسیم ہو سکتی ہے۔

مرد و عورت کی مساوات

معاشرتی اصولوں میں سے ایک اصول جس کو حضرت بہاء اللہ نے بہت اہمیت دی ہے یہ ہے کہ عورت کو مرد کے برابر خیال کرنا چاہیئے اور انہیں برابر حقوق دینے چاہئیں ایک ہی تعلیم اور یکساں مواقع ملنے چاہئیں۔

وہ بڑا ذریعہ جس کے وسیلے آپ عورتوں کی آزادی کو عرصۂ شہود میں لانا چاہتے تھے عالمگیر تعلیم ہے لڑکیوں کو بھی ایسی ہی اعلیٰ تعلیم ملنی چاہئے جیسی لڑکوں کو دی جاتی ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ شریعت بہائیہ میں لڑکیوں کی تعلیم لڑکوں کی تعلیم سے زیادہ ضروری رکھی گئی ہے کیونکہ اپنے وقت پر یہ لڑکیاں اپنی جنس کی اور نئی پود کی بھی آزاد معلمہ ہونگی۔ بچے سبز اور نازک شاخوں کی مانند ہیں اگر شروع کی تربیت درست ہے تو وہ سیدھے بڑھتے ہیں اگر یہ غلط ہے تو وہ ٹیڑھے بڑے ہوتے اور زندگی بھر وہ اوائل عمر کی تعلیم کے زیر اثر رہتے ہیں۔ اس لئے یہ قدر اہم ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم عمدہ اور حکمت و دانائی کے ساتھ کی جائے۔

مغربی سفروں میں حضرت عبدالبہاء کو اس موضوع پر بارہا بہائی تعلیمات کے بیان کرنے کا موقعہ ہوا۔ جنوری ۱۹۱۳ء کو لندن میں آزادیٔ نسواں کی ... کے ایک جلسہ میں آپ نے فرمایا۔

نوعِ انسان ایک پرندہ کی مانند ہے جس کے دو بازو ہوتے ہیں ایک بازو مرد ہے اور دوسرا عورت۔ جب تک دونوں بازو مضبوط نہ ہوں گے اور ایک متحدہ کوشش سے نہ ہلائے جائیں گے پرندہ آسمان کی طرف اڑ نہیں سکتا۔

Marfat.com

اس زمانہ کی فضا کے مطابق عورتوں کے لئے آگے بڑھنا اور زندگی کے تمام شعبوں میں مردوں کے برابر ہو کر کام کرنا ضروری ہے اُن کو مردوں کے برابر ہونا چاہئے اور انہیں مردوں کے برابر حقوق ملنے چاہئیں۔ یہ میری دل سے دعا ہے۔ اور حضرت بہاء اللہ کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔

بعض سائنسدانوں نے یہ کہا ہے کہ مرد کا دماغ عورت کے دماغ سے وزنی ہوتا ہے اور اسکی بنا پر یہ لوگ مرد کی عورت پر فوقیت رکھنے کے مدعی ہیں۔ پر جب ہم مشاہدہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ بہت سے اشخاص ایسے ہیں جن کے سر بہت چھوٹے ہوتے ہیں اُن کے دماغ بھی اس لئے ضرور چھوٹے ہونگے مگر اُن کی فہم اور عقل بہت بڑی ہوتی ہے اسی طرح بہت سے بڑے سر والے اشخاص ہیں جن کے دماغ ضرور وزنی ہونگے مگر وہ احمق اور بے وقوف ہیں پس ثابت ہوا کہ دماغ کا وزن فہم و فوقیت کیلئے کوئی معیار نہیں۔

جب مرد اپنی فوقیت کے ثبوت میں یہ بات پیش کرتے ہیں کہ عورتوں نے اتنے بڑے بڑے کام نہیں کئے جو مردوں نے کئے تھے تو وہ ایک بودی دلیل پیش کرتے ہیں جو تاریخ کے بالکل خلاف ہے اگر انہیں تاریخ سے اطلاع ہوتی تو انہیں معلوم ہوتا کہ زمانہ ماضی میں بھی بہت سی عورتیں ہوئی ہیں کہ جنہوں نے بہت بڑے بڑے کام کئے اور زمانہ حال میں بھی بہت سی عورتیں ہیں جو اس وقت بڑے بڑے کام کر رہی ہیں۔"

اس کے بعد حضرت عبدالبہاء نے زنوبیا اور زمانہ ماضی کی دیگر بڑی بڑی عورتوں کے کارہائے نمایاں بیان فرمائے اور آخر میں مریم مگدلینی کی جو اپنے ایمان میں اسوقت بھی راسخ رہی جب دوسرے رسولوں کے ایمان متزلزل ہو رہے تھے تعریف بلیغ فرمائی۔ اور پھر فرمایا۔

ہمارے زمانے کی عورتوں میں حضرت قرۃ العین ہیں جو ایک مسلمان عالم کی

Marfat.com

دختر تھیں حضرت باب کے ظہور کے وقت آپ نے ایسی ہمت اور قدرت دکھائی کہ جو آپ کی تقریر سنتا وہ حیرت انگشت بدنداں ہو جاتا۔ ایرانی عورتوں کی قدیم رسم کے باوجود آپ نے پردے کو ترک کر دیا اور اگرچہ مردوں کے ساتھ بات چیت کرنا خلاف ادب سمجھا جاتا تھا لیکن یہ شیر دل خاتون بڑے سے بڑے جید علماء کے ساتھ بحث و مباحثہ کرتی۔ اور ہر مجلس میں انہیں نیچا دکھاتی۔ حکومت ایران نے آپ کو گرفتار کر لیا اور گلیوں میں آپ پر پتھر پھینکے گئے کفر کا فتویٰ لگا کر شہر بشہر جلا وطن کیا گیا۔ موت کی دھمکی دی گئی مگر آپ نے اپنی بہنوں کو آزادی دلانے کا جو ارادہ کر لیا تھا اسمیں ذرا بھی متزلزل نہ ہوئیں آپ نے نہایت صبر کے ساتھ ظلم و ستم سے قید میں بھی آپ بہتوں کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہوئیں ایک ایرانی وزیر جس کے گھر میں آپ مقید تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم مجھے جس قدر جلد چاہو موت کے گھاٹ اتار سکتے ہو، مگر تم آزادی نسوان کو نہیں مٹا سکتے۔ آخر کار آپ کی تھوڑی زندگی کا آخری وقت قریب آ لگا۔ ظالم آپ کو ایک باغ میں لے گئے۔ اور وہاں پر گلا گھونٹ کر آپ کا کام تمام کیا۔ مگر مرنے کے دن آپ نے اپنی بہترین پوشاک پہنی گویا آپ کسی برات کیساتھ شرکت فرمانے کے لئے جا رہی ہیں آپ نے ایسی بہادری اور خندہ پیشانی سے جان دی کہ جس نے آپ کو دیکھا وہ حیرت و استعجاب سے کانپ اٹھا۔ آج بھی ایران میں اہل بہاء کے درمیان ایسی خواتین ہیں جو ہمت کی دھنی اور ایک اعلیٰ بصیرت و عقل کی مالک ہیں وہ بہت فصیح البیان ہیں اور لوگوں کی بڑی بڑی مجالس میں تقریریں کرتی ہیں۔

نوع انسان کی تکمیل کیلئے عورتوں کو چاہیے کہ وہ ترقی کرتی جائیں اور سائنس علم ادب اور علم تاریخ میں اپنے علم کو وسیع کریں وہ زمانہ دور نہیں جب ان کے حقوق ان کو مل جائینگے مردوں کو معلوم ہو جائے گا کہ عورتیں جوش و خروش

Marfat.com

اور سکون و دبدبہ سے کام کر رہی ہیں معاشرتی اور سیاسی زندگی کو بڑھا رہی ہیں جنگ کے خلاف ہیں اور آزادی اور مساوات کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ میں تمہیں زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں تب تمہاری پیشانیاں دائمی عزت کے تاج سے چمک اٹھیں گی۔"

خواتین اور نیا دور

جب معاشرتی معاملات میں عورت کے نقطۂ نظر کو جیسی کہ چاہئے توجہ دی جائے گی اور عورت کو خیالات کے اظہار کیلئے آزادی مل جائیگی تو ہمیں امید ہے کہ ان معاملات کو جن کے ساتھ مرد کے قدیم زمانہ تفوق میں بہت شدت کیساتھ بے پروائی برتی گئی تھی بہت بڑا فروغ ہوگا یعنی صحت میانہ روی امن اور انفرادی زندگی کا لحاظ وغیرہ وغیرہ معاملات پر پوری توجہ دیجائے گی اور ان باتوں میں پیشرفت بہت متوفر اور منفعت بخش نتائج کا باعث ہوگی۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں۔

"پہلے زمانوں میں دنیا میں تشدد کا دور دورہ تھا اور مرد عورت پر اپنی جسمانی طاقت اور دماغی زبردستی کے سبب حکمران رہا۔ مگر اب پانسہ پلٹ رہا ہے تشدد کا زور کم ہو رہا ہے اور دماغی چستی اور ذکاوت اور روحانی صفات محبت و خدمت جس میں عورت کو فوقیت حاصل ہے فتح پاتی جا رہی ہیں۔ اس لئے نئے دور میں مردانہ چیرہ دستیاں کم ہونگی اور عورت کے اصولوں کا بول بالا ہوگا یا یوں کہیں کہ نیا دور ایک ایسا دور ہوگا کہ جسمیں تمدن کے دونوں مردانہ اور زنانہ پہلو برابر کے جچے تلے ہونگے۔"

(سٹار آف دی ویسٹ جلد ۸ نمبر ۳ صفحہ ۴)

تشدد آمیز طریقوں کی ممانعت

حضرت بہاء اللہ جس طرح اور معاملات میں اپنے پیروؤں کو سینہ زوری

Marfat.com

اور جوش آمیز طریقوں کے برتنے سے منع فرماتے ہیں اسی طرح عورتوں کی آزادی کے معاملہ میں بھی زبردستی کرنے سے روکتے ہیں۔ ایران مصر اور شام کی بہائی خواتین نے معاشرتی اصلاح کے بہائی طریقہ کی ایک بہت اعلیٰ مثال قائم کی ہے ان ملکوں میں مسلمان عورتیں جب گھر سے باہر جاتی ہیں تو اپنے چہروں پر برقعہ یا نقاب ڈال کر جاتی ہیں۔ حضرت باب نے اشارہ فرمایا تھا کہ نئے دور میں عورتیں اس ناگوار دباؤ سے آزاد کر دی جائیں گی۔ مگر حضرت بہاء اللہ نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ اگر کوئی اہم اخلاقی سوال درمیان نہ ہو تو وہ مروجہ رسوم کا لحاظ رکھیں حتیٰ کہ لوگ آگاہ ہو جائیں ورنہ وہ اپنے ہمسایوں کے ہدف طعن و تشنیع ہونگے اور مفت کی دشمنی اور مخالفت بھڑکانے والے بنیں گے اسی لئے بہائی خواتین حالانکہ وہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ پردہ کی دقیانوسی رسم دانا اور آگاہ لوگوں کیلئے بیکار اور تکلیف دہ ہے خاموشی سے اس زحمت کو برداشت کرتی ہیں تاکہ وہ پردہ کی رسم کو ہٹا کر مذہبی دیوانگی کے جوش اور کینہ و مخالفت کے طوفان کو بھڑکانے کا موجب نہ ہوں رسم و رواج کا یہ لحاظ کسی خوف کے سبب نہیں بلکہ اس یقین پر مبنی ہے جو درد تربیت و تعلیم کی قوت اور حقیقی دین کی حیات افروز اور کایا پلٹ طاقت پر رکھتی ہیں۔ ان ممالک میں رہنے والے بہائی اپنے قویٰ کو اپنے بچوں اور خصوصاً لڑکیوں کی تربیت اور بہائی اصولوں کی پیشرفت پر صرف کر رہے ہیں کیونکہ انہیں یہ کامل یقین ہے کہ جوں جوں نئی روحانی زندگی بڑھکر لوگوں میں پھیلتی جائے گی۔ دقیانوسی رسوم اور تعصبات رفتہ رفتہ مٹتے جائینگے۔ بعینہٖ اس طرح جس طرح موسم بہار میں جب پتے اور پھول آفتاب کی حرارت میں پھوٹتے اور کھلتے ہیں تو شگوفے کے چھلکے جھڑ جاتے ہیں۔ ترکی میں جو ترقی اس معاملہ میں ہوئی ہے وہ ظاہر ہی ہے۔

تعلیم | تعلیم یعنی انسانوں کی ہدایت اور ان کی باطنی صفات کی تربیت

Marfat.com

وترقی جب سے دنیا بنی ہے انبیائے کرام کا اعلیٰ ترین مقصد رہی ہے اور امر بہائی میں تعلیم کی اہمیت اور اس کے لامحدود امکانات کا نہایت صریح اور واضح الفاظ میں اعلان فرمایا ہے۔ بہائی تمدن میں معلم ایک زبردست ذریعہ ہے اور اُس کا کام انسانی آرزوؤں اور تمناؤں کا اعلیٰ وارفع ترین مقام ہے تعلیم ماں کے پیٹ سے شروع ہوتی ہے۔ اور جس طرح انسانی زندگی کی کوئی انتہا نہیں اسی طرح اس کی بھی کوئی حد نہیں یہ شائستہ بود و باش کیلئے لازم اور اجتماعی وانفرادی بہبودی کی بنیاد ہے۔ جب صحیح طریقوں پر تعلیم دئے جانے کا رواج عام ہو جائے گا تو نوع بشر کی کایا پلٹ جائے گی۔ اور دُنیا فردوس بریں بن جائے گی۔

اُس صحیح معنوں میں تعلیمیافتہ شخص کا وجود عنقا کی مانند ہے کیونکہ ہر شخص جھوٹے تعصبات غلط اُصول۔ اُلٹے خیالات اور بُری عادت کا مظہر ہے جو بچپن ہی سے کوٹ کوٹ کر اُس میں بھر دئے گئے ہیں۔ بہت ہی کم شخص ایسے ہوں گے جنہیں بچپن سے یہ سکھایا گیا ہوگا کہ وہ اپنے خدا کو اپنے سارے دل سے پیار کریں۔ اپنی زندگی کو اُس کے لئے وقف کریں۔ انسانوں کی خدمت کرنے کو اپنی زندگی کا مقصد اعظم سمجھیں اور اپنے قوی کو بہترین طریقہ سے ترقی دیں تاکہ اُنہیں رفاہ عام کیلئے صرف کر سکیں حالانکہ بلاشک وشبہ یہ باتیں ایک عمدہ تعلیم کے لازمی عنصر ہیں حساب۔ صرف۔ نحو۔ جغرافیہ۔ اور علم ادب وغیرہ کی باتوں کو یاد کرلینا شریف اور کارآمد ہستیاں پیدا کرنے کیلئے نسبتاً بالکل بے کار ہے۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ تعلیم عام ہونی چاہئے لوح اشراقات میں فرمایا ہے۔

ہر ایک باپ پر فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹے اور بیٹی کو لکھنے پڑھائے اور اُن باتوں کی تعلیم وتلقین کرے جن کا حکم الواح میں دیا گیا ہے اور جو شخص اس حکم کی جس کی تعمیل ہر شخص پر فرض کی گئی ہے۔ بجا آوری میں کوتاہی کرے تو بیت العدل کے

Marfat.com

ممبروں کا فرض ہے کہ اگر وہ شخص مالدار ہے تو اُس سے اتنا روپیہ وصول کرلیں جتنا اُس کے بچوں کی تربیت کیلئے ضروری ہو۔ ورنہ انکی تعلیم وتربیت کا انتظام بیت العدل کے ذمہ ہے بیشک ہم نے بیت العدل کو فقراء اور مسکینوں کا جائے پناہ بنایا ہے۔

"جس شخص نے اپنے بچے یا کسی اور کے بچے کی تربیت کی اُس نے گویا میرے بچے کی تربیت کی اُسپر میری عنایت ومہربانی اور رحمت جو تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہے" لوح العالم میں فرمایا ہے۔

مرد اور عورتیں جو کچھ تجارت یا کھیتی یا اور کسی کام میں پیدا کریں اس کا ایک حصہ کسی امانت دار کے پاس اولاد کی تعلیم وتربیت کیلئے رکھوادیں۔ اور اُس پونجی کو بچوں کی لکھائی پڑھائی میں بیت العدل کے اعضاء کی صلاح سے لگایا جائے۔

فطرت کے جبلّی اختلافات

بہائی نقطۂ خیال کے مطابق بچے کی فطرت کوئی موم کی طرح نہیں ہے کہ اُسے اُستاد اپنی مرضی کے مطابق جس شکل وصورت میں چاہے ڈھال لے نہیں بلکہ ہر ایک بچہ شروع ہی سے ایک جداگانہ خصلت اور شخصیت کا مالک ہوتا ہے جسکی بہترین تربیت ایک طریقہ خاص ہی سے ہو سکتی ہے۔ یہ طریقہ ہر حالت میں جداگانہ ہوتا ہے۔ کوئی بھی دو شخص ایسے نہ ملینگے جنکی قابلیت اور لیاقت ایک ہی قسم کی ہو اور حقیقی معلم کبھی اس بات پر زور نہ دیگا کہ وہ فطرتوں کو زبردستی ایک ہی سانچے میں ڈھالا جائے اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ کسی فطرت کو بھی کسی ایک سانچہ میں زبردستی ڈھالنے کی کوشش نہ کرے گا۔ وہ تو نوخاستہ فطرت کے بڑھتے ہوئے قویٰ کی مودبانہ نگرانی کرے گا۔ اور ان کی ہمت افزائی اور حفاظت کرے گا۔ اور انہیں جسقدر غذا اور امداد کی ضرورت ہے بہم پہونچائے گا۔ اس کا کام بعینہ اس مالی کی طرح ہے جس کی نگہداشت میں مختلف قسم کے پودوں کی نگرانی ہو۔ ایک پودے کو تو سخت دھوپ کی ضرورت ہے دوسرے کو ٹھنڈے سایے کی حاجت ہے

Marfat.com

ایک پانی کے کنارے پھلتا پھولتا ہے اور دوسرا چٹیل پہاڑ کی چوٹی پر اگتا ہے۔ ایک تو ریگستان میں سرسبز ہوتا ہے اور دوسرا چکنی مٹی میں پنپتا ہے ہر ایک کی ضروریات مناسب طور سے بہم پہنچانی چاہیئے ورنہ اسکی خوبیاں کبھی پورے طور سے ظاہر نہ ہونگی حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

"انبیائے کرام اس بات کو مانتے ہیں کہ تعلیم و تربیت افراد پر بہت بڑا اثر ڈالتی ہے مگر وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ عقول و فہم فطرتاً علیحدہ علیحدہ ہیں ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ ایک عمر ایک ہی وطن ایک ہی نسل بلکہ ایک ہی خاندان کے بچوں کی عقل۔ اور انکے ذہن حالانکہ وہ ایک ہی معلم کے زیر تربیت ہوتے ہیں مختلف ہوتے ہیں۔ سیپ کو کیسا ہی جلا کریں یہ چمکدار موتی نہیں بن سکتا۔ سیاہ پتھر جہاں افروز ہیرا نہیں ہوسکتا۔ خار دار جھاڑی خواہ اسکی کیسی ہی تربیت و تکمیل کیوں نہ کی جائے شجرۂ مبارکہ نہیں بن سکتی یعنی تربیت انسان کی فطرتی ظلمت کو نہیں بدل سکتی مگر اسمیں شک نہیں کہ تربیت کا اثر عجیب و غریب ہوتا ہے اس مؤثر قوت کے ذریعہ انسانی حقیقت کی جو طاقتیں اور خوبیاں مخفی ہوتی ہیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔" (الواح عبدالبہاء انگریزی جلد ۳ صفحہ ۵۷۷)

تربیت سیرت

تعلیم میں سب سے اہم امر سیرت کی تربیت ہے۔ اس کیلئے پند و نصیحت کی نسبت مثال قائم کرنا اور نمونہ بن کر دکھانا زیادہ مؤثر ہے۔ بچے کے والدین معلمین۔ اور ساتھیوں کے چال چلن بہت اہم اثر رکھتے ہیں۔ انبیائے الہٰی نوع انسان کے اولین معلم ہیں اور جونہی بچہ سمجھنے کے لائق ہو جائے تو ان کی نصیحتیں اور ان کی زندگی کی کہانی ان کے دل میں ڈالنی چاہئیں معلم اعلیٰ حضرت بہاءاللہ کا کلام خاص طور پر اہم ہے کیونکہ آپ نے وہ بنیادی اصول نازل فرمائے ہیں جس پر دنیا کا آئندہ تمدن تعمیر ہوگا۔ فرمایا ہے۔

اپنے بچوں کو وہ (کلام) پڑھاؤ جو قلم اعلیٰ سے نازل ہوا ہے۔ اور

Marfat.com

اُنہیں اس بات کی تعلیم دو جو آسمان عظمت و قوت سے اُتری ہے۔ اُنہیں پروردگار رحمٰن کی الواح حفظ کراؤ۔ تاکہ وہ سُریلی آواز سے مشرق الاذکار میں اُنہیں پڑھیں۔"

(سٹار آف دی ویسٹ جلد ۹ نمبر ۸ صفحہ ۱۸)

ہنر علوم اور دستکاری

علوم و ہنر اور صنعت و حرفت کی تعلیم و تربیت، حضرت بہاء اللہ نے نہایت ضروری قرار دی ہے۔ لوح تجلیات میں آپ نے فرمایا ہے۔

علم وجود انسان کیلئے بمنزلہ بازو اور ترقی کیلئے زینہ کی مانند ہے اُسکا حاصل کرنا سب پر فرض ہے لیکن علم سے مُراد وہ عُلوم ہیں جن سے دنیا کو نفع پہونچے۔ نہ وہ علوم جو صرف الفاظ سے شروع ہوتے ہیں اور الفاظ پر ہی ختم ہو جاتے ہیں دُنیا پر علم و ہنر والوں کا بڑا حق ہے ..... کچھ شک نہیں کہ انسان کیلئے اس کا علم حقیقی خزانہ ہے۔ انسان عزت و نعمت و آسائش و راحت اور خوشی و خرمی کا ذریعہ علم ہی ہے۔"

مجرموں سے سلوک

مجرموں کے ساتھ صحیح سلوک پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت عبدالبہاء نے فرمایا ہے۔

سب سے ضروری بات یہ ہے کہ لوگوں کی ایسی تربیت کیجائے کہ جُرم واقع ہی نہ ہو۔ کیونکہ لوگوں کی ایسی تربیت ممکن ہے کہ وہ ارتکاب جرم سے اتنا ڈریں اور ایسا پرہیز کریں کہ جرم کا مرتکب ہونا ہی اُن کے نزدیک ... ایک بڑا ظلم اور عذاب و سزا ہو۔ لہذا کوئی جُرم ہی سرزد نہ ہوگا جس میں سزا دینے کی ضرورت ہو ..... اگر ایک شخص دوسرے پر ظلم و ستم اور تعدی کرے اور دُشمن مقابل بھی ویسا ہی اُس کے ساتھ کرے تو یہ انتقام ہوگا۔ اور انتقام منع و مذموم ہے۔ اگر زید عمر کے

بیٹے کو مار دے تو عمر کا کوئی حق نہیں کہ وہ زید کے بیٹے کو مار دے اگر وہ ایسا کرے گا تو یہ انتقام ہوگا۔ اور انتقام بہت مذموم ہے بلکہ اُس کو لازم ہے کہ اس کے برعکس عمل کرے معاف کر دے بلکہ اگر کر سکے تو ظالم کی مدد کرے ایسا کرنا انسان کیلئے سزاوار ہے کیونکہ انتقام سے اُسے کیا حاصل ہوگا؟ دونوں عمل ایک سے ہیں اگر برے ہیں تو دونوں برے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ایک پہلے کیا گیا تھا اور دوسرا بعد میں مگر ہیئت اجتماعیہ کو محافظت اور مدافعت دونوں حق حاصل ہیں کیونکہ ہیئت اجتماعیہ کو نہ تو قاتل کے ساتھ کوئی بغض ہے اور نہ کوئی عداوت۔ صرف دوسروں کی حفاظت کے لئے قاتل کو قید کرتی یا سزا دیتی ہے ...... حضرت مسیح نے جو یہ فرمایا تھا کہ اگر کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے تو تو دوسرا بھی اسکی طرف کر دے۔ اس سے آپ کا مقصد لوگوں کی تربیت کرنا تھا کہ وہ انتقام نہ لیں آپ کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ اگر ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ میں گھس آئے اور سب بکریوں کو پھاڑ کھانا چاہے تو اُس بھیڑیے کی اعانت کی جائے۔ نہیں بلکہ اگر حضرت مسیح دیکھتے کہ بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ میں گھس آیا ہے اور سب بکریوں کو پھاڑ دینا چاہتا ہے تو آپ ضرور اُس بھیڑیے کی روک تھام کرتے ....

ہیئت اجتماعیہ کی بنیاد عدل پر ہے عفو پر نہیں پس عفو و بخشش سے حضرت مسیح کا مقصد یہ نہ تھا کہ اگر اقوام دیگر تم پر چڑھائی کریں تمہارے گھروں کو جلائیں تمہارے مال و متاع کو غارت کریں تمہارے اہل و عیال و اولاد پر ظلم کریں اور تمہاری عزت پر ڈاکہ ڈالیں تو اس ستمگار لشکر کے سامنے تم خاموشی سے سر تسلیم خم کر دو۔ تاکہ جو ظلم و تعدی وہ چاہیں کریں۔ نہیں۔ حضرت مسیح کے الفاظ سے مراد یہ ہے کہ اگر دو شخصوں کے درمیان کوئی معاملہ ہو جائے تو ان کو ایک دوسرے کے ساتھ کیا کرنا چاہئے یعنی اگر ایک شخص دوسرے پر ظلم کرے

Marfat.com

تو مظلوم کے لئے لازم ہے کہ وہ معاف کر دے مگر ہیئت اجتماعیہ کا فرض ہے کہ وہ انفرادی حقوق کی حفاظت کرے ـــــ ۔۔۔ ایک بات باقی رہ گئی اور وہ یہ ہے کہ ہیئت اجتماعیہ دن اور رات لگاتار سزا کے قوانین بنانے میں مصروف اور قصاص کے آلات و وسائل پیدا کرنے میں منہمک ہے، قید خانے تعمیر کراتے ہیں زنجیریں اور بیڑیاں بنواتے ہیں، ملک بدر اور جلا وطن کرنے کے مقامات کا انتظام کرتے ہیں اور طرح طرح کی مشقتیں اور مصیبتیں ایجاد کرتے ہیں تا کہ ان وسائل سے مجرموں کی تربیت کریں حالانکہ یہ وسائل اخلاق کے بگڑنے اور چال چلن کے خراب ہونے کا سبب ہوتے ہیں۔ ہیئت اجتماعیہ کو تو چاہئے کہ اس کے برعکس وہ دن رات کوشش کرے اور اپنی ساری ہمت اسی پر لگائے کہ لوگ تربیت پائیں روز بروز ترقی کریں۔ اور علوم و معارف میں بڑھتے جائیں فضائل سیکھیں اور آداب حاصل کریں۔ جرم و درندگی سے پرہیز کریں۔ تا کہ جرم واقع ہی نہ ہو۔" (مفاوضات عبدالبہا صفحہ ۱۲۵، ۱۳۰)

اخبارات کا اثر

اخبارات کی اہمیت بشرطیکہ وہ صحیح طریقوں پر چلائے جائیں حضرت بہاء اللہ نے علم کے پھیلانے لوگوں کی تربیت کرنے اور تمدن کا ایک زبردست ذریعہ ہونے کے طور پر پوری طرح سے مانی ہے۔ لوح طرازات میں فرمایا ہے۔

آج زمین کے بھید آنکھوں کے سامنے موجود ہیں اور اخبارات کے اوراق ہر طرف سے منتشر ہو رہے ہیں اخبار حقیقت میں جہاں کا آئینہ ہیں۔ جو مختلف قوموں کے اعمال و افعال دکھلاتے بھی ہیں اور سنواتے بھی ہیں۔ اور اخبار ایک ایسا آئینہ ہے جو کان، آنکھ، زبان، سب کچھ رکھتا ہے اور ایک عجیب اور بڑی چیز ہے۔ لیکن لکھنے والے کو یہ مناسب ہے کہ ذاتی اغراض

Marfat.com

اور نفسانی خواہشوں سے پاک اور عدل وانصاف کے زیور سے آراستہ ہو اور واقعات کی حتی المقدور تفتیش کرے تاکہ ان کی حقیقت سے آگاہ ہو کر لکھے اس مظلوم کے بارے میں جو کچھ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس کا اکثر حصہ خلاف واقعہ اور جھوٹ ہے۔ نیک اور سچ بات مرتبہ اور شان کی بلندی میں اس آفتاب کی مانند ہے جو دانش کے افق سے طلوع ہوتا ہے۔"

Marfat.com

دسواں باب

طریقِ امن

"اس میں شک نہیں کہ یہ بندہ آج کے دن دنیا کو نئی زندگی دینے اور اس کے تمام بسنے والوں کو متحد کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے جو خدا چاہتا ہے وہ پورا ہوتا ہے اور عنقریب دنیا کو سچ مچ جنت ابہیٰ دیکھے گا۔"

(حضرت بہاءاللہ۔ لوح رئیس)

اختلاف بمقابلہ اتحاد

گزشتہ صدی کے دوران میں اہل سائنس نے (نباتات، وحیوانات) کے درمیان تنازع بقا اور انسانی حیات کی معاشرتی پیچیدگیوں کے مسائل میں بہت کچھ چھان بین کی ہے ان میں سے اکثر اشخاص نے اس اصول کو اپنی ہدایت کا وسیلہ بنایا۔ فطرت کے ادنیٰ درجات میں رائج ہے اس طرح ان کی کاوش کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اختلاف اور حریف بننے کو ضروریات زندگی میں سے شمار کرنے لگے۔ اور یہ فتویٰ دیا کہ ہیئت اجتماعیہ کے کمزور ممبروں کو سنگدلی سے مار کر ختم کر دینا نہ صرف جائز ہی بلکہ نسل کی ترقی کیلئے ضروری ہے۔ اس کے برعکس حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم ترقی کے زینہ پر چڑھنا چاہتے ہیں تو پیچھے کی طرف حیوانات کو دیکھنے کی بجائے ہماری نظر آگے اور اوپر کی طرف لگی رہے اور درندوں کی بجائے انبیائے کرام

Marfat.com

ہمارے ہادی ہونے چاہئیں۔ اتفاق اتحاد اور دردمندی کے اصول جو انبیائے کرام نے ہمیں سکھلائے ہیں اُن اصولوں کے بالکل متضاد ہیں جو حیوانات میں تنازع بقا کی بنا پر جاری ہیں ہمیں دونوں میں سے ایک کو اختیار کرنا پڑے گا کیونکہ دونوں ہرگز ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

نیچر میں تنازع بقا کا دور دورہ ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو زبردست ہے وہ زندہ ہے تنازع بقا کا قانون ہی سب مصیبتوں کی جڑ ہے۔ اسی کی وجہ سے انسانوں میں جنگ و جدل ہوتی ہے اور نفرت و دشمنی پھیلتی ہے۔ نیچر میں ظلم۔ تکبر۔ تعدی۔ زبردستی۔ دوسروں کے حقوق کو غصب کرنا اور دیگر مذموم صفات جو عالم حیوان کے نقائص ہیں پائے جاتے ہیں اسلئے جبتک بنی نوع انسان کے درمیان مقتضیات نیچر کا دور دورہ ہے فلاح و بہبودی کا ہونا ناممکن ہے نیچر جنگجو خون کی پیاسی اور ظلم و ستم کی دیوی ہے کیونکہ نیچر خدائے قادر مطلق سے بے خبر ہے یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی ظالمانہ صفات حیوانات کی ذاتی صفات ہیں

پس پروردگار عالم نے اپنی رحمت واسعہ اور محبت لامحدود کے سبب انبیائے کرام کو ظاہر فرمایا اور اُن پر وحی نازل فرمائی تاکہ آسمانی تربیت کے تلے افراد انسانی نیچر کی غلاظت اور جہالت کی تاریکی سے آزاد ہو کر روحانی صفات اور خوبیاں حاصل کریں اور جذبات ہمدردی کے مشرق بنیں......

حیف صد حیف! کہ اقوام عالم اب تک جاہلانہ تعصب مجازی اختلافات اور متضاد اصولوں کے اظہار کیلئے عام ترقی کی راہ میں روڑے اٹکا رہی ہیں یہ رجعت قہقری اس وجہ سے ہے کہ خدائی تمدن کے اصول بالکل ترک کر دئے گئے۔ اور انبیائے کرام کی تعلیمات بھلا دی گئی ہیں۔" (اسٹار آف دی ویسٹ جلد ۷ صفحہ ۱۵)

صلح اکبر ہر دور میں انبیائے الٰہی نے ایک ایسے زمانے کی پیشنگوئی فرمائی ہے جس میں دنیا میں امن و امان اور لوگوں کے

Marfat.com

درمیان نیک نیتی اور خیر خواہی کا عمل ہوگا جیسا کہ اوپر ذکر آیا ہے۔ حضرت بہاءاللہ نہایت زوردار اور یقینی الفاظ میں ان پیشگوئیوں کی تائید کرتے ہوئے اعلان فرماتے ہیں کہ ان کے پورا ہونے کا وقت قریب آلگا ہے۔ حضرت عبدالبہا فرماتے ہیں "اس عجیب و غریب دور میں زمین ایک اور زمین بن جائے گی اور افراد انسانی امن و خوبصورتی کے زیور سے آراستہ کئے جائیں گے۔ فسادات۔ جھگڑے۔ اور خونریزیوں کی جگہ اتحاد خلوص اور اتفاق جلوہ گر ہوں گے۔ قوموں نسلوں اور ملکوں کے درمیان محبت و الفت نمایاں ہوگی۔ باہمی امداد و اتحاد کا سلسلہ قائم ہو جائیگا اور آخر کار جنگ دنیا سے بالکل نیست و نابود ہو جائے گی ....
عالمگیر امن کا خیمہ دنیا کے عین مرکز میں بلند ہوگا۔ اور متبارک شجرۂ حیات اس قدر پھلے پھولے گا کہ اس کا سایہ شرق و مغرب دونوں پر چھا جائے گا طاقتور اور کمزور امیر و غریب۔ متضاد فرقے۔ اور ایک دوسرے کی دشمن اقوام۔ جو بھیڑیئے اور برے۔ چیتے اور میمنے۔ شیر اور بچھڑے کے مشابہ ہیں ایک دوسرے کے ساتھ کامل محبت و دوستی۔ عدل و انصاف کا برتاو کریں گے دنیا عرفان خدا اور رازہائے حقیقت وجود کے علم سے بھرپور ہو جائے گی۔ (مفاوضات عبدالبہا صفحہ ۳)

مذہبی تعصبات

اس بات کو پورے طور سے سمجھنے کیلئے کہ صلح اکبر کس طرح قائم ہوگی۔ آؤ ہم ان بڑے بڑے اسباب کی تلاش کریں جو گزشتہ زمانوں میں جنگ کے باعث رہے ہیں اور دیکھیں کہ حضرت بہاءاللہ ان میں سے ہر ایک سبب کے دور کرنے کی کیا تدابیر تجویز فرماتے ہیں۔ جنگ پھیلنے کا ایک نہایت ہی زبردست سبب مذہبی تعصبات ہوئے ہیں اس کے بارے میں حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات صاف صاف بتاتی ہیں کہ مختلف مذاہب کے لوگوں میں دشمنی اور عداوت کا سبب حقیقی دین ہرگز ہرگز نہیں ہوا

Marfat.com

بلکہ اس کا نہ ہونا ان کا سبب ہوا ہے۔ جب سچے دین کی جگہ جھوٹے تعصبات، تقالید اور کلام الٰہی کی غلط تفاسیر و معانی لوگوں میں رائج ہوئے تو فسادات رونما ہو گئے۔

پیرس میں ایک مقام پر گفتگو کرتے حضرت عبدالبہاء نے فرمایا:۔

دین کا لازمہ تو یہ ہے کہ وہ دلوں کو متحد کرے اور جنگ و فسادات دنیا سے نیست و نابود کرے۔ روحانیت کا پیدا کرنے والا اور ہر نفس کیلئے نور اور زندگی کا حامل ہو اگر دین نفرت، عداوت، اور ناچاقی کا باعث ہوتا ہے تو ایسے دین کا نہ ہونا اس کے ہونے سے بہتر ہے اور ایسے دین سے علیحدگی اختیار کرنا ایک صحیح اور سچا نیک عمل ہے۔ کیونکہ یہ بالکل صریح ہے کہ دوا کا مقصد درد کو دور کرنا ہے پر اگر دوا درد کو بڑھانے لگے تو اُسے ترک کرنا ہی اچھا ہے۔ جو دین محبت اور اتحاد کا سبب نہیں وہ دین ہی نہیں ہے۔"

(پیرس ٹاکس صفحہ ۱۸۰)

ایک دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں۔

آغاز دنیا سے لیکر آج تک دنیا کے مختلف مذاہب ایک دوسرے کو پھٹکارتے اور جھوٹا بتلاتے رہے ہیں۔ وہ باہمی کینہ اور عداوت رکھکر ایک دوسرے سے سخت پرہیز کرتے رہے ہیں۔ مذہبی لڑائیوں پر غور کریں صلیبی جنگ جو دنیا کی سب سے بڑی مذہبی جنگ تھی دو سو برس تک رہی بعض اوقات جب صلیب کے لئے لڑنے والے فتح پاتے تو وہ مسلمانوں کو قتل کرتے لوٹتے اور قیدی بنا کر لے جاتے تھے اور جب مسلمان فتح مند ہوتے تو وہ بھی حملہ آوروں کو قتل و غارت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے دو سو سال تک وہ یہی کرتے رہے جب کبھی جوش میں بھرتے تو لڑتے اور جب کمزور ہو جاتے تو ذرا دم لیتے حتیٰ کہ یورپ کے یہ مفروضہ مذہبی جنگجو مشرقی ممالک سے چلے گئے اور اپنے پیچھے بربادی اور تباہی کی راکھ چھوڑ گئے۔ اپنے گھروں میں جا کر اپنے لوگوں کو انہوں نے انقلاب اور ہیجان کی حالت میں پایا۔ یہ صرف ایک "مقدس جنگ"

Marfat.com

کا حال ہے مذہبی جنگیں بے شمار ہوئی ہیں۔ عیسائیت کے دو فرقوں یعنی کیتھولک، اور پروٹسٹنٹ کی باہمی آویزش اور نزاع کا یہ نتیجہ ہوا تھا کہ نو لاکھ پروٹسٹنٹ شہید ہوئے کتنے ہی جیل خانوں میں گل سڑ گئے۔ آہ ان قیدیوں کے ساتھ کیسا ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ یہ سب کچھ مذہب کے نام پر ہوتا تھا۔ عیسائی اور مسلمان یہودیوں کو شیطان اور خدا کے دشمن سمجھتے تھے اس لئے اُن پر لعنت بھیجے اور اُن پر ظلم کیا کرتے تھے۔ یہودیوں کی ایک کثیر تعداد تلوار کے گھاٹ اتاری گئی اُن کے گھر جلا دیئے گئے۔ تاخت و تاراج کئے گئے۔ اور اُن کے بچوں کو قیدی بنا کرلے گئے۔ یہودی بھی عیسائیوں کو کافر اور مسلمانوں کو شریعت موسوی کا بیخ کن اور دشمن سمجھتے تھے اس لئے وہ ان سے انتقام لینے میں کمی نہ کرتے اور آج تک اُن پر لعنت بھیجتے ہیں۔

جب آفتاب حضرت بہاء اللہ مشرق سے طلوع ہوا تو آپ نے وحدت انسانی کے وعدۂ ربانی کے پورا ہونے کا اعلان فرمایا۔ آپ نے کل افراد انسانی کو خطاب کر کے فرمایا۔ "تم سب ایک ہی درخت کے پھل ہو"۔ دو درخت نہیں ہیں کہ انمیں سے ایک تو خدا کی رحمت کا ہوا اور دوسرا شیطان کا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آئیں۔ ہمیں مناسب نہیں کہ ہم کسی قوم کو شیطان کے بندے سمجھیں بلکہ ہمیں واجب ہے کہ ہم سب کو خدا کے بندے مانیں زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ بعض نہیں جانتے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ان کی تربیت و رہنمائی کریں جاہلوں کو علم دیں بچوں کی مدد کریں تاکہ وہ بلوغ کو پہنچیں۔ بعض بیمار ہیں ان کی اخلاقی حالت خراب ہے اُن کا علاج کریں۔ حتی کہ ان کے اخلاق درست و پاک ہو جائیں۔ بیمار سے صرف اس لئے نفرت نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ بیمار ہے رحم سے اس لئے پرہیز نہ کریں

Marfat.com

کہ وہ بچہ ہے جاہل کو اس لئے حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں کہ وہ علم سے بے بہرہ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم محبت کے ساتھ ان کا علاج کریں انہیں تعلیم و تربیت دیں اور اُن کی مدد کریں۔ ہم ہر بات اور ہر کام اس غرض سے کریں کہ کل نوع انسان انتہائی امن اور اعلیٰ ترین خوشی کے ساتھ خدا کے سایہ تلے آجائے۔ (سٹار آف دی ویسٹ جلد ۸ صفحہ ۷۶)

نسل اور ملکی تعصبات

وحدت انسان کا بہائی عقیدہ جنگ کے ایک اور سبب کی جڑوں کو بھی کھوکھلا کرتا ہے۔ یعنی تعصبات کو بھی اُڑا دیتا ہے بعض نسلیں سمجھتی ہیں کہ وہ دوسری نسلوں سے افضل ہیں اور جبکی لاٹھی اسکی بھینس کے اصول کو سامنے رکھکر یہ فرض کر لیا ہے کہ اس افضلیت کے بل پر وہ کمزور قوموں کے ساتھ اپنی جلب منفعت کیلئے نہ صرف جیسا چاہیں ویسا سلوک کر سکتے ہیں بلکہ اُن کو ملیامیٹ کر دینے کا حق بھی رکھتے ہیں۔

تاریخ عالم کے بہت سے تاریک صفحات اس اصول کی خطرناک غلط کاریوں کے نمونوں کے طور پر ہمارے سامنے ہیں۔ بہائی عقیدہ یہ ہے کہ ہر ایک قوم کے لوگ خدا کی نظر میں یکساں ہیں۔ سب حیرت انگیز خفی قابلیتوں کے مالک ہیں جو ترقی کرنے کیلئے مناسب تربیت کی محتاج ہیں اور ہر ایک ایسا کام کرنے کے اہل ہیں جو ہیئت اجتماعیہ کے دوسرے اعضا کمزور کرنے کی بجائے انہیں قوی بنا کر انکی حیات کو تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔ حضرت عبدالبہا فرماتے ہیں۔

نسلی تعصب سراسر گمان اور خالص وہم ہے کیونکہ خدا نے ہم سب کو ایک ہی نسل سے پیدا کیا ہے۔۔۔۔۔۔ ابتدا میں مختلف ممالک کے درمیان نہ تو کوئی حد بندی تھی۔ نہ کوئی سرحد۔ زمین کے کسی حصہ کی مالک خاص قوم نہ تھی۔ خدا کی نظر میں مختلف نسلوں میں کوئی فرق یا تفریق نہیں ہے۔ پھر انسان کیوں یہ امتیاز و تفریق پیدا کرتا ہے؟ جو جنگ اس قسم کے دھوکے کا نتیجہ ہو اسکی بھلا کوئی کیسے اعانت کر سکتا ہے؟

Marfat.com

خدا نے انسان کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ ایکدوسرے سے لڑمریں اس آسمانی باغ کے خوان نعمت سے سب نسلوں۔ قوموں۔ فرقوں۔ اور جماعتوں کو یکساں حصہ ملتا ہے حقیقی فرق شریعت الٰہی کی اطاعت اور وفاداری کے درجات میں ہوتا ہے۔ بعض روشن مشعل کی طرح ہیں اور بعض آسمان انسانیت میں ستاروں کی طرح چمکتے ہیں نوع بشر کے عشاق خواہ وہ کسی قوم مذہب یا رنگ کے ہوں اعلیٰ درجے کے انسان ہیں۔"

(پیرس ٹائمس صفحہ ۱۳۹)

نسلی تعصب کی طرح سیاسی اور وطنی تعصب بھی شرر انگیز ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ تنگ قومی حب الوطنی اس وسیع حب الوطنی میں غرق کردی جائے جس کا وطن ساری دنیا ہے۔ حضرت بہاء اللہ نے لوح العالم میں فرمایا ہے۔

زمان گزشتہ میں کہا گیا ہے حُبّ الوطن یعنی اپنے وطن سے محبت ہی ایمان کا ایک جزو ہے، لیکن عظمت کی زبان نے اس ظہور کے زمانہ میں فرمایا ہے۔ فخر اسکے لئے زیبا نہیں جو اپنے ملک سے محبت کرتا ہے بلکہ فخر کا مستحق وہ شخص ہے جو بنی نوع انسان سے محبت کرتا ہے ان کلمات عالیہ کے ذریعے انہوں نے طیور ارواح کو ایک نئی پرواز سکھائی اور تحدید و مذہبی تقلید کو کتاب میں سے مٹا دیا۔ (لوح العالم)

جوعِ ارض یا اپنی حکومت میں دیگر ممالک کو داخل کرنے کی حرص

بہت سی جنگیں صرف اسلئے ہوئیں کہ ایک قطعہ زمین جس کو دو یا دو سے زیادہ حریف قومیں لینے کی تاک میں تھیں ملکیت کی حرص قوموں کے درمیان جنگ و نزاع کا ایسا ہی باعث رہا ہے جیسا افراد میں ہے۔ عقیدہ بہائی کے مطابق زمین نہ تو کسی شخص واحد کی ملکیت ہے اور نہ کسی قوم کی بلکہ اس کی مالک کُل کی کُل ہی

Marfat.com

نوع انسان ہے۔ بلکہ دراصل اُس کا مالک خدا ہے اور انسان بطور مزارع کے ہیں۔
جنگ بنغازی کے موقع پر حضرت عبدالبہاؑ نے فرمایا۔

"جنگ بنغازی کی خبر سے میرے دل کو صدمہ ہوا۔ انسانی وحشت پر جواب تک دنیا میں باقی ہے مجھے حیرت ہوتی ہے کہ انسانوں کیلئے یہ کیا زیبا ہے کہ وہ صبح سے شام تک لڑیں ایک دوسرے کو قتل کریں اور اپنے ہمجنسوں کے خون کو بہائیں اور کس بات کیلئے؟ صرف اس لئے کہ ایک قطعۂ زمین پر قابض ہو جائیں حیوان تک بھی جب لڑتے ہیں تو اُن کی لڑائی کا کوئی فوری اور جائز سبب ہوتا ہے یہ کس قدر خوفناک بات ہے کہ انسان جو عالم اعلیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اپنے آپ کو اتنا ذلیل کریں کہ صرف ایک قطعۂ زمین کی ملکیت کے لئے اپنے ہم جنسوں کا قتل و غارت کریں۔ اشرف المخلوقات ایک ادنیٰ مخلوق یعنی زمین کیلئے کشت و خون کرتا ہے زمین کسی ایک قوم کی ملکیت نہیں بلکہ اس کی مالک سب قومیں ہیں۔ زمین انسان کا گھر نہیں بلکہ اسکی قبر ہے کتنا ہی بڑا فاتح کیوں نہ ہو۔ کتنے ہی ممالک کو اُس نے مطیع بنایا ہو۔ وہ ان تمام تاراج کردہ ممالک کا سوائے قبر کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کے اور کچھ رکھنے پر قادر نہیں۔"

اگر لوگوں کے احوال درست کرنے کیلئے تہذیب و تمدن کو پھیلانے کیلئے زیادہ زمین کی ضرورت ہو تو اُس کا پُرامن طریقوں سے حاصل کرنا احاطہ امکان میں ہے جنگ تو انسان نے اپنے جذبۂ حرص کو تسکین دینے کیلئے بنائی ہے صرف چند اشخاص کے دنیوی مفاد کی خاطر بے شمار خاندان برباد اور ہزاروں ہی مرد اور عورتوں کے دل پاش پاش کر دیئے جاتے ہیں .... میں تم میں سے ہر ایک کو یہ پُرزور نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے سارے دل کے ساتھ اپنے خیالات کو محبت اور اتحاد پر جماؤ۔ جب جنگ کا خیال آئے تو امن کے طاقتور خیال سے اس کا

Marfat.com

مقابلہ کرو۔ نفرت کے خیال کو محبت کے قوی تر خیال سے اس کا مقابلہ کرو۔ نفرت کے خیال کو محبت کے قوی تر خیال سے ملیامیٹ کردو جس وقت زمین کے جنگجو ایک دوسرے کو قتل کرنے کیلئے تلواریں سونتتے ہیں ایسے موقع پر خدا کے سپاہی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اس طرح خدا کی رحمت سے جو مخلص ارواح اور پاک دل اشخاص کے ذریعے کار فرما ہو انسان کی وحشت دور ہوجائے یہ خیال نکرو کہ دنیا میں امن کا ہونا ایک ناممکن الوقوع خیال ہے۔ خدا کی وسیع رحمت کے آگے کوئی بات ناممکن نہیں اگر تم اپنے سارے دل سے زمین کی ہر قوم کے ساتھ محبت کرنے کے خیال کو اپنے دل میں خوب محکم طور سے جا لو تو تمہارا یہ روحانی اور سچا خیال پھیل کر دوسروں کی آرزو بھی بن جائے گا۔ حتیٰ کہ قوی ہوتا ہوا یہ سب آدمیوں کے قلوب تک پہنچ جائے گا۔ (پیرس ٹاکس صفحہ ۲۳)

عالمگیر زبان

جنگ کے بڑے بڑے اسباب اور ان کے امداد پر سرسری نظر ڈال کر اب ہم حضرت بہاء اللہ کے ان تعمیری اصولوں پر غور کرتے ہیں جو آپ نے صلح اکبر کو دنیا میں لانے کے لئے نازل فرمائے ہیں سب سے پہلا حکم دنیا میں ایک عالمگیر امدادی زبان کے قائم کرنے کے بارے ہے۔ کتاب اقدس اور بہت سی الواح میں اس کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً لوح اشراقات میں فرمایا ہے۔

”اشراق ششم۔ بندگانِ خدا کا باہمی اتحاد و اتفاق ہے کیونکہ دنیا میں خدا کے دین کی روشنی ہمیشہ اتحاد ہی سے پھیلی ہے اور اتحاد کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی تحریر و تقریر سمجھ سکیں اسلئے ہم الواح میں اس سے پیشتر حکم دے چکے ہیں کہ بیت العدل کے اعضاء کو چاہئے کہ وہ یا تو موجودہ زبانوں میں سے کسی ایک زبان کو اختیار کرلیں یا کوئی نئی زبان بنالیں۔

Marfat.com

اسی طرح طرزِ تحریر میں سے بھی کوئی ایک طرزِ تحریر اختیار کرلیں۔ اور دنیا کے مدارس میں بچوں کو اُسی زبان اور اسی خط کی تعلیم دیں۔ تاکہ دنیا ایک وطن، اور ایک ملک دکھائی دینے لگے۔"

قریباً اُسی وقت جبکہ یہ حکم حضرت بہاء اللہ کے ذریعے نازل ہوا پولینڈ میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام "لوڈوک ضامن آف" رکھا گیا۔ اس بچہ کے لئے یہ مقدر ہوا کہ وہ اس حکم کو دنیا میں جاری کرنے میں ایک بہت بڑا حصہ لے۔ بچپن ہی سے ایک عالمگیر زبان کا خیال لوڈوک کی زندگی کا ایک بڑا مقصد بن گیا۔ اور اس کی کاوشوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے ایک زبان جو ایسپرنتو کے نام سے مشہور ہے ایجاد کی اور اُسے ایک عالمگیر شہرت دی۔ یہ زبان اسوقت ۲۵ سال کے تجربہ کی کسوٹی پر رکھی جا رہی ہے اور ہر طرح بین الاقوامی خط و کتابت کا قابل اطمینان وسیلہ ثابت ہوئی ہے اس میں ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ اُس عرصہ کے بیسویں حصہ میں پوری طرح حاصل کی جاسکتی ہے جتنے عرصہ میں انگریزی فرانسیسی۔ یا جرمنی زبان سیکھی جا سکتی ہے۔

ایسپرنتو کی ایک دعوت میں جو فروری ۱۹۱۳ء میں پیرس میں دی گئی تھی حضرت عبدالبہاء نے فرمایا۔ "یورپ میں اس وقت اختلافات کا ایک بہت بڑا سبب بانوں کا اختلاف ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ آدمی جرمن ہے یہ اٹالین ہے اور یہ فرانسیسی ہے حالانکہ وہ سب ایک ہی نسل کے ہیں مگر زبان ان کے درمیان ایک بہت بڑی رکاوٹ ہوگئی ہے اگر ایک عالمگیر امدادی زبان ان کے درمیان ہوتی تو یہ سب ایک ہی خیال کئے جاتے۔ حضرت بہاء اللہ نے چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ اس بین الاقوامی زبان کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ جب تک ایک بین الاقوامی زبان اختیار نہ کی جائے گی دنیا کے مختلف فرقوں اور حصوں میں کامل اتحاد حاصل نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ غلط فہمیاں لوگوں کو ایک

Marfat.com

دوسرے سے ملنے نہیں دیتیں اور یہ غلط فہمیاں سوائے ایک بین الاقوامی امدادی زبان کے ہونے کے اور کسی طرح دور نہ ہوں گی۔

عام طور پر مشرق کے سب رہنے والے مغرب کے واقعات سے واقف نہیں ہوتے اور نہ ہی مغرب کے رہنے والے مشرق کے رہنے والوں سے ہمدردانہ تعلقات پیدا کر سکتے ہیں ان کے خیالات ایک صندوقچہ میں بند ہیں بین الاقوامی زبان ہی ایک ایسی کنجی ہے جو اس صندوقچے کو کھول سکتی ہے اگر ہم ایک عالمگیر زبان کے مالک بن جائیں تو اہل مغرب کی کتابوں کا ترجمہ آسانی سے اس زبان میں ہو سکتا ہے اور اہل مشرق اُن سے واقف ہو سکتے اسی طرح اہل مشرق کی کتابیں اُس زبان میں ترجمہ ہو سکتی ہیں اور اہل مغرب اُن سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مشرق و مغرب کے درمیان اتحاد کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ایک مشترکہ زبان ہوگی یہ ساری دُنیا کو ایک ملک بنا دے گی اور انسان کی ترقی کیلئے ایک طاقتور جذبہ بنے گی یہ وحدت انسان کے علم کو بلند کرے گی اور ساری دُنیا کو ایک عالمگیر جمہور کی صورت میں بدل دے گی۔ افراد انسانی میں محبت کا سبب اور مختلف اقوام میں دوستی اور الفت کا موجب بنے گی۔

خدا کا شکر اور اُس کی حمد ہو کہ ڈاکٹر ضامن آف نے اسپرنٹو زبان ایجاد کی ہے اور یہ وہ سب امکانی صفات رکھتی ہے جو ایک بین الاقوامی وسیلہ خط و کتابت میں ہونی چاہئیں اس شریف کام کے لئے ہم سب کو اُن کا شکر گزار اور ممنون ہونا چاہئے۔ کیونکہ انہوں نے اس طرح اپنے ہمجنسوں کی ایک بہت بڑی خدمت کی ہے اپنے پرستاروں کی اَن تھک کوشش اور قربانی کے بل پر اسپرنٹو ایک عالمگیر زبان ہو جائے گی۔ اسلئے ہمیں لازم ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اس زبان کو سیکھے اور جہاں تک ممکن ہو سکے اس کے پھیلانے میں کوشش

Marfat.com

کرے۔ تاکہ دن بدن اس کا رسوخ بڑھتا جائے دنیا کی قومیں اور حکومتیں اسے قبول کر لیں اور یہ زبان عام سکولوں کے دستور العمل کا ایک جزو بن جائے میں امید کرتا ہوں کہ آیندہ جس قدر بین الاقوامی مجالس مشاورت و محافل مصالحت ہونگی ان کی کارروائی کا ذریعہ اسپرنٹو ہوگی تاکہ تمام لوگوں کو صرف دو زبانیں ہی حاصل کرنے کی ضرورت ہو، ایک تو مادری زبان، اور دوسری بین الاقوامی اسوقت تمام اقوام عالم کے درمیان کامل اتحاد قائم ہو جائے گا۔ ذرا خیال تو کیجئے کہ مختلف اقوام کے درمیان اسوقت مخابرہ کرنا کس قدر مشکل ہے اگر کوئی شخص پچاس زبانیں بھی جانتا ہو پھر بھی وہ ایسے ملک پائے گا جن کی زبان سے وہ ناواقف ہے۔ اسلئے میں امید کرتا ہوں کہ تم انتہائی کوشش کروگے کہ اسپرنٹو دور دور تک پھیل جائے۔" اگرچہ یہ ارشادات اسپرانٹو کی طرف خصوصی اور ہمت افزا ہیں پھر بھی جب تک بیت العدل حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کے مطابق اس کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کرے گا امر بہائی کسی زبان کی حمایت نہیں کر سکتا نہ اسپرانٹو کی اور نہ ہی کسی اور موجودہ یا مصنوعہ زبان کی فی الحقیقت حضرت عبدالبہاء نے ایک لوح میں جس میں آپ "وحدت کی سات شمعوں کا بیان فرماتے ہیں وحدت زبان کو آخر میں رکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اصول اسوقت تک تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا جب تک قوموں نسلوں اور دینوں کا اتحاد حاصل نہ ہو جائے اس لئے اس عبوری زمانے میں یہ بتانا ناممکن ہے کہ آخر کار جب ایک عالمگیر ثانوی زبان کا انتخاب ممکن ہوگا تو کیا نتیجہ ہوگا

لیگ آف نیشنز یا مجلس بین الاقوامی

ایک اور حکم جسکی حضرت بہاء اللہ نے پرزور اور بار بار حمایت فرمائی ہے یہ ہے کہ ایک عالمگیر بین الاقوامی مجلس امن کو

Marfat.com

قائم رکھنے کیلئے وجود میں لائی جائے لوح ملکہ وکٹوریہ میں جو سنہ ۱۸۶۵ء میں نازل ہوئی تھی فرمایا ہے۔

"اے جماعت حکمرانان[1]! اپنے اختلافات دور کرو پھر تمہیں نہ تو اتنی بڑی فوجوں کی ضرورت ہوگی اور نہ اس قدر سامان جنگ کی حاجت رہے گی۔ مگر صرف اتنی کہ جس سے تم اپنے ملکوں اور رعایا کی حفاظت کرسکو!..........

اے معشر الملوک! متحد ہو جاؤ کیونکہ اس طرح اختلاف کی ہوائیں رک جائیں گی اور تمہاری رعایا آرام و آسائش پائے گی.......... اگر تم میں سے کوئی دوسرے کے خلاف اٹھ کھڑا ہو تو تم سب مل کر اس کا مقابلہ کرو۔ کیونکہ یہ ہی ظاہر اور کھلا ہوا عدل ہے۔"

حضرت عبدالبہاء نے سنہ ۱۸۷۵ء میں عالمگیر مجلس یا لیگ اقوام کے قیام کی پیشنگوئی فرمائی تھی۔ جو اسوقت[1] خاصکر دلچسپ ہوگی کیونکہ اسوقت ایسی مجلس قائم کرنے کیلئے سر توڑ کوششیں ہو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

اس میں شک نہیں کہ حقیقی تمدن مرکز دنیا میں اپنا علم اسوقت بلند کرے گا جب بعض اعلیٰ خیالات کے شریف حکمران ہمدردانہ جوش کی دنیا کے چمکتے ہوئے آفتاب مستقل ارادے اور آرزو سے بھرے ہوئے دل کی قوت کے ساتھ پیش قدمی کرکے عالمگیر امن کے مسئلہ پر ایک کانفرنس کریں گے اور اپنے خیالات کے اجرار کے وسائل کو مضبوطی سے پکڑ کر تمام دنیا کی حکومتوں کا ملاپ قائم کردینگے اور ایک قطعی عہدنامہ اور مضبوط اتحاد ایسی شرائط کے ساتھ آپس میں کرینگے کہ ان سے کسی طرح گریز کرنا ممکن ہی نہ ہو۔ جب ساری دنیا کے لوگ

[1] یہ سنہ ۱۹۱۹ء میں لکھا گیا تھا۔

Marfat.com

اپنے نمائندوں کے ذریعہ اپنی رائے کا اظہار کر کے اس عہد نامہ پر دستخط کرینگے جو درحقیقت ایک عالمگیر امن قائم رکھنے کا عہد ہوگا اور جس کو ساری دُنیا کے لوگ متبرک سمجھیں گے تو دُنیا کی متحدہ طاقتوں کا فرض ہوگا کہ وہ اس عہد نامہ عظیم کو قوی سے قوی تر بناتے جائیں اور اُس کے دوام کے ذمہ دار ہوں۔
اس عالمگیر عہد نامہ میں ہر ایک سلطنت کی حدود اور اس کے قوانین و رواج کا تعین ہونا ضروری ہے۔ مختلف حکومتوں کے عہد نامے۔ انتظامات و معاملات مملکت اسمیں درج ہونے چاہئیں اسی طرح ہر سلطنت کی مقدار اسلحہ بھی پوری طرح سے تعین کردینی اس کے لوازمات میں سے ہونا چاہئے کیونکہ اگر ایک سلطنت آلات و سامان جنگ کی تیاری کرنے لگیگی تو اس سے دوسری سلطنتوں میں بے چینی پیدا ہوگی اس طاقتور اتحاد کی بنیاد ایسے طریقہ پر ڈالنی چاہئے کہ اگر ایک سلطنت کسی ایک شرط کی خلاف ورزی کرے تو دُنیا کی باقی تمام سلطنتیں اُس پر چڑھائی کر کے اُسے زیر کریں بلکہ تمام نوع انسان اکٹھی ہو کر ایسی حکومت کا تخت اُلٹ دے۔ اگر دنیا کے بیمار جسم کو اس قسم کی مفید دوا دی جائے گی تو یہ فی الحقیقت عالمگیر اعتدال و انصاف کے ذریعہ اس کے دکھوں کو مکمل طور سے دور کرنے کا باعث ہوگی۔" (المدینہ صفحہ ۱۲۰-۱۳۴)

بہائی نقطہ نظر سے لیگ اقوام عالمگیر صلح اور نظام عالم کے متعلق تعلیمات مبارکہ کو پورا نہیں کرتی۔ اہل بہاء کے نزدیک صلح اصغر اور صلح اکبر میں بہت بڑا فرق ہے۔ صلح اصغر تو بین الاقوامی اتحاد کو سیاسی طور پر قائم کرنے کی کوشش ہوگی۔ مگر حضرت بہاءاللہ کی "صلح اکبر" ہی فقط کامیاب ہو سکتی ہے کیونکہ یہ معاشرتی یا سماجی کارگزاریوں کی بنیاد روحانی اتحاد پر رکھتی ہے ۔۔۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو حضرت عبدالبہاء نے بیان فرمایا۔ فی زمانہ صلح اکبر بہت بڑی

Marfat.com

اہمیت رکھتی ہے۔ مگر اتحاد وجدان لازمی ہے تاکہ اس امر کی بنیاد محفوظ۔ اس کا قیام پختہ اور اس کی عمارت مضبوط ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

اگرچہ لیگ اقوام وجود میں لائی گئی ہے مگر اسمیں صلح اکبر قائم کرنے کی قابلیت نہیں ہے وہ عدالت عالیہ جو حضرت بہاء اللہ نے بیان فرمائی ہے اس مقدس کام کو نہایت قوت وقدرت کے ساتھ پورا کرے گی"۔

بین الاقوامی عدالت

حضرت بہاء اللہ نے ایک بین الاقوامی عدالت کے قیام کی بھی تلقین فرمائی ہے۔ تاکہ جو اختلافات اقوام کے درمیان پیدا ہوں وہ جنگ کی بجائے معقولیت و انصاف کے ساتھ فیصل ہو جایا کریں۔

اگست ۱۹۱۱ء میں بین الاقوامی عدالت کے سلسلہ میں جو موہنک کنفرنس ہوئی اس کے سکریٹری کو حضرت عبدالبہاء نے لکھا ہے۔

پچاس سال قبل حضرت بہاء اللہ نے کتاب اقدس میں لوگوں کو یہ حکم دیا کہ عالمگیر امن قائم کریں اور سب اقوام عالم کو بین الاقوامی عدالت کے خدائی دسترخوان پر جمع ہونے کی دعوت دی۔ تاکہ قوموں کے درمیان ملکی صدود کے مسائل قومی عزت اور مال اور دیگر مفاد کا فیصلہ عدل و انصاف کے ساتھ عدالت کے ذریعہ ہو جایا کرے اور کسی قوم کو اس قسم کے فیصلہ سے انحراف کرنے کی جرأت نہ ہو۔ اگر دو قوموں کے درمیان کوئی جھگڑا ہو جائے تو یہ بین الاقوامی عدالت اس کا اسی طرح فیصلہ کرے جس طرح جج دو شخصوں کے درمیان کرتا ہے۔ اگر کوئی حکومت کسی وقت اس فیصلہ سے روگردانی کرنے کی جرأت کرے تو تمام دوسری حکومتیں اس کو اس بغاوت کی سزا دینے کیلئے اس پر چڑھائی کریں۔

۱۹۱۱ء میں پیرس میں گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

دنیا کی تمام قومیں اور حکومتیں ایک عدالت عالیہ قائم کریں گی۔ کہ جس میں

Marfat.com

ہر قوم اور ہر حکومت کے منتخب نمائندے ہوا کرینگے۔ اس بڑی کونسل کے ممبر کامل اتحاد کے ساتھ جمع ہوا کرینگے۔ تمام بین الاقوامی جھگڑے اس عدالت کے سامنے پیش ہوا کرینگے اور اس عدالت کا کام اُن سب اُلجھنوں کو سلجھانا ہوگا جو جنگ کا موجب ہوں اس عدالت کا کام جنگ کی روک تھام کرنا ہوگا۔"

(پیرس ٹاکس صفحہ ۱۴۵)

لیگ اقوام کے قیام سے ۲۵ سال پہلے ہیگ میں (سنہ ۱۸۹۹ء) میں ایک کورٹ آف آربٹریشن (عدالت پنچایتی) قائم کی گئی تھی۔ اور بہت سے پنچایتی عہد ناموں پر اس کے ذریعہ دستخط ہوئے تھے۔ مگر انہیں سے اکثر حضرت بہاءاللہ کی وسیع تجویز سے بہت کم تھے دو بڑی طاقتوں کے درمیان کوئی ایسا پنچایتی عہد نامہ نہ ہوا جس میں تمام مواد ہائے فساد کا ذکر کیا گیا ہو۔ ذاتی مفاد، عزت و استقلال کے متعلقہ اختلافات کو خاص طور سے مستثنےٰ کر دیا تھا نہ صرف یہی بلکہ کوئی ایسی مؤثر ضمانت نہ دی گئی تھی کہ اقوام اُن شرائط پر۔ جو انہوں نے مان لی ہیں قائم رہیں گی۔ اس کے برعکس بہائی تجاویز جس علاوہ قومی وقار اور ذاتی مفاد کے سوالات کو خاص طور پر شامل کیا ہے۔ اور اُن کی پشت پر تمام دُنیا کی لیگ اقوام کی ضمانت رکھی گئی ہے۔ جب ان تجاویز پر کامل طور پر عمل کیا جائے گا۔ تب اور صرف تب ہی بین الاقوامی پنچایت اپنے سودمند امکانات کی غرض و غایت حاصل کر سکیں گی۔ اور جنگ کی لعنت قطعی طور پر دُنیا سے نابود ہوگی۔

تحدید اسلحہ

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

ایک عہد نامہ کے ذریعہ تمام دنیا کی حکومتوں کو چاہیے کہ وہ سب ایک ہی وقت ہتھیار اسلحہ کو کم کر دیں۔ اگر ایک تو اسلحہ کو کم کر دے اور دوسرے ایسا کرنے سے انکار کریں تو اس سے کام نہ چلیگا۔ اس نہایت ہی اہم معاملہ کے متعلق ساری دُنیا کی قوموں کو متحد ہونا چاہیے تاکہ وہ ایک ہی وقت میں انسانی

Marfat.com

انسانی قتل و غارت کے مہلک آلات کو ترک کر دیں جبتک ایک سلطنت اپنے فوجی و بحری اخراجات کو بڑھاتی جائے گی اسوقت تک دوسری سلطنتیں بھی اپنے قدرتی اور مفروضہ مفاد کی بنا پر اس مجنونانہ تگ و دو میں شامل ہونے پر مجبور ہونگی۔

(رفنامچہ مرزا احمد سہراب مئی ۱۱ تا ۱۴ اپریل ۱۹۱۴ء)

عدم مزاحمت بطور ایک دینی جماعت کے حضرت بہاءاللہ نے اہل بہاء کو صاف و صریح لفظوں میں زبردستی چیرہ دستی کے ترک کرنے کا حکم دیا ہے خواہ یہ ذاتی مفاد کی خاطر ہو یا دفاع کیلئے ہو۔ ایران میں ہزار ہا بابیوں اور بہائیوں نے اپنے ایمان کی خاطر نہایت دردناک موت برداشت کی آغاز امر میں بابیوں نے اکثر موقعوں پر نہایت بہادری اور دلیری سے تلوار کے ساتھ اپنے بال بچوں کی حفاظت کی۔ مگر حضرت بہاءاللہ نے اسے منع کر دیا۔ اور حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

جب حضرت بہاءاللہ نے ظہور فرمایا تو آپ نے اعلان کیا کہ حق و صداقت کی اشاعت ہرگز ہرگز ان طریقوں سے نہ ہونی چاہیئے بلکہ دفاع کیلئے بھی یہ طریقے استعمال کرنے منع ہیں۔ آپ نے تلوار کے استعمال کو حرام قرار دیا۔ اور مذہبی جنگ یا جہاد کو منسوخ کر دیا۔ آپ نے فرمایا قتل کرنے کی نسبت تمہارے لئے قتل ہونا بہتر ہے۔ مومنین کو چاہیئے کہ استقلال و استقامت سے امراللہ کی اشاعت کریں جب مومن نڈر اور روبنگ ہو کر انقطاع کلی کے ساتھ کلمۃ اللہ کے بلند کرنے کے لئے قیام کریں گے اور جب وہ دنیا کی چیزوں سے رخ پھیر کر خدا اور اسکی قوت کے بل پر خدمت خلق میں مصروف ہونگے تو کلمۂ حق

Marfat.com

کی فتح ہوگی۔ یہ مُبارک ارواح اپنے خون سے امراللہ کی صداقت کی گواہی دینگی اور اپنے خلوص، وفاداری اور استقامت سے اس کی شہادت مہیا کرینگی۔ امر کی اشاعت اور سرکشوں کی سرکوبی کے لیئے خدا ہی بس ہے ہم اُسکے سوا کسی مدد کے طلبگار نہیں اور جان ہتھیلی پر رکھ کر دشمن کا سامنا کرنے اور شہادت کو لبیک کہنے کیلئے حاضر ہیں۔ (خاص اس کتاب کیلئے لکھا گیا)

حضرت بہاءاللہ ایک دشمن امراللہ کو لکھتے ہیں۔

سُبحان اللہ! اس گروہ کو ہتھیاروں کی ضرورت نہیں اسکی تو تمام کوششیں دنیا میں امن قائم کرنے پر لگی ہوئی ہیں اس کی فوج نیک اعمال۔ اس کے ہتھیار اچھے کردار ہیں اور اُس کا سردار خوف خدا ہے۔ مُبارک ہے وہ جو انصاف کرتا ہے۔"

خدا کی قسم! یہ لوگ اپنے صبر، تحمل، تسلیم ورضا۔ توکّل وقناعت سے مظاہر عدل بن گئے ہیں اُن لوگوں کی تسلیم ورضا اس حد تک پہونچ گئی ہے کہ وہ قتل کرنے کی بجائے قتل ہونا پسند کرتے ہیں اور اس وقت ان مظلومان ارض پر وہ کچھ وارد ہوا ہے جو دنیا کی تاریخ میں کبھی پہلے وارد نہیں ہوا۔ اور جسے لوگوں کی آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اپنے آپ کو بچانے کیلئے ایک ہاتھ بھی اُٹھائے بغیر اِن لوگوں نے اِن خوفناک بلاؤں کو کیوں برداشت کیا؟ ان کی اس تسلیم وتسکین کا کیا سبب تھا؟ یہ قلم اعلیٰ کی لگاتار تنا ہی نصیحتیں تھیں کیونکہ انہوں نے جہاں کے مالک کی قوت وقدرت کے ساتھ احکام پاک کو ہر دور کو پکڑا تھا" (لوح ابن ذئب)

نتائج نے حضرت بہاءاللہ کے حکم عدم مزاحمت کی حکمت کو ثابت کر دیا ہے۔ ایران میں ہر شہید کے بدلے سونئے اشخاص نے امر بہائی قبول کیا۔ اور جب نڈر اور تسلیم ورضا کے طریقہ سے ان شہداء نے اپنی عزیز جانوں کو اپنے مولیٰ کے قدموں پر سے نچھاور کیا اس نے دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ انہوں نے ایک

Marfat.com

ایسی نئی زندگی حاصل کر لی تھی، جسے موت کی ہیبت ڈرا نہ سکتی تھی اور وہ زندگی ایک ایسی خوشی اور ایسے بے نظیر اطمینان سے مملو تھی جس کے سامنے اس دنیا کی خوشیاں ہیچ اور سخت سے سخت وحشیانہ اذیتیں ہوا سے بھی زیادہ ہلکی اور ناچیز ہیں۔

نیکی کی راہ میں کوشش

حضرت مسیح کی مانند اگرچہ حضرت بہاء اللہ نے بھی اپنے پیروؤں کو یہ تلقین فرمائی ہے کہ وہ انفرادی اور نیز جماعتی حالت میں اپنے دشمنوں کیلئے عدم مزاحمت اور عفو کا رویہ اختیار کریں مگر آپ ہیئت اجتماعیہ پر یہ فرض عائد کرتے ہیں کہ وہ ظلم اور ناانصافی کا سدّ باب کرے۔ اگر کسی ایک فرد پر ظلم و ستم ہو تو اُسکے لئے واجب اور درست ہے کہ وہ معاف کر دے اور انتقام نہ لے۔ مگر ایک ہیئت اجتماعیہ کے لئے یہ ایک گناہ ہے کہ وہ قتل و غارت گری کو اپنے حدود کے اندر بلا روک ٹوک جاری رہنے دے۔ ایک اچھی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ جرائم کو روکے اور مجرموں کو سزا دے[1] اور یہی فرض جمعیت اقوام کا بھی ہے۔ اگر ایک قوم دوسری قوم پر ظلم و تعدی کرتی ہے تو دوسری سب اقوام کا یہ فرض ہے کہ وہ اس ظلم کی روک تھام کریں۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

"یہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت جنگجو اور وحشیانہ قبیلے ہیئت اجتماعیہ پر اس غرض سے حملہ آور ہوں کہ اس کے تمام افراد کا قلع قمع کر دیں تو ایسی حالت میں دفاع جائز ہے۔" (پیرس ٹاکس صفحہ ۱۷۰)

آج تک نوع انسان کا یہ رویہ رہا ہے کہ اگر ایک قوم دوسری قوم پر حملہ آور ہو تو دنیا کی دیگر اقوام غیر جانبدار رہتی ہیں اور اس وقت تک اس معاملہ میں کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتیں جب تک براہ راست ان کے مفاد پر زد نہ پڑتی ہو۔ بہاء کا سارا

[1] مجرموں کے ساتھ سلوک کے متعلق بیانات دیکھو۔

Marfat.com

بوجھ اس قوم کو خواہ وہ کیسی کمزور یا بے بس کیوں نہ ہو اٹھانا پڑتا تھا جس پر حملہ کیا جاتا تھا
حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات اس صورت حال کے بالکل برعکس ہیں اور بچاؤ کی ذمہ داری
کا بوجھ صرف اسی قوم کو اٹھانا نہیں پڑتا جس پر حملہ کیا گیا ہو بلکہ سب قوموں کو فرداً اور
جمعاً اٹھانا فرض کیا گیا ہے۔ چونکہ کل نوع انسان ایک واحد جماعت ہے اس لئے
کسی ایک قوم پر حملہ کل جماعت پر حملے کے مترادف ہے اور اس کا تدارک کل جماعت
پر ہی عائد ہوتا ہے جب اس اصول پر عام طور سے عمل کیا جائے گا تو اگر کوئی قوم
کسی قوم پر زبردستی کرنا چاہے گی تو اسے پہلے ہی سے یہ معلوم ہو گا کہ اسے صرف ایک
ہی قوم سے نپٹنا نہ ہو گا بلکہ تمام دنیا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ علم ہی بڑی سے بڑی جنگجو
اور دیدہ دلیر قوم کو ڈرانے اور روکنے کیلئے کافی ہو گا۔ جب امن دوست قوموں کی ایک
مضبوط لیگ قائم ہو جائے گی تو جنگ افسانۂ ماضی بن جائے گی۔ بین الاقوامی
بدامنی کی پرانی حالت اور بین الاقوامی زمانہ امن کے آنے تک جبر و دستی لڑائیوں
کے ہونے کا امکان ہے مگر ان حالات میں فوجی یا دیگر سخت تدابیر جن سے
بین الاقوامی انصاف۔ اتحاد اور امن میں خلل نہ آئے ایک حقیقی فرض ہے۔ حضرت

عبدالبہاء لکھتے ہیں کہ ایسی حالتوں میں

"بعض اوقات جنگ، امن کی بنیاد اور بربادی تعمیر کا سبب ہو جاتی
ہے .... یہ جنگ، بادشاہ ... سے مانوس ہو اور ایسے وقت میں
سچ سچ کہنا ہے کہ یہ غضب ... جوہر ... علم، انصاف کا جوہر اور یہ جنگ
صلح کا سرچشمہ ہوتی ہے آج کے دن سربراہ مقتدر بادشاہ کا فرض اولین یہ ہے کہ وہ
عالمگیر امن کو بڑھائے کیونکہ ... سب دنیا کی قوموں کو آزاد
کرنا ہے۔" (المدنیہ حضرت عبدالبہاء)

اتحاد مشرق و مغرب ایک اور اصول جو صلح اکبر کو دنیا میں لاوے گا

مشرق و مغرب کا باہم مربوط ہونا ہے۔ صلح اکبر سے صرف جنگ کا بند کرنا ہی مقصود نہیں بلکہ اس سے مراد زمین کے مختلف الخیال لوگوں میں حقیقی اتحاد اور مخلصانہ باہمی مدد و امداد کا پیدا کرنا بھی ہے جس کا نتیجہ نہایت ہی بیش بہا اور فائدہ مند ہوگا۔ پیرس میں گفتگو کرتے ہوئے حضرت عبدالبہاء نے فرمایا۔

پہلے زمانوں کی طرح اس زمانہ میں بھی آفتاب صداقت ہمیشہ مشرق سے طلوع ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ لوگوں کو تعلیم دینے اور ان کی رہنمائی کرنے کے لئے مشرق میں ہی ظاہر ہوئے۔ حضرت مسیح بھی افق مشرق سے ہی طالع ہوئے۔ حضرت محمد بھی ایک مشرقی قوم میں ہی ظاہر ہوئے حضرت باب نے بھی ایک مشرقی ملک ایران سے ہی قیام کیا۔ حضرت بہاءاللہ، مشرق میں رہے اور وہیں لوگوں کی تربیت فرمائی روحانی معلم مشرقی دنیا سے ہی ظاہر ہوئے۔"

اگرچہ آفتاب مسیحی مشرق سے طلوع ہوا تھا مگر اس کا پرتو مغرب میں نمودار ہوا جہاں اس کے نور کی افزونی واضح طور پر دیکھی گئی۔ آپ کی تعلیمات کی آسمانی روشنی مغربی دنیا پر زیادہ شدت کیساتھ ضوفگن ہوئی جہاں اس نے اپنی جائے پیدائش سے بڑھ چڑھکر ترقی کی آج مشرق مادی ترقی کا اور مغرب روحانی اصولوں کا محتاج ہے یہ اچھا ہوگا کہ مغرب روحانی نورانیت کیلئے مشرق کی طرف رجوع ہو اور اس کے بدلے میں مشرق کو اپنے علم یعنی سائنس سے بہرہ اندوز کرے۔ ان تحائف کا باہم ایکدوسرے سے تبادلہ کریں مشرق و مغرب متحد ہوکر ایک دوسرے کو وہ چیزیں دیں جنکی اُن کو علیحدہ علیحدہ ضرورت ہے۔ ایسا اتحاد اس صحیح تمدن کا پیش خیمہ ہوگا جس میں روحانیت کا ظہور بادیتے ہیں ہوکر اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ اس طرح ایک دوسرے کی احتیاج کو جب پورا کردے گا تو کامل اتحاد کا دور دورہ ہو جائے گا تمام قومیں متحد ہو جائیں گی۔ اور ایک

Marfat.com

ایک عظیم حالت کمال حاصل ہو جائے گی آپس کے رشتے مضبوط باندھے جائینگے اور یہ دنیا صفات الٰہی کو منعکس کرنے کا چمکتا ہوا آئینہ بن جائے گی۔

ہم سب مشرقی اور مغربی قوموں کو دن رات جان و دل سے اس بلند و بالا خیال کو کہ تمام دنیا کی قوموں میں اتحاد کا رشتہ مضبوط ہو جائے منصۂ وجود پر لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تب ہر ایک دل مسرور ہو گا۔ اور ہر آنکھ کھل جائے گی۔ ایک نہایت ہی عجیب قوت عطا کی جائے گی۔ اور تمام نوع انسان کی خوشی ایک یقینی امر ہو جائے گی۔ .... یہی وہ جنت ہے جس کے دنیا میں آنے کے بارے میں کہا گیا ہے۔ اور یہ اس وقت ہو گا جب کل نوع انسان ملکوت الٰہی میں خیمہ اتحاد کے سایہ تلے جمع ہو جائے گی "

(پیرس ٹاکس صفحہ ۱۷)

Marfat.com

گیارہواں باب

احکام و تعلیمات

"آپ کو معلوم ہو کہ ہر ایک دَور اور زمانے میں مقتضیات زمانہ کے مطابق تمام آسمانی احکام متغیر و متبدل ہو جاتے ہیں سوائے قانون محبت کے جو ایک چشمہ کی طرح ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اور کبھی متغیر نہیں ہوتا۔"

(حضرت بہاء اللہ)

راہبانہ زندگی حضرت محمدؐ کی طرح حضرت بہاء اللہ نے بھی اپنے پیروؤں کو راہبانہ زندگی اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لوح نپولین سوئم میں فرمایا ہے ...... کہدے اے جماعت راہبین! کوٹھریوں اور حجروں میں اپنے آپ کو معتکف مت کرو۔ بلکہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ان کو ترک کرو۔ اور اس کام میں مشغول ہو جاؤ جو تمہاری روح اور بندوں کی روح کیلئے مفید ہو ......

شادی کرو تاکہ تم اپنے بعد اپنی جگہ کسی کو چھوڑ جاؤ۔ ہم نے تمہیں خیانت سے منع کیا ہے۔ نہ کہ ان باتوں سے جن سے امانت کا ظہور ہو تم اپنے من مانے اصولوں کو پکڑے بیٹھے ہو اور تم نے خدا کے اصولوں کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے۔ خدا سے ڈرو اور جاہلوں میں سے مت ہو۔ انسان نہ ہوتا تو کون میری زمین میں میرا ذکر کرتا۔ اور میرے اسماء و صفات کا ظہور کیسے ہوتا۔ ذرا غور کرو۔ اور ان میں سے نہ ہو جن کی آنکھ پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور غافل ہیں۔ وہ (حضرت عیسیٰ) جس نے شادی نہ کی تھی اُسے

Marfat.com

نہ تو کوئی جگہ ملی جہاں وہ بسیرا کر سکتا اور نہ کوئی پناہ گاہ ملی جہاں وہ اپنا سر چھپا سکتا اور یہ سب اُن لوگوں کے کرتوتوں کا نتیجہ تھا جو خائن ہیں اسکی روح کی تقدیس اُن باتوں کے سبب نہیں تھی جو تم سمجھے بیٹھے ہو۔ بلکہ اُن باتوں کے سبب تھی جو ہم جانتے ہیں۔ پوچھو۔ تاکہ تم اس کے مقام سے جو تمام دنیا کے رہنے والوں کے تصورات سے بالاتر ہے۔ واقف ہو جاؤ مبارک ہیں وہ جو جانتے ہیں۔''

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ عیسائی فرقوں نے پادریوں کیلئے راہبانہ اور تجرد کی زندگی کی ریت قائم کرلی ہے حالانکہ حضرت مسیحؑ نے اپنے حواری صرف شادی شدہ آدمی ہی چنے تھے اور آپ اور آپ کے حواریوں نے لوگوں کے ساتھ مل جُل کر اور ساتھ رہکر کرم و سخا کی عملی زندگیاں بسر کیں؟ قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

"عیسیٰ ابن مریم کو ہم نے انجیل دی اور ہم نے ان لوگوں کے دل میں جنہوں نے اس کی پیروی کی مہربانی اور رحم ڈالا۔ مگر انہوں نے راہبانہ زندگی خود اپنے لئے اختیار کی ہم نے تو صرف ان کے لئے یہ مقرر کیا تھا کہ وہ خدا کو خوشنود کرنے کی طلب پیدا کریں مگر انہوں نے جیسا اسکو نبھانا چاہیئے تھا نہ نباہا۔" (سورہ ۵۷ آیت ۲۷)

زمانہ قدیم اور گزشتہ حالات میں راہبانہ زندگی چاہے کتنی تاکید سے واجب کی گئی ہو۔ حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں کہ اب اس وجوب کا وجود نہیں حقیقت بھی یہی ہے نیک اور خدا سے ڈرنے والے لوگوں کی اتنی بڑی تعداد کا اپنے ہمجنسوں سے میل جول نہ رکھنا۔ اور باپ ماں بننے کے فرائض اور ذمہ داریوں سے الگ رہنا یقیناً نوع انسان کی روحانیت کو کمزور کرنے پر منتج ہو گا۔

شادی یا ازدواج بہائی تعلیمات ایک شادی کو مستحسن

قرار دیتی ہیں اور حضرت بہاء اللہ جانبین کے والدین کی رضامندی کو شادی کی ایک ضروری شرط قرار دیتے ہیں۔ کتاب اقدس میں فرمایا ہے۔

"بیشک کتاب بیان (وہ کتاب جو حضرت باب پر آتری) میں اس معاملہ کا انحصار جانبین (دولہا دولہن) کی ہی رضامندی پر رکھا گیا تھا۔ مگر چونکہ ہم محبت اور دوستی اور اتحاد عباد پیدا کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہم نے اس میں والدین کی رضامندی کی شرط بھی لگا دی ہے۔ تاکہ دشمنی اور برے جذبات کی روک تھام ہو"

اس معاملہ پر ایک سائل کو جواب دیتے ہوئے حضرت عبدالبہاء لکھتے ہیں۔

"شادی کے متعلق جو آپ نے سوال کیا ہے خدا کی شریعت یہ ہے کہ تم پہلے ایک بیوی منتخب کرو مگر اس کے بعد باپ اور ماں کی رضامندی پر منحصر ہے تمہارے انتخاب کرنے کے قبل انہیں مداخلت کا کوئی حق حاصل نہیں"

(الواح عبدالبہاء انگریزی جلد ۳ صفحہ ۵۶۳)

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ کے اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کشیدہ تعلقات جو عیسائی اور مسلمان ممالک میں ایسے رشتوں اور ناطوں میں معمول ہیں اہل بہاء میں قریب قریب بالکل مفقود ہیں طلاق بھی شاذ و نادر ہی پایا جاتا ہے ازدواج کے بارے میں آپ لکھتے ہیں۔

بہائی ازدواج کی بنیاد جانبین کی کامل رضامندی اور پوری پوری قبولیت پر رکھی گئی ہے۔ دونوں میں کامل محبت ہونی لازم ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کے چال چلن سے پوری پوری واقفیت ہونی چاہیئے۔ دونوں کے درمیان جو عہد ہو وہ دائمی اور استوار ہو

Marfat.com

اور ان کی نیت یہ ہو کہ وہ ہمیشہ محبت دوستی اتحاد و اتفاق سے رہیں گے۔"

دلہن تو دلہا اور کچھ دوسرے لوگوں کے سامنے کہے "بیشک ہم خدا کی رضا پر قانع ہیں۔" اور دولہا جواب دے "بیشک ہم خدا کی مرضی پر مطمئن ہیں۔"

بہائی ازدواج کا مقصد یہ ہے کہ مرد اور عورت روحانی اور مادی طور سے متحد ہو جائیں تاکہ کل خدائی جہانوں میں انہیں دائمی اتحاد قائم رہے اور ایکدوسرے کی روحانی زندگی سنوارنے میں مدد دیں۔

یہ ہے بہائی ازدواج۔ (الواح عبدالبہاء، جلد ۲، صفحہ ۳۲۵)

طلاق

جس طرح نکاح کے بارے میں اسی طرح طلاق کے بارے میں بھی انبیائے کرام کی ہدایات مقتضیات وقت کے مطابق بدلتی رہی ہیں۔ حضرت عبدالبہاء طلاق کے بارے میں بہائی احکام کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

اہل بہاء پر واجب ہے کہ وہ حتی المقدور طلاق سے پرہیز کریں اور جب تک کوئی خاص وجہ پیدا نہ ہو جو انہیں ایکدوسرے سے اس بنا پر علیحدہ ہونے پر مجبور کرے کہ وہ ایکدوسرے سے نفرت کرتے ہیں جدا نہ ہوں۔ ایسی حالت میں محفل روحانی کو اطلاع دیکر وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ اس علیحدگی کے بعد انہیں صبر سے ایک سال تک انتظار کرنا فرض ہے اگر ایک سال کے اندر اندر انہیں محبت پھر سے پیدا نہیں ہوئی تو ان کی علیحدگی واجب ہے۔

...... ملکوت الٰہی کی بنیاد اتحاد محبت یگانگت۔ وحدت اور اتفاق

Marfat.com

پہیہ۔ اختلاف اور وہ بھی خصوصاً شوہر اور بیوی کا ملکوت الہٰی میں کوئی دخل نہیں رکھتا۔ ان دونوں میں سے جو طلاق کا موجب ہو گا وہ بے شک و شبہ بڑی بڑی مصیبتوں کا شکار ہو گا۔ خوفناک بلائیں اس پر ہجوم کرینگی اور ندامت و پشیمانی اسکے ساتھ رہے گی۔"

(امریکہ کے بہائیوں کے نام لوح)

دیگر معاملات کی طرح طلاق میں بھی اہل بہاء بہائی تعلیمات پر عمل کرنے کے علاوہ اپنے ملک کے قوانین کے بھی ماتحت ہوں گے۔

بہائی تقویم

مختلف قوموں اور مختلف زمانوں میں وقت کی تقسیم اور تاریخوں کے تعین کیلئے مختلف طریقے اختیار کئے جا چکے ہیں اور چند ایک مختلف تقادیم اب بھی مستعمل ہیں۔ مثلاً مغربی یورپ میں گریگوری کی تقویم۔ مشرقی یورپ میں جولین کی تقویم۔ یہودیوں میں عبرانی تقویم اور مسلمانوں میں قمری تقویم۔ حضرت باب نے اس دور کی جس کے آپ مبشر ہو کر آئے تھے ایک نئی تقویم کے بنیاد ڈالنے میں نمایاں کام کیا۔

گریگوری کی تقویم کی مانند اس میں بھی قمری مہینوں کی جگہ شمسی مہینے لئے گئے ہیں بہائی سال کے ۱۹ مہینے ہوتے ہیں اور ہر ایک مہینے کے ۱۹ دن (یعنی سال کے ۳۶۱ دن) اور اس کے ساتھ اٹھارھویں اور انیسویں مہینے کے درمیان سال کو پورا کرنے کیلئے لوند کے دن ہیں (جو عام طور پر ۴ مگر لوند کے سال ۵ دن ہیں) حضرت باب نے مہینوں کے نام خدا کے ناموں پر رکھے ہیں بہائیوں کا نوروز قدیم ایرانیوں کے نوروز کی طرح علم نجوم کے مطابق مقرر ہے یعنی جب آفتاب برج حمل (۲۱ مارچ) میں جاتا ہے تو اہل بہاء کا سال شروع ہوتا ہے۔ بہائی دور حضرت باب کے اعلان فرمانے (یعنی ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء) سے گنا جاتا ہے۔

Marfat.com

وہ زمانہ دور نہیں جب دنیا کی سب قوموں کو ایک ہی تقویم اختیار کرنی پڑے گی اسلئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نوع انسان کا یہ دَورِ وحدت و اتحاد ایک ایسی تقویم کا مالک ہو جو اعتراضات و مشکلات وغیرہ سے پاک ہو جن کے سبب دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ انہیں نہیں مانتا۔ اور یہ ناممکن ہے کہ حضرت باب کی مجوزہ تقویم سے کوئی اور طریقہ سادگی اور سہولت میں بڑھ سکے

بہائی تقویم کے مہینے یہ ہیں :—

نمبر شمار	عربی نام	یکم تاریخ کا دن	نمبر شمار	عربی نام	یکم تاریخ کا دن
۱	بہاء	۲۱ مارچ	۱۰	عزت	۸۔ ستمبر
۲	جلال	۹۔ اپریل	۱۱	مشیت	۲۷۔ ستمبر
۳	جمال	۲۸۔ اپریل	۱۲	علم	۱۶۔ اکتوبر
۴	عظمت	۱۷۔ مئی	۱۳	قدرت	۴۔ نومبر
۵	نور	۵۔ جون	۱۴	قول	۲۳ دسمبر
۶	رحمت	۲۴۔ جون	۱۵	مسائل	۱۲۔ دسمبر
۷	کلمات	۱۳ جولائی	۱۶	شرف	۳۱۔ دسمبر
۸	کمال	۱۔ اگست	۱۷	سلطان	۱۹۔ جنوری
۹	اسماء	۲۰۔ اگست	۱۸	ملک	۷ فروری

نوٹ: لوند کے دن ۲۶۔ فروری سے یکم مارچ تک ہیں جو ایام ھا کے نام سے موسوم ہیں۔

۱۹ — علاء ۲۔ مارچ :—

Marfat.com

محافل روحانی

حضرت عبدالبہاء نے صعود فرمانے سے پیشتر حضرت بہاءاللہ کے امری نظام کی داغ بیل ڈالدی تھی۔ محفل روحانی کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے آپنے اپنی ایک لوح میں فرمایا کہ ایک ترجمہ جس کی کہ آپ نے خود نظر ثانی کی تھی اور اصلاح فرمائی تھی طبع نہ کیا جائے جب تک قاہرہ کی محفل روحانی اسکی اجازت نہ دے۔

محفل روحانی نو اشخاص کی انتظامیہ جماعت کا نام ہے جنہیں محلی جماعت ہر سال اپنے میں سے انتخاب کرتی ہے۔ اس ادارے کو جماعت کے تمام باہمی معاملات کے فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ موجودہ نام عارضی ہے کیونکہ آیندہ محفل روحانی کا نام بیت العدل ہوگا۔

کلیسائی اداروں کے برعکس یہ بہائی جماعتیں ایسے ادارے نہیں۔ جو مذہبی پیشواؤں تک محدود ہوں۔ بلکہ سماجی جماعتیں ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اُن تمام جھگڑوں اور مشکلوں کو جو بہائیوں کے درمیان رونما ہوں بقانون مشورت فیصل کریں کیونکہ بہائیوں کو اپنے جھگڑے دیوانی عدالتوں میں لیجانے سے منع کیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ احبائے الٰہی میں اتحاد قائم رہے اور انصاف بھی ہاتھ سے نہ جائے محفل کا مقام کسی طرح بھی پادری یا مجتہد کا مقام نہیں ہے۔ مگر اس کا یہ فرض ہے کہ تعلیمات مبارکہ کی حمایت کرے۔ امراللہ کی خدمت کرنے کی ترغیب و تشویق دے جلسوں کا انتظام کرے۔ اتحاد قائم رکھے اپنی جماعت کی طرف سے بہائی املاک و اوقاف کی امین ہو اور پبلک اور دیگر بہائی جماعتوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں اپنی جماعت کی نمایندگی کرے۔

اس کتاب کے آخری باب کے اس حصے میں جس میں حضرت عبدالبہاء کی وصایائے مبارکہ کا بیان دیا گیا ہے۔ محلی اور ملی محافل روحانیہ کے متعلق مفصل لکھا گیا ہے

Marfat.com

مگر ان کے عام فرائض کی تعریف حضرت شوق افندی نے مفصل ذیل الفاظ میں کی ہے۔

"تبلیغ امرائس کی رہنمائی۔ اس کے طریقے۔ اس کے وسائل اسکی توسیع اور اسکی تحکیم اگرچہ امر کے مفاد کیلئے نہایت لازمی ہیں۔ مگر فقط یہی ایک شعبہ نہیں ہے جو محافل کی توجہ کو کلیۃً اپنی طرف لگائے رکھے حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء کی الواح کا غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ محافل کے اور بھی فرایض ہیں۔ جو ہر مقام کے احباب کے چنے ہوئے نمایندوں پر عائد ہوتے ہیں اور جو مفاد امر کے لئے کچھ کم لازمی نہیں ہیں۔"

"ان کا یہ فرض ہے کہ بیدار مغز۔ خبردار۔ محتاط اور ہوشیار رہیں دشمنوں کے حملوں اور شریروں کے تیروں سے ہر وقت ہیکل امراللہ کی حفاظت کریں"

"ان کا یہ فرض ہے کہ احباب کے درمیان اتحاد و اتفاق کو بڑھانے کی کوشش کریں لوگوں کے دلوں سے بدگمانی سردمہری اور رنجش کے تمام نشانات مٹا ڈالیں اور اسکی بجائے خدمت امر کیلئے قلبی اور عملی شرکت کا شوق پیدا کریں۔"

ان کا یہ فرض ہے کہ ہر موقع و وقت پر فقیروں کی بیماروں کی بیکاروں کی۔ یتیموں کی۔ اور بیواؤں کی۔ بلا لحاظ مذہب۔ رنگ و ملت مدد کریں۔"

ان کا یہ فرض ہے کہ حتی الوسع جوانوں کی مادی اور روحانی تربیت کو آگے بڑھائیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے وسائل کو بڑھائیں جہاں کہیں ممکن ہو سکے بہائی تعلیمی ادارے قائم کریں۔ ان کے کام کا انتظام اور اہتمام کریں اور ان کی نشوونما اور ترقی کے بہترین وسائل مہیا کریں۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Marfat.com

اُن کا یہ فرض ہے کہ وہ احباب کے باقاعدہ جلسوں کا بہائی ایام متبرکہ کے منانے کا۔ لوگوں کے معاشرتی۔ ذہنی اور روحانی مفاد کو ترقی دینے کیلئے جو خاص جلسے کئے جائیں اُن کا انتظام کریں۔

امراللہ کے اس ابتدائی زمانہ میں اُن کا فرض ہے کہ وہ تمام مطبوعات و تراجم کی نگرانی کریں۔ اور بہائی مطبوعات کو صحیح اور شاندار طریقہ پر دنیا میں پیش کریں۔ اور عام لوگوں میں اُن کی تقسیم کا اہتمام کریں۔

اُن امکانات کا جو بہائی اداروں میں ودیعت ہیں فقط اُسی وقت اندازہ ہوسکتا ہے جب ہمیں احساس ہوتا ہے کہ موجودہ تمدن اُس روحانی قوت کی کمی کے سبب کس قدر تیزی سے تہس نہس ہورہا ہے جو فقط ذمہ داری کے احساس۔ قائدین کی فروتنی اور سوسائٹی کے انفرادی ممبروں کے ساتھ واجبی وفاداری سے پیدا ہوسکتا ہے۔

تیوہار اہل بہا کی جبلی مسرت آفرینی کا اظہار دوران سال میں کئی دعوتوں اور تہواروں کے ذریعے ہوتا ہے ۱۹۱۲ء میں جب اسکندریہ (مصر) میں عید نوروز پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت عبدالبہاء نے فرمایا۔

ہر دور و ظہور کے وقت عیدین۔ تہوار اور تعطیل کے دن خدا کی مقدس شریعت میں مقرر کئے جاتے ہیں۔ ایسے دنوں میں ہر قسم کے کام تجارت دستکاری۔ زراعت وغیرہ ملتوی کر دینے چاہئیں۔ سب مل کر خوشیاں منائیں جلسے کریں۔ ایک جماعت بن جائیں تاکہ قومی وحدت۔ اتفاق و اتحاد سب کی آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہو۔

چونکہ یہ ایک متبرک دن ہوتا ہے اسلئے اس سے نہ تو بے پروائی برتی جائے اور نہ اُسے محض عیش و تعیش میں گزار کر اس کے ثمرات سے محروم ہونا چاہئے۔

Marfat.com

ایسے دنوں میں ایسے ادارات کی بنیاد ڈالی جائے جو لوگوں کے لئے مستقل امداد اور پائیدار فوائد کے باعث ہوں۔

آج کے دن ہدایت خلق کے علاوہ اور کوئی بڑا نتیجہ یا ثمر نہیں ہے۔ احبائے الٰہی اسمیں شک نہیں کہ ایسے ایام کے موقعوں پر ایسے پائدار رفاہ عام کے کام کیا کرینگے۔ جو کہ صرف بہائیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ بنی نوع انسان کے مفاد کے لئے ہوا کرینگے اس حیرت انگیز دور میں رفاہ عام کے کام بلا کسی استثناء کے سب کے لئے ہیں کیونکہ یہ ظہور خدا کی رحمانیت کا ظہور ہے اسلئے مجھے امید ہے کہ احبائے الٰہی کا ہر فرد کل نوع انسان کیلئے خدا کی رحمت بن جائے۔"

بہائی عیدین متبرک دن ایام صیام

عید رضوان (اعلان حضرت بہاء اللہ)!

۲۱ اپریل سے ۲ مئی تک ۱۸۶۳ء

عید نوروز ۲۱ مارچ	عید میلاد حضرت عبدالبہاء - ۲۳ مئی ۱۸۴۴ء
اعلان حضرت باب ۲۳ مئی ۱۸۴۴ء	صعود حضرت بہاء اللہ ۲۹ مئی ۱۸۹۲ء
عید میثاق ۲۶ نومبر	شہادت حضرت باب ۹ جولائی ۱۸۵۰ء
عید میلاد حضرت بہاء اللہ ۱۲ نومبر ۱۸۱۷ء	صعود حضرت عبدالبہاء ۲۸ نومبر ۱۹۲۱ء
عید میلاد حضرت باب ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء	

نوٹ:۔ "روزے ۱۹ دن کے ہیں۔ شہر علاء ۲ مارچ یعنی اول ماہ سے شروع ہوتے ہیں۔ اور عید نوروز پر ختم ہوتے ہیں۔"

Marfat.com

ایران میں ان ایام میں احبائے الٰہی باغوں میں محافل یا خوشی کی مجلسیں کرتے ہیں جن میں روحانی نغمے، نظمیں، الواح و آیات کی قرأت اور حسب موقع تقاریر کی جاتی ہیں

اٹھارہویں اور انیسویں مہینے کے درمیان جو چند کے دن پڑتے ہیں یعنی ۲۶ فروری سے یکم مارچ تک) انہیں خاص طور پر احباب کی مہمان نوازی اور ضیافت کی جاتی ہے تحفے تحائف دئے جاتے ہیں غریبوں، بیماروں وغیرہ کی خدمت کی جاتی ہے۔

حضرت باب کی شہادت کا دن اور حضرت بہاء اللہ، اور حضرت عبدالبہاء کے صعود کے ایام ایام بہار کے یہ حزن کے دن ہیں اور نہایت سنجیدگی سے منائے جاتے ہیں موقع کے مناسب مجالس اور تقاریر ہوتی ہیں اور الواح اور مناجاتیں پڑھی جاتی ہیں۔

اور انیسواں مہینہ

... کے دنوں کی مہمان نوازیوں دعوتوں اور خوشیوں کے بعد ہی انیسواں مہینہ روزوں کا مہینہ ہے اس مہینہ کے انیس دن روزے رکھے جاتے ہیں اور طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کھانے پینے سے ... جاتا ہے۔ روزوں کا مہینہ چونکہ تحویل آفتاب پر منحصر ہونے سے روزے ہمیشہ ایک ہی موسم میں آتے ہیں۔ یعنی شمالی کرہ زمین پر بہار میں اور جنوبی کرہ زمین پر خزاں میں سخت سردی یا سخت گرمی کے موسم میں جن موسموں میں بجائے فائدہ کے نقصان ہونے کا احتمال ہے کبھی نہیں آتے۔ علاوہ ازیں تحویل آفتاب ... وقت ساری ارض سکون پر دن اور رات قریب قریب برابر ... یعنی طلوع آفتاب چھ بجے ہوتا ہے اور غروب آفتاب بھی چھ بجے ...

روزہ بچوں ... مسافروں ... بیماروں ... کمزوروں۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں پر فرض نہیں ہے۔

اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ یہ معیاری روزہ داری بہ مشرق ...

Marfat.com

بہائیہ نے فرض قرار دی ہے۔ طب کی رو سے نہایت مفید ہے۔ بہت سی شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں مگر جس طرح بہائی دعوتوں کی حقیقت صرف اچھی اچھی غذاؤں کو کھانا نہیں بلکہ اس کی حقیقت یاد الٰہی ہے جو ہماری روحانی غذا ہے اسی طرح بہائی روزے کا مقصد صرف غذا سے پرہیز کرنا ہی نہیں۔ اگرچہ یہ پرہیز تزکیۂ نفس میں بہت کچھ مدد دیتا ہے۔ بلکہ اس کا مقصد نفسانی خواہشات سے پرہیز کرنا۔ اور خدا کے سوا سب سے انقطاع کلی حاصل کرنا ہے۔

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:۔

"روزہ ایک رمز ہے روزہ سے مراد خواہشات نفسانی سے پرہیز کرنا ہے جسم کی روزہ داری اس پرہیز کی ظاہری نشانی اور ایک قسم کی یاددہانی ہے یعنی جس طرح ایک شخص ایک جسمانی خواہش سے پرہیز کرتا ہے ایسے ہی اس کو نفسانی خواہشات و شہوات سے بچنا چاہئے۔ صرف غذا سے پرہیز کرنا روح پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔ یہ تو صرف ایک نشانی ایک یاددہانی ہے اس کے علاوہ اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ روزے سے یہ مراد نہیں کہ غذا بالکل ہی نہ کھائی جائے۔ غذا کا بہترین اصول یہ ہے کہ نہ تو مقدار سے زیادہ کھائی جائے اور نہ حد سے کم کھائی جائے اعتدال لازمی ہے۔ ہندوستان میں ایک فرقہ ہے جو غذا انتہائی درجہ کم کھانے کی مشق کرتا ہے۔ وہ لوگ غذا کو کم کرتے کرتے اتنا کم کر لیتے ہیں کہ وہ قریباً کچھ بھی نہیں کھاتے مگران کی قوت ادراک کم ہو جاتی ہے۔ جو شخص غذا کی کمی کے سبب کمزور ہو گیا ہے وہ خدا کی نہ تو دماغی خدمت کر سکتا ہے۔ نہ جسمانی۔ وہ کچھ بھی صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتا"

(مس ای ایس سٹیونز فارٹ نائٹلی ریویو جون ۱۹۱۱ء)

مناجات حضرت عبدالبہاء نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ احباب باقاعدہ مجالس منعقد کریں جہاں وہ ایک جگہ جمع ہو کر خدا کی بارگاہ میں مناجات کریں۔ اور

کلمات الٰہی کا مطالعہ اور مذاکرہ۔ اور امر اللہ کی پیش رفت کے لئے مشورت کریں۔ ایک لوح میں فرماتے ہیں۔

"مشیت الٰہی کا فیصلہ یہ ہے کہ احبائے الٰہی اور اماء رحمٰن کے درمیان اتفاق و اتحاد روز بروز بڑھتا جائے جب تک یہ حالت حاصل نہ ہوگی کسی کام میں بھی کسی اور طرح ترقی نہ ہوگی۔ اتفاق و اتحاد کو بڑھانے کا سب سے بڑا ذریعہ محافل روحانی ہیں۔ یہ بات بہت اہم ہے۔ اور آسمانی تائیدات کو جذب کرنے کیلئے مقناطیس کی مانند ہے۔"

(الواح عبدالبہاء (انگریزی جلد ۱ صفحہ ۱۰۲)

اہل بہاء کی روحانی مجالس میں سیاسی یا دنیوی معاملات پر بحث و تمحیص سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ احبائے الٰہی کا مقصد عظیم حق و صداقت کا بلند اور دکر اپنے قلوب کو محبت الٰہی میں سرشار کرنا۔ مشیت الٰہی کی اطاعت ... ہونا اور خدا کی بادشاہت کو برپا کرنے میں کوشاں ہونا چاہئے ... نیویارک کے ایک خطابہ میں حضرت عبدالبہاء نے فرمایا۔

بہائیوں کی مجالس ملاء اعلیٰ کی محافل ہونی چاہئیں۔ یہ ملاء اعلیٰ کے انوار سے اکتساب نور کریں۔ قلوب آئینوں کی مانند ہوں جو آفتاب صداقت کے انوار کے عکس کو منعکس کریں ہر ایک سینہ ایک تار گھر کی مانند ہو۔ تار کا ایک سرا تو جان میں ہو اور دوسرا ملاء اعلیٰ میں۔ تا کہ دونوں کے درمیان نامہ و پیام ہو سکے اس طرح ملکوت ابہیٰ کے الہامات نازل ہوں گے۔ اور کامل اتحاد و اتفاق جلوہ گر ہوگا۔..... جتنا زیادہ اتفاق۔ اتحاد۔ اور محبت تم میں ہوگی۔ اتنا ہی تائیدات الٰہی تمہاری موید ہوں گی اور

Marfat.com

جمال مبارک حضرت بہاء اللہ کی عون و عنایت تمہاری مدد ہوگی۔" ایک لوح میں آپ فرماتے ہیں۔

"ان مجالس میں بیرونی ذکر و اذکار ہرگز نہ ہونے چاہئیں۔ آیات و کلمات الہی کے پڑھنے اور امر اللہ کے بارے میں معاملات تک ہی گفتگو کی حد ہو۔ مثلاً دلائل کی تشریح ہو، ظاہر اور کھلے براہین بیان کئے جائیں اور بندوں کے محبوب کی نشانیاں پیش کی جائیں۔ مجلس میں شامل ہونے والوں کا فرض ہے کہ وہ داخل ہونے سے پہلے نہایت صفا کی حالت
۱ میں ملکوت الہی کی طرف متوجہ ہو کر نہایت عجز و انکسار کے ساتھ مجلس میں داخل ہوں۔ الواح کی قرأت کے وقت خاموش بیٹھے رہیں۔ اگر کوئی تقریر کرنی چاہتا ہے تو وہ نہایت ادب کے ساتھ حاضرین کی اجازت لے کر فصاحت و بلاغت کے ساتھ تقریر کرے۔"

۱۹ روزہ ضیافت

حضرت عبدالبہاء کے صعود کے بعد نظام بہائی کی نشوونما کے ساتھ ۱۹ روزہ ضیافت نے جو ہر بہائی مہینے کی پہلی تاریخ کو منائی جاتی ہے بہت اہمیت حاصل کرلی ہے۔ اس میں نہ فقط کُل [illegible] مناجاتیں اور کتب مقدسہ [illegible] ہے بلکہ تمام امور جماعتی امور [illegible] ہے۔ اس ضیافت کے موقع پر محفل روحانی [illegible] کی [illegible] ہے اور اپنی [illegible] پر بحث [illegible] پر آرائیں طلب [illegible]

Marfat.com

مشرق الاذکار

حضرت بہاء اللہ کا یہ حکم ہے کہ آپ کے پیرو ہر ملک و شہر میں معبد تعمیر کریں اس معبد کا نام آپ نے مشرق الاذکار رکھا ہے جس کے معنے تمجید و حمد الٰہی کے چمکنے کی جگہ ہیں۔
مشرق الاذکار ایک نو پہلو عمارت ہے جس پر ایک گنبد ہے تعمیر اور بناوٹ میں حد درجہ کی خوبصورت ہے یہ ایک بڑے باغ میں جس میں فوارے لگے ہوئے ہوں اور پھول اور پودے لہلہا رہے ہوں بنائی جائے گی۔ اس کے ساتھ اور بھی عمارتیں ہونگی جنہیں تعلیمی خیراتی۔ معاشرتی اور دیگر ایسے ہی کام ہوا کرینگے تاکہ معبد میں عبادت کے بالکل ساتھ ساتھ قدرت کے حسن و جمال میں روحانی شغف۔ ہنرمندی کی قدر اور مجلسی حالات کے بہتر بنانے کا عملی کام بھی ہو۔

ایران میں اہل بہاء کو مشرق الاذکار بنانے کی اب تک اجازت نہیں ہے اس لئے پہلی مشرق الاذکار عشق آباد۔ روس میں تعمیر ہوئی۔ دوسری ولمٹ میں جو شکاگو (امریکہ) کے نزدیک جھیل مشیغان کے کنارے پر واقع ہے یہ جھیل شکاگو سے چند میل شمال کی جانب ہے۔ اسکی معماری دور دور تک مشہور ہوگئی ہے سنہ ۱۹۱۲ء میں جب حضرت عبدالبہاء امریکہ میں تھے تو آپ نے اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اس کی عمارت سنہ ۱۹۳۱ء میں مکمل ہوئی یعنی سنگ بنیاد رکھنے کے دن سے انیس برس بعد اس کی بیرونی سجاوٹ جو معمار کے نقشہ کے مطابق بنائی گئی ہے نقلی پتھر کی شکل میں کی گئی ہے۔ ہر ایک ٹکڑے کو ایک دستی کھدے ہوئے سانچہ میں ڈھالا گیا ہے جو بالکل ایک نیا طریقہ تھا۔ نقش و نگار جو نہایت خوبصورت و پیچ در پیچ ہیں اصلی پتھر سے بھی پائدار ہیں سنہ ۱۹۳۵ء میں گنبد اور اوپر کی چھتیں تیار ہوئیں۔ اس کا نقش

حال سنہ ۱۹۴۳ء میں مشرق الاذکار کی تعمیر مکمل ہوگئی ہے۔

Marfat.com

بنانے والا نوئی بور جینز ہے۔ اس مغربی ام المعابد کا مختلف الواح میں ذکر فرماتے ہوئے حضرت عبدالبہاء لکھتے ہیں۔

الحمدللہ! کہ اس وقت دنیا کے ہر ملک سے اپنی اپنی حیثیت کے کے مطابق امریکہ میں مشرق الاذکار کے فنڈ کیلئے اعانت متواتر آ رہی ہے...... حضرت آدم سے لیکر آج تک نوع انسان نے ایسی بات کبھی نہیں دیکھی کہ ایشیا کے دور دراز ممالک سے امریکہ کو اعانت بھیجی گئی ہو۔ یہ سب کچھ میثاق الہٰی کی قوت کے طفیل ہے۔ الحق یہ بات صاحبان بصیرت کی حیرت کا سبب ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ احبائے الہٰی جوانمردی اور حوصلہ سے کام لیں گے۔ اور عمارت کے لئے ایک بڑی رقم فراہم کریں گے.........

.... میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کے لئے آزاد رکھا جائے۔ اگر کوئی اور کسی مد میں روپیہ صرف کرنا چاہتا ہے تو اُسے کرنے دو۔ اس سے کسی قسم کا تکرار نہ کریں اس بات کا خیال رکھیں کہ اس وقت مشرق الاذکار کی تعمیر نہایت اہم بات ہے۔

مشرق الاذکار[1] میں نو طرفیں۔ دروازے۔ فوارے۔ راستے۔ ستون۔ باغیچے۔ فرش۔ برآمدے۔ اور گنبد ہونے چاہئیں۔

۱۔ یہ مشرق الاذکار کے متعلق ٹینی سن کے اشعار کا ترجمہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔
"میں نے خواب دیکھا کہ پتھر پر پتھر رکھتے ہوئے میں نے ایک متبرک عمارت کھڑی کی۔ جو ایک معبد تھی۔ اور یہ نہ تو مندر تھی نہ مسجد نہ گرجا۔ مگر وہ ان سے زیادہ شاندار اور سادہ تھی۔ اس کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ تاکہ آسمانی نغمات اس میں داخل ہوں۔ اور صداقت۔ امن۔ محبت اور انصاف آئے۔ اور اسمیں جلوہ گر اور معمور ہوں۔" (اکبر کا خواب ۱۸۹۲ء)

Marfat.com

شکل وصورت میں دلکش ہو اس عمارت کا راز بہت بڑا ہے۔ مگر یہ اس وقت افشا نہیں کیا جا سکتا۔

اس وقت اس کی تعمیر نہایت اہم کام ہے۔ مشرق الاذکار کے ساتھ ساتھ اور عمارات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ جن کے بغیر مشرق الاذکار کامل نہیں سمجھا جا سکتا اور وہ یہ ہیں یتیم بچوں کیلئے سکول۔ شفا خانہ۔ اور غربا کے لئے دوا خانہ ضعیفوں اور محتاجوں کے لئے گھر۔ اعلیٰ سائنیس کی تعلیم کے لئے کالج اور مہمان خانہ۔ اس حکم کے بعد ہر ایک شہر میں ایک عظیم الشان مشرق الاذکار بنائی جائے۔ مشرق الاذکار میں ہر صبح عبادت ہوا کرے گی۔ معبدگاہ میں کسی قسم کا باجہ نہ رکھا جائے گا۔ ان کی عمارتوں میں عیدین سلامی جانیگی مناجاتیں پڑھی جائیں گی۔ مجالس مشاورت ہوں گی۔ عام جلسے کئے جائیں گے۔ اور روحانی محافل قائم ہوں گی۔ مگر معبد میں مناجات کی قرأت اور گانے کے ساتھ کوئی سازنہ بجایا جائے گا۔ تم معبد کے دروازے تمام نوع انسان کے لئے کھول دو۔

جب کالج۔ شفا خانہ۔ مہمان خانہ۔ لا علاج مریضوں کے لئے رہنے کی جگہ اعلیٰ علوم کے حاصل کرنے کیلئے دار العلوم اور دوسری رفاہ عام کے لئے عمارتیں بنائی جائیں توسب اقوام ومذاہب کے لئے دروازے کھول دئے جائینگے کوئی فرق وتفاوت کا خط ہرگز ہرگز نہ کھینچا جائے گا۔ اس میں بلا رنگ ونسل کی تمیز کے خیرات ہر کسی کو دی جائے گی۔ اس کے دروازے تمام نوع انسان کے لئے کھول دئے جائیں گے کسی کے ساتھ کچھ تعصب نہ کیا جائے گا سب کے ساتھ محبت کی جائے گی مرکزی عمارت مناجات وعبادت کے لئے مخصوص ہوگی۔۔۔۔۔ اس طرح دین سائنس کے ساتھ مل جائے گا۔ اور سائنس دین کی کنیز ہو جائے گی۔ اور دونوں مل کر اپنی مادی اور روحانی برکات کو تمام نوعِ انسان پر نچھاور کریں گے۔

Marfat.com

حیات بعد الممات حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں کہ یہ گوشت و پوست کی زندگی ہماری اصلی ہستی کا درجہ جنین ہے موت ایک نئی پیدائش ہے جس کے ذریعہ انسانی روح ایک بہتر اور آزادتر زندگی میں داخل ہوتی ہے فرمایا ہے۔

راستی سے جان لو کہ روح جسم سے جدا ہونے کے بعد صعود کرتی رہتی ہے حتیٰ کہ یہ خدا کی حضوری میں داخل ہوتی ہے۔ ایک ایسی حالت میں جسے وقت و زمانہ کے انقلابات یا اس دنیا کے تغیرات و واقعات بدل نہیں سکتے یہ ملکوت الٰہی کی طرح اسکی سلطنت۔ قوت و قدرت کے سائے میں ہمیشہ زندہ و پائندہ رہیگی یہ خدا کے آثار و اس کی صفات اور اسکی عنایت اور اس کے فضل کو ظاہر کریگی اس اعلیٰ مقام کی عظمت و شان کا مناسب بیان لکھنے کی کوشش کرتے وقت میرا قلم رک جاتا ہے فضل الٰہی کا ہاتھ اسے ایک ایسے مقام میں باریاب کریگا جو بیان سے باہر ہے اور جسے صفو ہستی کا کوئی متنفس سمجھا نہیں سکتا۔ مبارک ہے وہ روح جو دنیاداروں کے توہمات و شکوک سے پاک ہوکر جسم سے جدا ہوتی ہے ایسی روح اپنے خالق کی مرضی کے مطابق رہتی اور زندگانی کرتی ہے اور فردوس اعلیٰ میں باریابی پاتی ہے۔ آسمان کے فرشتے اور فردوس اعلیٰ کے رہنے والے اس کا طواف کرتے ہیں۔ اور یہ انبیاء و اولیاء الٰہی کے ساتھ رہتی ہے اُن سے گفتگو کرنے کا شرف حاصل کرکے جو کچھ اسپر کائنات کے پروردگار خدا کے امر کی راہ میں وارد ہوتا ہے سناتی ہے۔ اگر کوئی یہ جان لے کہ عرش و فرش کے مالک خداوند خدا نے عوالم میں ایسی روح کے لئے کیا مقدر کیا گیا ہے تو فوراً اس کا سارا وجود اس غیر متبدل۔ اعلیٰ۔ پاک و شاندار مقام کی تمنا میں بھڑکنے لگے گا۔۔۔

موت کے روح کی نوعیت نہ تو بیان ہی ہوسکتی ہے اور

Marfat.com

نہی اُس کا انکشاف مناسب و جائز ہے۔ خدا کے نبی اور رسول لوگوں کو سچائی کے سیدھے راستے پر چلانے کیلئے بھیجے جاتے ہیں۔ اُن کے ظہور کا بنیادی مقصد لوگوں کی ایسی تربیت کرنا ہوتا ہے کہ مرنے کے وقت وہ نہایت پاکی۔ پاکیزگی و انقطاع کلی کے ساتھ عرش کی طرف صعود کریں ان ارواح کے انوار دنیا کے ارتقا اور اُس کے لوگوں کی ترقی کا سبب ہیں وہ عالم وجود کا خمیر ہیں اور یہی وہ محرک قوت ہیں جس کے ذریعہ دنیا کے ہنر و عجائبات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اُن ہی کے ذریعہ بادل انسانوں پر اپنے کرم کی بارش کرتے ہیں اور زمین پھل پیدا کرتی ہے۔ ہر چیز کے لئے ایک علت۔ ایک محرک قوت۔ ایک مہیج اصول لازم ہے۔ ان ہی ارواح مبارکہ اور توکل کے راز ظاہر کرنے والوں یعنی انبیاء علیہم السلام نے عالم وجود کے لئے ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی محرک قوت بہم پہنچائی ہے۔ اور پہنچاتے رہیں گے۔ اس عالم اور اس عالم میں وہی فرق ہے جو اس عالم اور عالم رحم مادر میں ہے۔ (گلینگز صفحہ ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اسی طرح حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

انسان جن اسرار سے اس دنیا میں بے خبر ہے وہ آسمانی دنیا میں اُس پر منکشف ہو جائیں گے وہاں وہ اسرار حق سے واقف کیا جائے گا۔ پھر وہ اُن لوگوں کو اچھی طرح سے پہچان یا جان سکے گا۔ جن سے ملتا جلتا رہتا تھا۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ مقدس نفوس جو پاک نظر رکھتے ہیں۔ اور بصیرت سے موفق ہوتے ہیں۔ عالم انوار میں سب اسرار سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہر ایک بزرگ کی حقیقت کو دیکھنے کے فضل کے متمنی ہو جاتے ہیں وہ اس دنیا میں خدا کے جمال کا ظاہر مشاہدہ کریں گے۔ اسی طرح وہ موجودہ اور گزشتہ اولیاء اللہ سے ملاء اعلیٰ میں ملاقات کریں گے۔"

Marfat.com

انسانوں میں فرق وامتیاز اس فانی دنیا کو چھوڑنے پر قدرتاً نمایاں ہو جائے گا۔ مگر یہ امتیاز مکانی نہیں بلکہ روحانی اور ایمانی ہو گا۔ کیونکہ ملکوت الٰہی زمان و مکان سے مقدس ہے یہ ایک دوسری دنیا اور دوسری کائنات ہے۔ آپ کامل یقین سے یاد رکھیں کہ عالم بالا میں روحانی احباب ایک دوسرے کو ملیں گے اور وہ ایک روحانی ملاپ اور اتحاد کے متمنی ہوں گے۔ اسی طرح وہ محبت جو ایک نے دوسرے کے ساتھ کی ہو گی۔ عالم ملکوت میں محو نہ ہو گی۔ اور جو زندگی اس مادی دنیا میں گزاری ہے وہ بھی فراموش نہ ہو گی۔"

(الحاج عبدالبہاء انگریزی جلد اول صفحہ ۲۰۴)

بہشت و دوزخ

حضرت بہاء اللہ و حضرت عبدالبہاء بہشت و دوزخ کے بارے میں ان بیانات کو جو بعض قدیم ادیان کی آسمانی کتابوں میں درج ہوئے ہیں مثلاً بائبل میں پیدائش کا بیان) لفظی نہیں بلکہ تمثیلی اور معنوی بیانات سمجھتے ہیں۔ آپ کی تعلیمات کے مطابق بہشت حالت کمال اور دوزخ حالت نقص ہے۔ بہشت مشیت الٰہی اور بندگان الٰہی کے ساتھ موافقت اور دوزخ ناموافقت ہے۔ بہشت روحانی زندگی کا نام ہے اور دوزخ روحانی موت ہے جسم میں رہتے ہوئے بھی انسان بہشت یا دوزخ میں رہ سکتا ہے بہشت کی خوشیاں روحانی خوشیاں ہیں اور دوزخ کا عذاب ان خوشیوں سے محروم رہنا ہے۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں

"جب انسان نور ایمان کے ذریعے گناہوں کی تاریکی سے نجات پاتے ہیں اور آفتاب صداقت کے انوار سے منور ہو کر تمام نیکیوں سے مشرف ہو جاتے ہیں تو وہ اسے بہت بڑا اجر سمجھتے ہیں اور اسے حقیقی بہشت خیال کرتے ہیں۔"

اسی طرح وہ جانتے ہیں کہ روحانی سزا نفس و طبیعت کے ماتحت رہنا۔

Marfat.com

خدا سے محجوب ہونا ظلم و جہالت کی حالت میں رہنا۔ نفسانی خواہشات کا غلام بننا۔ حیوانی خواہشات میں غلطاں ہونا۔ بُری صفات سے متصف ہونا یہ سب سے بڑی سزا اور بدترین عذاب ہیں۔

اُس جہاں کے اجر وہ کمالات اور اطمینان قلب ہے جو اس دُنیا کو چھوڑنے کے بعد عالم روحانی میں حاصل ہوتا ہے...... ملکوت الٰہی میں رُوحانی عنایات اور روحانی برکات جان و دل کی تمناؤں کا حصول اور عالم بقا میں لقائے الٰہی کا فوز۔

اسی طرح اس جہاں کا عذاب خدا کی خاص خاص برکات اور فضل مطلق سے محرومیت اور ہستی کے پست ترین درجات میں تنزل کرنا ہے۔ جو نفس ان خدائی عطیات سے محروم رہتا ہے اگرچہ وہ موت کے بعد زندہ رہتا ہے مگر اہل حق اسے مردوں میں محسوب کرتے ہیں۔

اُس دنیا کی دولت مندی خدا کا قرب ہے۔ پس یہ یقینی ہے کہ وہ جو بارگاہ الٰہی کے قریب میں شفاعت کرنے کے مجاز ہیں اور یہ شفاعت خدا کے حضور میں مقبول ہوتی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی حالت جو گناہ اور بے ایمانی کی حالت میں مرے ہوں بدل جائے۔ یعنی خدا کے فضل کے ذریعے وہ مغفرت حاصل کرلیں۔ اس کے عدل کے ذریعے نہیں کیونکہ فضل یہ ہے کہ بلا استحقاق دیا جائے اور عدل یہ ہے کہ جس کا مستحق ہو وہ پائے۔ جس طرح ہم یہاں ان نفوس کے لئے دعا مانگنے پر قادر ہیں اسی طرح اس دنیا میں بھی جو ملکوت الٰہی سے ہم کو یہ طاقت میسر ہوگی اس لئے اس دنیا میں بھی وہ ترقی کرسکتے ہیں جس طرح اس دنیا میں تضرع وزاری سے وہ نور حاصل کرسکتے ہیں اسی طرح وہ اُس دنیا میں بھی مغفرت مانگ سکتے ہیں۔ اور دعا و تضرع کے ذریعے نور حاصل کرسکتے ہیں۔

Marfat.com

اس دنیا کو چھوڑنے سے پہلے اور بعد ہر دو حالتوں میں کمالات میں ترقی ممکن ہے۔ مگر رتبہ میں نہیں۔ ایک کامل انسان سے بڑھکر کوئی ہستی اعلیٰ یا افضل نہیں مگر اس حالت میں بھی پہنچ کر انسان کمالات میں ترقی کر سکتا ہے رتبہ میں نہیں کیونکہ کامل انسان سے بڑھ کر کوئی رتبہ نہیں جس میں وہ جا سکتا ہو۔ وہ صرف رتبہ انسان میں ہی ترقی کرتا ہے۔ کیونکہ انسانی کمالات لامحدود ہیں ایک انسان کتنا ہی عالم کیوں نہ ہو مگر ہم اس سے بھی بڑھ کر عالم کا تصور کر سکتے ہیں پس چونکہ ترقیات انسانی لامتناہی ہیں اس لئے انسان اس دنیا میں بھی کمالات میں ترقی کر سکتا ہے۔"

(مفاوضات عبدالبہاء انگریزی)

ہر دو عوالم کی وحدت

حضرت بہاءاللہ نے جس وحدت عالم انسانی کی تعلیم دی ہے وہ صرف گوشت و پوست کے انسان تک ہی محدود نہیں، بلکہ کل نوع انسان سے خواہ مجسّم ہوں یا غیر مجسّم تعلق رکھتی ہے نہ صرف یہ انسان جو اسوقت زمین پر زندہ ہیں بلکہ وہ جو عالم روحانی میں بھی ہیں سب ایک ہی کُل کے حصے ہیں اور یہ دونوں حصے نہایت نازک طور پر ایک دوسرے سے وابستگی رکھتے ہیں دونوں کے درمیان روحانی ملاپ غیر ممکن یا محال ہونے کی بجائے ہمیشہ قائم اور لازمی ہے۔ جن لوگوں کی روحانی قوتیں ابھی ترقی یافتہ نہیں ہوئیں وہ اس جان بخش تعلق سے واقف نہیں مگر جوں جوں یہ قوی ترقی کرتی جاتی ہیں توں توں ان لوگوں سے تعلقات جو پس پردہ ہیں زیادہ واضح اور صاف ہوتے جاتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء کو یہ روحانی رشتہ ایسا ہی معلوم ہے جیسے عام طور سے دیکھنا اور بنی نوع انسان سے بات چیت کرنا۔

حضرت عبدالبہاء فرماتے تھے۔

رویائے انبیاء خواب نہیں ہوتے بلکہ روحانی انکشافات ہوتے ہیں

Marfat.com

اور حقیقت رکھتے ہیں۔ مثلاً وہ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو ایسی صورت میں دیکھا۔ میں نے اس سے یہ کہا۔ اور اس نے یہ جواب دیا۔ یہ رویا عالم بیداری میں ہے نیند کے عالم میں نہیں بلکہ یہ ایک انکشاف روحانی ہے جسے رویا کے عنوان سے فرماتے ہیں ...... روحوں کے درمیان روحانی ادراکات۔ مکاشفات اور ایک ایسا اتحاد ہے جو وہم و قیاس سے مقدس ہے۔ ایک ایسی الفت ہے جو زمان و مکان سے منزہ ہے۔ مثلاً انجیل میں لکھا ہے کہ کوہ طابور پر موسیٰؑ اور ایلیا مسیح کے پاس آئے یہ معلوم ہی ہے کہ یہ ملاقات جسمانی نہ تھی بلکہ ایک کیفیت روحانی تھی اس قسم کے مخابرات حقیقی ہیں اور انسان کی عقول و افکار پر عجیب و غریب اثر ڈالتے ہیں اور ان قلوب میں بہت بڑا جذب و انجذاب پیدا کرتے ہیں)۔ (مفاوضات عبدالبہاء انگریزی)

ماورائے نفسانی قوی کی حقیقت کو مانتے ہوئے آپ ان کی نمائش از وقت نشو و نما میں جبری کوششوں کو مذموم قرار دیتے ہیں۔ یہ قوتیں جب وقت آئے گا تو خود بخود کھل جائیں گے بشرطیکہ ہم روحانی ارتقا کے اس راستے پر چلیں جو انبیاء نے ہمارے لئے تیار فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اس دنیا میں روحانی طاقتوں سے [illegible] کرنا [illegible] دنیا میں روح کی حالت میں خلل [illegible] یہ قوتیں حقیقت رکھتی ہیں [illegible] عموماً اس دنیا میں ان کا کوئی عمل نہیں [illegible] میں بچہ کی آنکھیں بھی ہیں۔ کان بھی ہیں۔ ہاتھ بھی ہیں [illegible] کام نہیں کرتے اس مادی دنیا کی زندگی [illegible] حقیقت میں قدم [illegible] قوتیں اس دنیا سے علاقہ رکھتی ہیں۔"

(پیرس ٹاکس کے نوٹوں سے جو حضرت عبدالبہاء نے ارشاد فرمائے)

Marfat.com

ارواحِ رفتگان سے بات چیت کرنے کی کوشش صرف اسی لئے نہ کرنی چاہئے اور نہ ہی یہ اپنے بیہودہ شوق کو پورا کرنے کے لئے کی جانی چاہئے۔ مگر یہ دہ کے ایک طرف کے لوگوں کا دوسری طرف کے لوگوں سے محبت رکھنا اور ان کے لئے دعا مانگنا فرض بھی ہے اور استحقاق بھی۔ متوفیوں کے لئے دعا مانگنے کا فرض بہائیوں پر عائد ہے۔

حضرت عبدالبہاء نے مس ای جے روزنبرگ سے ۱۹۰۴ء میں دوران گفتگو میں فرمایا: مؤثر شفاعت کرنے کا فضل، مظاہر الٰہی اور اولیاء اللہ کے کمالات میں سے ایک کمال ہے۔ حضرت مسیح کو اس دنیا میں ہوتے ہوئے اپنے دشمنوں کی مغفرت کی شفاعت کی قوت حاصل تھی۔ اور وہ اب بھی اس قوت کے یقیناً مالک ہیں۔ عبدالبہاء کبھی کسی وفات پائے ہوئے شخص کا نام نہیں لیتے جس کے نام کے ساتھ وہ یہ نہ کہتے ہوں کہ "خدا اسے بخشے"۔ انبیاء کے پیروؤں کو دوسروں کی بخشش کے لئے دعا مانگنے کا حق حاصل ہے اس لئے ہمیں ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ کوئی روح محض خدا کو نہ جاننے کے سبب ہمیشہ کے عذاب یا نقصان اٹھانے کی مجرم گردانی گئی ہے۔ ان کے لئے مؤثر شفاعت کی قوت ہمیشہ رہی ہے.......

اُس دنیا کے امیر بھی مفلسوں کی ایسی ہی مدد کر سکتے ہیں جیسے اس دنیا کے مفلسوں کی کر سکتے ہیں۔ ہر عالم میں سب کے سب خدا کی مخلوق ہیں۔ سب کا سہارا وہی ہے وہ کبھی اس کے بغیر نہ تو رہے ہیں اور نہ رہ سکتے ہیں۔ چونکہ وہ خدا کے آگے فقیر ہیں اس لئے وہ جس قدر مانگتے ہیں اور دعا و تضرع کرتے ہیں اسی قدر وہ امیر بنتے جاتے ہیں۔ ان کی تجارت، ان کی دولت کیا ہے؟ اس دنیا میں مدد اور امداد کیا ہے؟ شفاعت! وہ ارواح جنہوں نے نشو و نما نہیں پائی پہلے تو ان کی دعا و تضرع سے ترقی حاصل کرتی ہیں جو روحانی دولت کے مالک ہیں۔ پھر وہ اپنی تضرع و زاری سے ترقی کرتی ہیں۔

Marfat.com

پھر آپ نے فرمایا:۔

اُن لوگوں کی صفات جو صعود کرچکے ہیں اُن لوگوں سے مختلف ہیں جو کہ ابھی تک اس دنیا میں ہیں مگر دونوں میں کوئی حقیقی جدائی نہیں۔ دعا میں دونوں کی حالت یکساں ہے۔ اس لیے جس طرح وہ تمہارے لیے دعا کرتے ہیں تم بھی اُن کے لیے دعا کرو۔"

(عبدالبہاء لندن میں صفحہ ۹۷)

جب آپ سے یہ پوچھا گیا کہ کیا محبت اور ایمان کے ذریعے اُن لوگوں کو اس طرح کی خبر دینا ممکن ہے۔ جو اسے سُنے بغیر فوت ہو چکے ہیں؟

آپ نے فرمایا۔

بیشک خلوص سے مانگی ہوئی دعا ہمیشہ اثر رکھتی ہے اور اس دنیا پر تو اس کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ ہم اُن سے جو اس دنیا میں ہیں۔ کبھی جدا نہیں ہوتے۔ اصلی اور سچا اثر اس دنیا میں نہیں بلکہ اس دنیا میں ہوتا ہے"

(میری ہین فورڈ فورڈ کے نوٹ پیرس ۱۹۱۱ء)

بلکہ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں۔

اس شخص کے لیے جو اس کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ جیسا اُسے حکم دیا گیا ہے۔ ملاءِ اعلیٰ۔ اہل جنت علیا۔ اور سراپردہ عظمت کے رہنے والے خدائے عزیز و جمیل کے حضور میں دعا مانگتے رہتے ہیں۔ (لوح ترجمہ علی قلی خان)

جب حضرت عبدالبہاء سے پوچھا گیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ بعض اوقات دل کا طبعی میلان کسی ایسے دوست کی طرف ہو جاتا ہے جو اس دنیا سے گزر چکا ہے، تو آپ نے فرمایا۔۔۔۔ خدا کی خلق کا یہ ایک قانون ہے کہ کمزور ہمیشہ طاقتور کا سہارا ڈھونڈتا ہے بہت ممکن ہے کہ وہ جس کی طرف تمہارا دھیان لگتا ہے۔

Marfat.com

خدا کی قوت اور تمہارے درمیان واسطہ ہوں۔ جس طرح اس دنیا میں کفا۔ مگر روح القدس ہی تنہا تمام انسانوں کو طاقت دیتی ہے۔

(عبدالبہاء لندن میں صفحہ ۹)

عدمِ وجودِ شر بہائی فلسفے کے مطابق توحید الٰہی کے اصول کا بدیہی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حقیقی شر کا وجود ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جیسا صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اگر کوئی اور بھی قوت ہوتی جو اس واحد کے خلاف یا اس سے باہر ہوتی تو واحد جیسا نہیں ہو سکتا۔ جس طرح اندھیرا روشنی کے نہ ہونے یا کم ہونے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح شر یا بدی نیکی کے نہ ہونے یا کم درجہ میں ہونے کو کہتے ہیں۔ شریر آدمی وہ ہے جس کی فطرت کا اونچا پہلو ابھی ناقص ہے اگر وہ خود غرض ہے تو شر اس کے اپنے آپ سے محبت کرنے میں نہیں کیونکہ محبت خواہ کسی قسم کی ہو حتی کہ اپنے آپ سے محبت بھی نیک اور آسمانی ہے۔ شر اسی میں ہے کہ وہ اپنے آپ سے ایسی ناقص، ناکافی اور خطا آمیز محبت رکھتا ہے اور خاص کر یہی کہ وہ خدا اور اس کے بندگان ... پیدا کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اس سے زیادہ نہیں سمجھتا کہ وہ اعلیٰ قسم کا حیوان ہے اور اپنی حماقت سے اپنی ادنیٰ فطرت کو ایسے ہی پلوستا ہے جیسے ایک پالتو کتے کو پالتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کتے کے پلوستے میں تو اتنے برے نتائج پیدا نہیں ہوتے جتنے اپنی نفسانی خواہشات کے پلوسنے میں پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت عبدالبہاء ایک لوح میں فرماتے ہیں۔

آپ ... احباب سے کہا ہے کہ شر کا ... عدم محض ہے۔ بالکل سچ ہے کیونکہ سب سے بڑا شر انسان کا گمراہ ہونا اور حق سے محجوب بنا ہے۔

Marfat.com

ضلالت ہدایت کے نہ ہونے کا نام ہے۔ تاریکی عدم روشنی کو کہتے ہیں جہالت عدم علم کا نام ہے۔ اندھاپن بینائی کے نہ ہونے کو کہتے ہیں اور بہراپن عدم سامعت کا نام ہے پس ضلالت۔ اندھاپن بہراپن اور جہالت غیر وجودی چیزیں ہیں"

پھر آپ فرماتے ہیں :-

خلقت میں شر بالکل نہیں نیکی ہی نیکی ہے۔ حتیٰ کہ بعض صفات و عادات جو بُری ہیں اور بعض لوگوں کی خصلت میں قدرتی طور پر پائی جاتی ہیں۔ یہ بھی حقیقت میں بُری نہیں ہوتیں۔ مثلاً ایک دودھ پیتا بچہ ماں کے پستان سے دودھ پیتے وقت حرص ظاہر کرتا ہے غصہ اور غضب اس سے ظاہر ہوتا ہے پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ نیکی و بدی انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ اور یہ خلقت کے خیر محض ہونے کے منافی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حرص جس کا مطلب زیادہ کی خواہش کرنا ہے۔ اگر اپنے موقع پر ہی استعمال کی جائے تو ایک اچھی صفت ہے مثلاً انسان اگر علم و معارف کے حاصل کرنے میں حرص کرے یا رحم و مروت و عدالت کرنے میں حرص کرے تو یہ بہت ممدوح صفت ہے۔ اور اگر وہ ظالموں پر جو پھاڑ کھانے والے بھیڑیوں کی مانند ہیں قہر و غضب کرے تو یہ بہت قابل تعریف صفتیں ہیں۔ پر اگر وہ ان صفات کو بے موقع و محل استعمال کرتا ہے تو یہ بہت مذموم ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ علیٰ ھٰذا القیاس انسان کی سب ذاتی صفات کا جو زندگی کا سرمایہ ہیں۔ یہی حال ہے اگر ان کا بے موقع و محل

Marfat.com

استعمال کیا جاتا ہے تو وہ مذموم ہیں پس معلوم ہو گیا کہ وجود یا ایجاد میں قطعاً "شر موجود نہیں ہے"۔ (مفاوضات عبدالبہاء انگریزی)

زندگی کے نہ ہونے کا نام شر ہے۔ اگر انسانی طبیعت کی ادنیٰ جانب کی نشوونما ناموزوں طریقہ پر ہوئی ہے تو علاج یہ نہیں کہ اُس جانب کو مردہ کرنے کی کوشش کی جائے بلکہ علاج یہ ہے کہ اعلیٰ جانب میں زندگی اور حرکت کو بڑھایا جائے تاکہ دونوں کا توازن اعتدال پر آ جائے۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔

"میں آیا ہوں کہ تم زندگی پاؤ۔ اور خوب جی بھر کر پاؤ۔ اسی کی ہم سب کو ضرورت ہے۔ زندگی بھرپور زندگی جو درحقیقت زندگی ہو۔ حضرت بہاء اللہ کا پیغام بھی وہی ہے جو حضرت مسیح نے دیا تھا۔ فرمایا ہے۔

آج کے دن یہ بندہ اس لئے بھیجا گیا ہے کہ دنیا کو زندہ کرے۔ (لوح رئیس)

اپنے پیروؤں سے آپ فرماتے ہیں:-

"آؤ تاکہ ہم تمہیں دنیا کو زندگی دینے والا بنائیں"

(لوح پوپ کے نام)

Marfat.com

بارہواں باب

مذہب و سائنس

حضرت علیؓ جو حضرت محمدؐ کے داماد تھے، فرماتے ہیں۔

"جو بات علم کے مطابق ہے وہ دین کے مطابق بھی ہے۔ جو بات انسان کی عقل سلیم میں نہ آئے دین اُسے قبول نہ کرے۔ دین اور سائنس ساتھ ساتھ ہیں۔ اور جو دین علم کے خلاف ہے وہ سچا نہیں۔"

(عبدالبہآء کی گفتگو ہائے پیرس)

آویزش کی وجہ غلطی ہے!

حضرت بہآء اللہ کی بنیادی تعلیمات میں سے ایک تعلیم یہ ہے کہ حقیقی علم اور حقیقی دین ہمیشہ توام ہیں۔ حقیقت واحد ہے اور جب آویزش پیدا ہوتی ہے تو یہ صداقت کے سبب سے نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی تہ میں غلطی ہوتی ہے۔ مدت العمر سے نام نہاد دین۔ اور نام نہاد سائنس یا علم میں سخت آویزش رہی ہے۔ پر اگر ہم حقیقت کی روشنی میں ان پرخاشوں پر ایک غائر نظر ڈالتے ہیں تو ہر موقع پر ہم پاتے ہیں کہ ان کا سبب ہمیشہ جہالت۔ تعصب۔ غرور۔ حرص۔ تنگ خیالی۔ ضد۔ تحمل کی کمی۔ یا اسی قسم کی کوئی اور چیز ہوتی ہے جو علم اور دین دونوں کی حقیقی روح سے مس تک بھی نہیں رکھتی۔ کیونکہ ہر دو کی روح واحد ہے ——— ہکسلے کا قول ہے کہ ۔۔۔۔

Marfat.com

"فلاسفروں کے بڑے بڑے کام اُن کی عقل و فہم کا نتیجہ اتنا نہیں ہوتے جتنا کہ اُن کے قلوب کی دینی قوت کی راہنمائی کے ہوتے ہیں۔ عدالت اُن کی منطقی قوت سے جیتی نہیں گئی۔ بلکہ اُن کے صبر، اُن کی محبت۔ اُن کی یکجہتی۔ اور اُن کی نفس کشی نے اُسے حاصل کیا ہے"

بولے۔ جو ایک بہت بڑا ریاضی کا عالم و فاضل تھا۔ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ علم ہندسہ کا قیاس حقیقت میں ایک دعائیہ عمل ہے یعنی ایک محدود عقل لا محدود ہستی سے التجا کرتی ہے کہ اسے محدود تفکرات میں روشنی بخشی جائے"

دین اور علم کے بڑے بڑے پیغمبروں نے کبھی ایک دوسرے کے خلاف زبان نہیں ہلائی۔ یہ اُن مریدان عالم کے نالائق پیرو ہوتے ہیں جو اُن کی تعالیم کے معانی نہیں بلکہ لفظوں کی پرستش کرتے ہوئے بعد کے آنے والے پیغمبروں کو ستاتے اور ترقی کی سخت ترین مخالفت کرتے ہیں۔ انہوں نے کسی ایک وحی الٰہی کا جسے وہ بہت متبرک سمجھتے ہیں مطالعہ کیا ہوتا ہے اور اس کی خصوصیتوں اور خوبیوں کو اپنے محدود خیال کے مطابق نہایت غور و توجہ سے سمجھا ہوتا ہے اور وہ صرف اُسی کو حقیقی نور سمجھتے ہیں۔ اگر خدا اپنے لامحدود فضل سے کسی دوسری جگہ اس سے بڑھکر روشنی بھیجتا ہے۔ اور مشعل وحی ایک نئے مشعل بردار کے ہاتھ میں پہلے سے زیادہ چمک اور روشنی کے ساتھ روشن ہوتی ہے تو بجائے اس کے کہ وہ اس نئی روشنی کا خیر مقدم کریں اور کل انوار اور روشنیوں کے مالک خدا کے از سر نو شکرگزار ہوں وہ غضب سے بھر جاتے ہیں اور خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ یہ نئی روشنی جیسا وہ سمجھے ہوتے ہیں اسکے مطابق نہیں ہوتی۔ اس میں نہ تو وہ کڑ ہنے کا رنگ ہوتا ہے اور وہ اس جگہ سے چمکتی ہے جو انہوں نے اپنے کٹر خیال میں سمجھی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اس کے

Marfat.com

بجھانے کی جان توڑ کوشش کرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگوں کو گمراہ کر دے اور انہیں کفر کی راہوں میں لے جائے۔ انبیا کے اکثر دشمن اس قسم کے ہوتے ہیں یعنی اندھوں کے اندھے راہنما جو اپنی مسلمہ صداقت کی تائید میں نئی اور کامل تر صداقت کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک دوسرا گروہ ان سے زیادہ ذلیل تر ہوتا ہے جو خود غرضانہ مفاد کی خاطر حق کے خلاف جنگ کرتا ہے یا روحانی موت و افسردگی کے سبب ترقی کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے۔

انبیا کو ایذا دینا

جتنے بڑے بڑے انبیا ہوئے ہیں ان کی آمد پر لوگوں نے ان سے استہزا کیا اور انہیں جھٹلایا۔ ان انبیا اور ان کے اولین پیروؤں نے ظالموں کے ظلم سہے اور اپنی جانیں اور اپنے مال خدا کی راہ میں نثار کر دیئے حتی کہ ہمارے اس زمانے میں بھی ایسا ہی ہوا سنہ ۱۸۴۴ء سے لے کر آج تک ایران میں کئی ہزار بابیوں اور بہائیوں نے اپنے ایمان کی خاطر سخت سے سخت موت برداشت کی۔ اور اس سے بھی زیادہ تعداد نے قید۔ جلا وطنی۔ افلاس۔ اور ذلت کو پسند کیا اپنے ماقبل کے ادیان سے اس نئے دین اعظم نے کہیں بڑھکر خون کا بپتسمہ پایا ہے۔ اور آج تک اس کے ماننے والے شہید کئے جا رہے ہیں۔

علمائے سائنس کے ساتھ بھی یہی کیا گیا ہے۔ جیورڈانو برونو کو سنہ ۱۶۰۰ء میں آگ لگا کر زندہ جلا دیا گیا کیونکہ وہ یہ کہتا تھا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے اس واقعے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد گلیلیو کو گھٹنوں کے بل گرا کر اس اعتقاد سے توبہ کرنی پڑی۔ اور اس کا یہی حشر نہ ہو جو برونو کا ہوا تھا۔ بعد کے زمانہ میں ڈارون اور موجودہ زمانہ کی جیالوجی کے اول معلمین پر بڑے شد و مد سے کفر کے فتوے لگائے گئے کیونکہ انہوں نے مقدس کتاب

کی اس تعلیم پر اعتراض کئے تھے کہ دنیا چھ ہزار سال ہوئے چھ دن میں بنائی گئی تھی۔ مگر سائنس کی نئی صداقتوں کا دشمن اب صرف کلیسا ہی نہیں ہے۔ جس طرح دین کے کٹر لوگوں نے دشمنی اور مخالفت کی اسی طرح سائنس کے کٹر علماء نے بھی کولمبس کے معصر نام نہاد علماء سائنس نے اس کی ہنسی اڑائی اور اس کی تجاویز کو حقارت سے ٹھکرادیا۔ انہوں نے اپنے اطمینان کیلئے اس بات کی دلیلیں پیش کیں کہ اگر جہاز پاتال میں زمین کے اس طرف پہونچ بھی گئے تو ان کے لئے واپس آنا ناممکن ہوگا۔ گالوانی کی جو علوم برقی (الیکٹرک سائنس) کا اولین معلم تھا۔ اس کے ہمعصر علماء نے ہنسی اڑائی۔ اور اس کا نام مینڈک نچانے والا قلندر رکھا تھا۔ ہاروے جس نے دوران خون کا اکتشاف کیا اپنے اس کفر کے سبب اپنے ہم پیشہ ساتھیوں کا نشانۂ استہزاء اور ہدف ایذا بنا اور مسند تعلیم سے الگ کردیا گیا۔ جب سٹیونسن نے ریل کا انجن ایجاد کیا تو اس زمانہ کے یوربین ریاضی دانوں نے بجائے اس کے کہ اپنی آنکھیں کھولتے اور حقایق کا مطالعہ کرتے عرصہ دراز تک بڑے اطمینان کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ چکنی اور ہموار پٹری پر چلنے والا انجن بوجھ ہرگز نہ کھینچ سکیگا۔ کیونکہ پہیئے چکر کھاتے رہیں گے اور گاڑی آگے نہ چل سکے گی۔ اس قسم کی بے شمار مثالیں قدیم وجدید حتیٰ کہ ہمارے زمانے کی تاریخ سے دی جا سکتی ہیں ڈاکٹر ضامناف موجد اسپرنٹو کو بھی اپنی حیرت انگیز بین الاقوامی زبان کی خاطر اسی تمسخر، حقارت اور حماقت آمیز دشمنی کا سامنا کرنا پڑا۔ جو کولمبس۔ گالوانی اور سٹیونسن کے حصہ میں آئی تھی۔ اسپرانٹو کو بھی جو زمانہ حال یعنی ۱۸۸۷ء میں دنیا کو دی گئی تھی۔ شہیدوں کا خون دینا پڑا۔

صبح اطمینان کا طلوع مگر پچھلی نصف صدی سے دنیا کی فضائے خیال میں ایک تبدیلی واقع ہوگئی۔ ایک

Marfat.com

نیا آفتاب حقیقت طلوع ہوا ہے۔ جس کی روشنی میں گزشتہ صدی کی آویزشیں اور بحث و تمحیص بوسیدہ دکھائی دے رہی ہیں۔ کہاں ہیں اب وہ ڈینگیں مارنے والے مادہ پرست اور خود رائے دہریئے اور ناستک جو چند سال پہلے دین کو دنیا سے نکال دینے کی دھمکیاں دیا کرتے تھے؟ وہ علمائے دین اور واعظین کیا ہوئے جو بڑی شد و مد اور یقین کے ساتھ اُن لوگوں کو جو اُن کے اعتقادات کو نہ مانتے تھے دوزخ کی آگ کے سپرد کیا کرتے تھے۔ اور جہنم کے عذاب میں دھکیلا کرتے تھے؟ اُن شور و غل کی گونج اب بھی کبھی کبھی ہمارے کانوں میں آتی ہے مگر اُن کی چاندنی ماند پڑتی جا رہی ہے اور اُن کے اعتقادات کی دھجیاں اُڑ رہی ہیں۔ اب ہمیں صاف دکھائی دے رہا ہے کہ وہ اعتقادات جن پر وہ بہت تلخی اور ترشی کے ساتھ بحث کیا کرتے تھے نہ تو حقیقی دین ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ اور نہ حقیقی علم سے۔ کون سا اہل سائینس اسوقت ایسا ہے جو موجودہ علم النفس کی تحقیقات کی روشنی میں یہ کہنے کی جرأت رکھتا ہو کہ "دماغ 'خیال' کو اسی طرح پیدا کرتا ہے جس طرح جگر صفرا پیدا کرتا ہے"؟ یا یہ کہ جسم کے انحطاط کا لازمی نتیجہ روح کا انحطاط بھی ہے" اب ہم خوب سمجھتے ہیں کہ اگر خیال کی آزادی حقیقی منظور ہے تو اُسے نفسانی اور روحانی عوالم میں بھی بلند پرواز ہونا چاہیئے اور صرف مادی فضا تک ہی محدود نہ رہنا چاہیئے۔ اب یہ احساس ہوتا ہے کہ نیچر کے بارے میں ہمارا علم ایسا ہی ہے جیسے سمندر میں سے ایک قطرہ۔ اور ابھی ہمیں بہت کچھ معلوم کرنا ہے۔ اسلئے ہم معجزات کے امکان کا علی الاعلان اعتراف کرتے ہیں۔ نیچر کے قوانین کی شکست کے معنوں میں نہیں بلکہ اِن معنوں میں کہ یہ اُن نازک اور پوشیدہ قوتوں کے عمل کے مظاہرے ہیں جو ابھی تک ہمارے علم سے بالا ہیں جس طرح قوۂ برق اور شعاع راجنی ہمارے آباد اجداد کے علم سے بالا تھیں۔

Marfat.com

دوسری طرف ہمارے سربراہ علمائے دین میں سے کون ایسا ہے جو اب تک یہ کہنے کی دلیری کرتا ہو کہ نجات پانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اس بات پر کامل یقین رکھیں کہ دنیا چھ دن میں بنائی گئی تھی۔ یا یہ کہ مصر کی وباؤں کا جو بیان کتاب خروج میں دیا گیا ہے لفظ بلفظ صحیح ہے یا یہ کہ سورج آسمانوں میں ٹھہرا ہو گیا تھا (دوسرے لفظوں میں زمین نے اپنی حرکت محوری بند کر دی تھی) تاکہ یشوع بنی اپنے دشمنوں کا تعاقب کر سکے یا یہ کہ اگر کوئی شخص سینٹ اتھانیسیوس کے عقیدہ پر ایمان نہیں رکھتا تو وہ بلا شبہ ہمیشہ کیلئے معدوم ہو جائے گا۔ اس قسم کے اعتقادات رسمی طور سے تو دہرائے جاسکتے ہیں مگر ان کے لفظی معنوں کو کون مانتا ہے اور وہ بھی بغیر شک و شبہ۔ ان اعتقادات کی قدر لوگوں کے دلوں سے بالکل اٹھ گئی ہے اور جو کچھ تھوڑی بہت ہے وہ بھی اٹھ رہی ہے۔ اہل سائنس کا دنیائے دین پر بہت بڑا احسان ہے جنہوں نے ان دقیانوسی اعتقادات کی دھجیاں اڑانے میں مدد دی اور حقیقت کو بے نقاب سامنے آنے دیا۔ مگر دنیائے سائنس پیچھے اولیا و اصفیا کی اس سے بھی زیادہ زیر بار احسان ہے جنہوں نے اچھی بری ہر حالت میں اپنے روحانی تجربات کے جاں بخش حقائق کا دامن نہ چھوڑا اور ایک ڈھلمل یقین دنیا پر ثابت کر دیا کہ زندگی صرف کھانے پینے کا نام نہیں۔ اور یہ کہ غیب و شہود سے کہیں اعلیٰ و بالا ہے۔ یہ اہل سائنس اور اولیا پہاڑوں کی اونچی چوٹیوں کی مانند تھے جنہوں نے طلوع ہوتے ہوئے سورج کی پہلی کرنوں کو حاصل کر کے نچلی دنیا پر منعکس کیا۔ اب آفتاب طلوع ہو گیا ہے اور اس کی کرنیں سب دنیا کو نور سے بھرپور کر رہی ہیں حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں حقیقت کی شاندار نقاب کشائی کی گئی ہے جو ان قلوب و عقول کو اطمینان بخشتی ہیں جنہیں دین و علم کی وحدت جلوہ آرا ہے۔"

Marfat.com

تحری حقیقت یا صداقت کی تلاش

صداقت کی تلاش کا جو طریقہ تعلیم بہائیہ میں بتایا گیا ہے اس سے علم و دین کے کامل اتحاد کی شہادت پوری طرح ملتی ہے۔ اگر انسان صداقت کی تلاش بلا رکاوٹ کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ تمام تعصبات سے منقطع ہو جائے۔

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

صداقت کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم ہر قسم کے تعصبات اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہلکے خیالات کو چھوڑ دیں۔ ایک قبول کرنے والا اور کشادہ دل لازمی ہے۔ اگر ہمارا پیالہ نفس سے پُر ہے تو زندگی کے پانی کی اسمیں گنجائش نہیں۔ ہمارا اپنے آپ کو صحیح اور سب دوسروں کو غلط خیال کرنا اتحاد کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے اور صداقت حاصل کرنے کے لئے اتحاد کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ صداقت واحد ہے .... ایک صداقت کبھی دوسری صداقت کو رد نہیں کرتی۔ روشنی خواہ کسی لیمپ سے ظاہر ہوا چھی ہے۔ گلاب کا پھول خواہ کسی باغ میں کھلے خوبصورت ہے ستارا خواہ مشرق سے چمکے یا مغرب سے ایک ہی چمک رکھتا ہے تعصب کو چھوڑ دو۔ پھر تم آفتاب حقیقت کے گرویدہ ہو جاؤ گے خواہ یہ کسی بھی اُفق سے طلوع ہوا ہو۔ تمہیں اس بات کا احساس ہو جائے گا کہ اگر صداقت کا خدائی نور یسوع مسیح میں چمکا تھا تو یہ موسیٰ اور بودھ میں روشن ہوا ہوا تھا۔ یہ ہی تحری حقیقت کا مطلب ہے۔

اس سے یہ بھی مراد ہے کہ ہم ان تمام باتوں سے نظر ہٹالیں جو ہم نے آج تک سیکھی ہیں کیونکہ وہ صداقت کی راہ میں ہماری سدّراہ ہوں گی۔ اگر ہمیں یہ ضرورت پڑے کہ ہم نئے سرے سے پھر تعلیم حاصل کریں تو ہمیں اس سے پیچھے نہ ہٹنا چاہیئے۔ کسی خاص مذہب سے ہماری محبت یا کسی ایک شخصیت سے ہماری اُلفت

Marfat.com

ہیں اس قدر اندھا نہ کر دے کہ ہم توہمات میں جکڑے جائیں جب ہم ان تمام بندھنوں سے آزاد شدہ دل کے ساتھ تلاش کرینگے تب ہم ضرور منزل مقصود پر پہونچ جائینگے۔ (پیرس ٹاکس صفحہ ۱۲۷)

حقیقی علم اُلوہیت بہائی تعلیمات سائینس اور فلسفہ کے اس حقیقت کے اعلان کرنے میں ہمزبان ہیں کہ ذات الٰہی بالکل انسانی فہم و ادراک سے بالا و منزہ ہے جس تاکید اور شد و مد کے ساتھ ہکسلے اور سپنسر یہ تعلیم دیتے ہیں کہ مسبب الاسباب اعظم یا سبب اولی کی ذات سمجھ سے بالا ہے اسی طرح حضرت بہاء اللہ تعلیم فرماتے ہیں۔ کہ

"خدا سب کو سمجھتا ہے مگر اسے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ذات الٰہی کے عرفان کی راہ مسدود اور اس کا راستہ ناقابل گزر ہے۔ محدود بھلا لامحدود کو کیسے سمجھ سکتا ہے قطرہ بھلا سمندر کو کس طرح اپنے میں لے سکتا ہے یا سورج کی کرنوں میں لپک ناچیز سا ذرہ کائنات کو کیسے گھیر سکتا ہے۔ مگر کل کائنات خدا کی بولتی ہوئی نشانیاں ہیں۔ پانی کے ہر قطرے میں معانی کے سمندر مخفی ہیں اور ہر ایک ذرے میں کل کائنات کے مفہوم پوشیدہ ہیں جو بڑے سے بڑے سائنسداں کی سمجھ اور ادراک سے بالا ہیں۔ ماہران علم کیمسٹری اور دانشمندان علم مادیات، مادہ کی ماہیت میں تحقیق و تجسس کرتے ہوئے کثرت سے گزر کر مولکیول (پرمانو)......

اور مولکیول سے گزر کر ذرے اور ذرے سے گزر کر ذرات کہربائی اور ایتھر کی طرف بڑھتے گئے۔ مگر ہر قدم پر جستجو کی مشکلات بڑھتی گئیں جتی کہ اکمل سے اکمل فہم بھی آگے نہ بڑھ سکی۔ اور مجبوراً انہیں اس نامعلوم لا انتہی ہستی کے سامنے جو اپنے ناممکن التفحص راز میں پوشیدہ ہے ساکت و مبہوت ہو کر حیرت اور عاجزی کے ساتھ جھکنا پڑا۔

Marfat.com

پھول ننھا سا کھلا ہے رخنۂ دیوار میں ٭ جلوہ گر تنہا ہے اپنے مختصر گلزار میں

بڑھ کے دستِ شوق میرا توڑ لیتا ہے اسے ٭ آہ اے ننھے سے نازک پھول بتلا دے مجھے!

اک ذرا سی کائنات رنگ و بو ہے تو کہ کیا؟ ٭ شاہد قدرت کے دل کی آرزو ہے تو کہ کیا؟

کاش اگر میں یہ سمجھ سکتا کہ تو کیا چیز ہے

تو یہ کھل جاتا کہ انسان کیا، خدا کیا چیز ہے

(ٹینی سن کے اشعار کا ترجمہ)

اگر دراڑ دار دیوار میں اگا ہوا پھول یا مادہ کا ایک چھوٹا سا ذرہ ایسے اسرار پیش کرتا ہے کہ انہیں اکمل ترین فہم بھی سمجھنے سے قاصر ہے تو پھر انسان کیلئے کل کائنات کو سمجھنا کس قدر مشکل ہے۔ پس ذات الٰہی کے بارے میں جس قدر علماء و فضلاء کے قیاسات ہیں وہ سب احمقانہ اور بیکار ہو کر گم ہو جاتے ہیں۔

عرفانِ الٰہی اگرچہ ذات الٰہی مخفی و نہاں ہے مگر اس کے فضل کے مظاہر ہر جگہ ظاہر و باہر ہیں۔ اگرچہ علت اولیہ سمجھ سے باہر ہے مگر اس کے معلول ہماری ہر ایک قوت کو اپنی طرف متوجہ کر رہے ہیں جس طرح ایک مصور کی نقاشی کا علم ایک نقاد نقاشی کو نقاش کا پورا پورا علم دیتے ہیں اسی طرح کائنات کے کسی پہلو کا علم خواہ نیچر یا طبیعت انسانی کا علم ہو یا چھپی اور کھلی چیزوں کا۔ خدا کی صنعت کا علم ہے اور حق کے سچے متلاشی کو اس کے جلال کا حقیقی علم بخشتا ہے۔

"آسمان خدا کے جلال کا اعلان کرتے ہیں اور کائنات اسکی صنعت کی آیات ہیں۔ دن دن سے باتیں کرتا ہے اور رات رات کو علم و عرفان دیتی ہے۔" (زبور ۱۹)

مظاہرِ الٰہی تمام اشیا زیادہ یا کم وضاحت کے ساتھ خدا کے فضل کو

Marfat.com

ظاہر کرتی ہیں جس طرح تمام مادی چیزیں جو سورج کے سامنے ہیں اسکی روشنی کو زیادہ یا کم درجہ میں ظاہر کرتی ہیں دھوئیں کے ایک ڈھیر میں اسکی شعاعیں بہت کم ظاہر ہوتی ہیں۔ پتھر میں اُس سے زیادہ اور کھریا مٹی میں اس سے بھی زیادہ واضح طور سے ظاہر ہیں مگر ان میں سے کسی ایک عکس میں بھی ہم اس روشن قرص کے رنگ یا شکل کا پتہ نہیں لگا سکتے۔ مگر ایک صاف آئینہ میں ہم آفتاب کی شکل اور اس کے رنگ کا پورا عکس دیکھتے ہیں اور اسکو دیکھنا گویا خود آفتاب کو دیکھنا ہے۔ اسی طریقہ سے کائنات خدا کے بارے میں ہمیں بتاتی ہے۔ پتھر ہمیں صفات الٰہی کا کچھ پتہ دیتا ہے پھول اُس سے زیادہ ہمیں اسکی کہانی سناتا ہے۔ حیوانات اپنے عجیب و غریب احساس عقل حیوانی اور قوت تحریک سے اور بھی زیادہ اس کا اظہار کرتے ہیں۔ ادنیٰ درجہ کے انسانوں میں ہم عجیب و غریب قوتوں کا پتہ پاتے ہیں جو ایک تحیر خیز خالق کا پتہ دیتی ہیں شاعر پاک دامن انسانوں میں ہم ان سے بھی بڑے بڑے انکشافات پاتے ہیں۔ مگر انبیائے اولوالعزم اور بانیان دین کامل آئینے ہیں جن کے ذریعہ قادر مطلق کی محبت اور حکمت باقی نوع انسان پر منعکس ہوتی ہے۔ دوسرے انسانوں کے آئینے خودغرضی اور تعصبات کے غبار سے آلودہ ہوتے ہیں مگر یہ آئینے پاک صاف اور بے داغ ہوتے ہیں۔ جو مشیت الٰہی میں کلیتہً فنا ہوگئے ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ نوع انسان کے بزرگترین مربی بنتے ہیں۔ کلام الٰہی روح القدس کی قوت جاں کے ذریعہ آتی ہے نوع انسان کی ترقی کا سبب ہوتی ہے کیونکہ خدا انسانوں کی انسانوں کے ذریعہ ہی مدد کرتا ہے ہر انسان جو مراتب حیات میں دوسرے سے بالا ہے اپنے سے نیچے والے انسانوں کی مدد کرنے کا واسطہ ہے اور جو سب سے بالا ہے وہ تمام نوع انسان کے مددگار ہیں۔ اسکی مثال اس طرح ہے کہ تمام انسان گویا رسیوں سے ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اُن میں سے اگر ایک بلند ہوتا ہے تو رسیاں کس جاتی ہیں اس کے پرانے ساتھی اُسے نیچے کی طرف کھینچتے ہیں مگر وہ بھی آتنی ہی طاقت سے اُنہیں اُوپر کی طرف کھینچتا ہے۔ جتنا وہ اونچا ہوتا جاتا ہے اتنا ہی بوجھ وہ نیچے کی دنیا کا محسوس کرتا ہے جو اُسے نیچے کی طرف کھینچتی ہے اور اسی قدر وہ خدا کی مدد پر بھروسہ کرنے لگتا ہے جو اُسے اُن کے ذریعہ سے پہونچتی ہے جو اس سے بالا ہیں سب سے اوپر انبیائے اولوالعزم۔ نجات دہندگان مظاہر الٰہی ہیں یعنی وہ کامل انسان جو اپنے اپنے زمانہ میں بے نظیر و لاشریک تھے اور جنہوں نے صرف خدائے تعالیٰ کی مدد سے ساری دُنیا کا بوجھ برداشت کیا۔ ہمارے گناہوں کا بوجھ اُن پر تھا۔ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں درست ہے اُن میں سے ہر ایک اپنے پیروؤں کے لئے صراطِ مستقیم، حق، اور حیات تھا۔ ہر ایک ہر اُس دل کے لئے خدا کے فضل کا وسیلہ تھا جو اُسے پانے کا خواہشمند ہو ہر ایک انسان کو اوپر لے جانے کی خدائی تجویز میں اپنا اپنا کام پورا کرنے آیا تھا۔

آفرینش حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ وقت کے لحاظ سے کائنات کا کوئی آغاز نہیں۔ یہ علت اولیہ کا دوامی اثر و بروز ہے۔ خالق کی مخلوق ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گی۔ مختلف کُرے اور نظام بنیں اور بگڑیں۔ مگر کائنات موجود رہیگی۔ تمام اشیاء جو ایک وقت مرکب ہوتی ہیں کسی وقت تجزیہ بھی ہو جاتی ہیں۔ مگر اُن کے اجزاء ترکیب قائم رہتے ہیں ایک دنیا۔ یا ایک پھول یا ایک انسانی جسم کی آفرینش نیستی سے ہستی میں لانا نہیں بلکہ اس سے مراد کچھ عناصر کو جو پہلے بکھرے ہوئے تھے اکٹھا کرنا ہے۔ ایک پوشیدہ چیز کو عرصۂ شہود میں لانا ہے رفتہ رفتہ یہ عناصر بکھر جاتے ہیں صورت گم ہو جاتی ہے۔ مگر حقیقت میں کچھ بھی ضائع یا ناپید نہیں ہوتا۔ نئی شکلیں اور تراکیب پرانی شکلوں اور ترکیبوں کے

Marfat.com

کھنڈرات سے پیدا ہوتی ہیں۔

حضرت بہاء اللہ ان سائنسدانوں کی تصدیق فرماتے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ اس دنیا کی آفرینش کی تاریخ صرف چھ دن کی نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں برس کی ہے نظریۂ ارتقاء قوتِ تخلیق کا انکار نہیں کرتا۔ یہ صرف اس کے ظہور کے طریقوں کو بیان کرتا ہے اس مادی کائنات کی عجیب و غریب کہانی جسے اب علمائے نجوم و علم طبقات الارض و علم طبیعات و علم الحیات رفتہ رفتہ ہماری نظروں کے سامنے لا رہے ہیں۔ اگر صحیح طور سے اندازہ کیا جائے تو یہ اس پھیکی اور ادھوری کہانی سے جو یہودیوں کی پاک کتاب میں دی گئی۔ ہم میں کہیں بڑھ چڑھ کر عزت اور عبادت کے جذبات ابھارنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ مگر کتاب پیدائش کی پرانی کہانی میں یہ خوبی ہے کہ یہ صرف چند ایک استعارات کے برمحل استعمال سے اس کہانی کے باطنی روحانی معانی کو ظاہر کر دکھاتی ہے جس طرح ایک ماہر مصوّر برش کے معمولی استعمال سے ایسے جذبات کا اظہار کر دکھاتا ہے جنہیں ایک اناڑی محنت کش نقاش باوجود جزئیات میں عرق ریزی کرنے کے بھی پوری طرح دکھا نہیں سکتا۔ اگر مادی جزئیات ہمیں روحانی معانی سے باز رکھتے ہیں تو بہتر ہے کہ ہم ان سے الگ ہی رہیں۔ پر اگر ہم نے کل نظام کے لازمی معانی کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے تو جزئیات کا علم ہمارے خیال کو حیرت انگیز شادابی اور شگفتگی دے گا۔ اور بجائے ایک ایک معمولی خاکہ کے اسے ایک شاندار تصویر بنا دے گا۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

واضح ہو کہ ایک مسئلہ جو مسائل الٰہیہ میں سے بہت پیچیدہ مسئلہ ہے یہ ہے کہ اس عالم وجود، اس کون نامتناہی کی کوئی ابتدا نہیں ۔۔۔۔۔۔ واضح ہو کہ رب کا لیے مربوب

Marfat.com

تصور میں آنا ناممکن ہے ..... رازق کا بے مرزوق کے ہونا خیال میں نہیں آسکتا۔ کل اسماء و صفات الہیہ کائنات کی ہستی کا مطالبہ کرتے ہیں اگر ہم خیال کریں کہ ایک ایسا وقت تھا جب کائنات بالکل وجود نہ رکھتی تھی تو یہ خیال خدا کی الوہیت کا انکار ہے۔ علاوہ ازیں نیستی مطلق ہستی میں نہیں آسکتی۔ اگر کائنات عدم محض ہوتی تو وجود تحقق نہ پاتا۔ پس چونکہ ذات احدیت یعنی وجود الہی ازلی اور سرمدی ہے یعنی اس کا اول و آخر نہیں تو اسمیں بھی شک نہیں کہ عالم وجود یعنی اس نامتناہی کائنات کی بھی نہ تو ابتدا تھی اور نہ انتہا ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ممکنات کے اجزا میں سے ایک جز یعنی کرات میں سے ایک کرۂ تازہ پیدا ہو جائے یا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جائے۔ مگر نہ سرے کرۂ ہائے نامتناہی موجود ہیں۔ عالم وجود نہ تو تتر بتر ہوگا۔ اور نہ کہیں گم ہوگا۔ بلکہ وجود باقی اور برقرار ہے اور رہیگا۔ چونکہ ہر ایک کرۂ کی ایک ابتدا ہے اس لئے اسکی انتہا بھی ہے ہر ایک بنی ہوئی چیز کے لئے خواہ یہ کلی ہو یا جزئی ایک نہ ایک دن بگڑنا ضرور ہے۔ انتہا یہ ہے کہ بعض ترکیبیں جلدی تحلیل ہونے والی ہیں۔ اور بعض دیر سے مگر یہ بالکل ناممکن ہے کہ بنی ہوئی چیز تحلیل نہ ہو۔" (مفاوضات عبد البہاء)

ارتقائے انسان

حضرت بہاء اللہ اس عالم علم الحیات کے بیانات کی بھی تصدیق فرماتے ہیں جو جسم انسان کی تاریخ کی تحقیق کرکے لکھوکھا سالوں میں اس کے ارتقا کا پتہ دیتا ہے۔ ایک

Marfat.com

ایک نہایت سادہ اور ظاہرہ حقیر شکل سے شروع ہوکر انسان کے بدن کا بیشمار نسلوں سے گزرنا۔ اور درجہ بدرجہ ترقی کرنا دکھایا گیا ہے ہر درجہ میں اسکے پیچیدہ سے پیچیدہ ہونے اور بہتر سے بہتر تنظیم اختیار کرنے حتیٰ کہ موجودہ انسان کی شکل و صورت پانے کی تصویر کھینچ کر دکھائی گئی ہے ہر انسانی بدن درجات کے ایک ایسے سلسلہ سے گزرتا ہے کہ لعاب دار مادہ کے ایک ننھے سے گول قطرہ سے ایک پورا انسان بن جاتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے اور اس کی صحت کا کوئی انکار نہیں کرسکتا تو پھر انسان کی شان کی کیا ہتک ہوگی۔ اگر ہم اسی قسم کی ترقی تمام نوع کے لئے مان لیں؟ یہ بات اس دعویٰ سے بالکل جدا اور مختلف ہے جو یہ کہتا ہے کہ انسان بندر سے ترقی کرتا ہوا انسان بنا ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ انسانی نطفہ ایک وقت ایک مچھلی کے مشابہ ہو، اور اس میں گلپھڑے اور دم ہو، مگر اسے مچھلی نہیں کہہ سکتے۔ یہ انسانی نطفہ ہے اور انسانی نطفہ ہی رہے گا۔ پس نوع انسان اپنے ارتقاء کے مختلف درجات میں ظاہر بین آنکھوں کو مختلف حیوانات کے مطابق دکھائی دیتی ہو تو دیتی ہو۔ مگر تب بھی یہ انسانی نوع تھی۔ اور موجودہ انسان تک (بلکہ ہمیں یقین ہے کہ آئندہ اس سے بھی بڑھ کر کچھ اعلیٰ بنے گی) ترقی کرنے کی قوت اسمیں مخفی تھی حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ کرۂ ارض اپنی موجودہ ہیئت میں یکدفعہ ہی نہیں آگیا تھا۔ بلکہ اس نے بتدریج کئی مدارج طے کئے حتیٰ کہ اس موجودہ تکمیل میں جلوہ گر ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انسان نے کرۂ زمین کے رحم میں جس طرح نطفہ ماں کے رحم میں بتدریج نشوونما پاتا ہے، نشوونما پائی ہے اور ایک صورت سے دوسری صورت میں بدلتا ہوا اور ایک ہیئت سے دوسری

Marfat.com

ہیئت میں .... آ تا ہوا اس
موجودہ جمال وکمال اور قوت و استقلال میں جلوہ گر ہوا ۔اس میں
شک نہیں کہ ابتدا میں اس میں یہ لطافت و ملاحت وخوبصورتی
نہ تھی ۔اور کہ اس نے بتدریج یہ شکل، یہ صورت ۔یہ حسن وجمال
پایا ....

"اس زمین پر انسان کے وجود کے آغاز سے اس کے اس ہیئت وشمائل ولطافت تک پہونچنے میں لابد ایک لمبی مدت لگی ہے ....

.... لیکن انسان اپنے وجود کی ابتدا ہی سے ایک علیحدہ اور ممتاز نوع تھا ...اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ بعض اعضاء کے نشانات جواب گم ہوگئے اس میں پائے جاتے ہیں تو یہ اسکی نوع کے استقلال اور اصالت کے منافی دلیل نہیں ہو سکتی ۔زیادہ سے زیادہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی ہیئت وشمائل و اعضاء ترقی کر گئے ہیں ۔ انسان ہمیشہ سے ایک نوع ممتاز یعنی انسان رہا ہے ۔اور حیوان نہ تھا۔" (مفاوضات عبدالبہاء)

آدم اور حوا کی کہانی کے بارے میں آپ فرماتے ہیں ۔

اس کہانی کے اگر ہم ظاہری معنے لیتے ہیں جیسے کہ لوگوں کے درمیان مشہور ہیں تو یہ بات بہت ہی سطحی معلوم ہوتی ہے ۔عقل اس کے قبول کرنے اور اسکی تصدیق و تصور کرنے سے معذور ہے کیونکہ ایسی ترتیب وتفصیل اور اس قسم کے خطاب وعتاب ایک عقلمند آدمی سے بھی بعید ہیں ۔پھر خدا کا تو ذکر ہی کیا خدا بھی وہ خدا جس نے اس کون نامتناہی کو اکمل صورت میں مرتب کیا ہے اور اس تمام بے انتہا کائنات کو بہترین انتظام طاقت اور کمال سے آراستہ کیا ہے .....اس لئے یہ حکایت ۔آدم وحوا اور درخت کا پھل کھانا اور بہشت سے

نکلا ہے جاتا سب رموز ہیں۔ اسمیں خدائی اسرار اور معانی مضمر ہیں اور اس کی تاویل عجیب و غریب ہے۔ (مفاوضات عبدالبہار)

جسم اور روح

جسم و روح اور حیات بعد الممات کے بارے میں بہائی تعلیمات علم النفسیات کی تحقیقات کے نتائج کے بالکل موافق ہیں جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ اُن کی تعلیم یہ ہے کہ موت ایک نئی پیدائش ہے۔ یعنی جسم کے قید خانے سے چھوٹ کر ایک وسیع تر زندگی میں داخل ہونا ہے۔ اور مرنے کے بعد کی زندگی میں ترقی کی کوئی حد مقرر نہیں۔ اہل سائنس کی شہادتیں یکے بعد دیگرے جمع ہو رہی ہیں۔ جو منصف مزاج مگر اعلیٰ درجہ کے ناقدین و محققین کی رائے میں اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہیں کہ موت کے بعد زندگی میں کسی شک و شبہ کی گنجایش نہیں۔ یعنی اس مادی جسم کے مرجانے کے بعد روح کی زندگی اور اور اس کی کارفرمائیاں جاری رہتی ہیں۔ مثلاً ایف ڈبلیو ایچ میرس رسالہ ہیومن پرسنیلٹی (انسانی شخصیت) میں جو سائیکیکل ریسرچ سوسائٹی کی اکثر تحقیقات کا مرقع پیش کیا کرتا ہے۔ لکھتا ہے۔

مشاہدے تجربے اور استنباط نے میرے جیسے بہت سے محققین کو اس اعتقاد میں راسخ کر دیا ہے کہ بلا واسطہ یا بالواسطہ روحانی سلسلۂ خبر رسانی کے نہ صرف اُن قلوب کے درمیان جو زمین پر ہیں بلکہ اُن قلوب یا ارواح کے درمیان جو جدا ہو چکی ہیں باہمی مخابرہ ہو سکتا ہے اس انکشاف سے الہام کی راہ بھی صاف ہو جاتی ہے ......ہم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ خودفریبی دھوکے اور مکاری کی فراوانی میں حقیقی ظہورات بھی اس جہاں سے ہم تک ضرور پہونچتے ہیں۔......انکشاف و الہام کے ذریعہ بعض ایسی گزری ہوئی ارواح کے متعلق جن سے ہم دو چار ہو سکے ہیں۔ کچھ دعاوی قطعی طور پر قائم کئے گئے ہیں سب سے پہلے میں اس بات کے یقین

Marfat.com

کرنے کی وجہ رکھتا ہوں کہ وہ ایک ایسی حالت میں ہیں جس میں وہ محبت و حکمت میں لاانتہا ترقی کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔ بدی کو وہ اتنا خطرناک نہیں جانتیں جتنا وہ اسے غلامانہ حالت جانتی ہیں۔ اُن کے نزدیک یہ کسی مطلق العنان صاحب طاقت میں مجسم نہیں ہے بلکہ یہ اسے ایک مردود بنانے والی دیوانگی سمجھتی ہیں۔ جس سے بلند پایہ ارواح بگڑی ہوئی روح کو چھڑانے کی کوشش کرتی ہیں جہنم کی آگ کی سزا کی چنداں ضرورت نہیں اپنے آپ کا علم ہی انسان کیلئے اس کی سزا یا جزا ہے۔ اپنے آپ کا علم اور اپنی مونس ارواح کا قرب یا دوری اس جہاں میں بہت بڑا دکھ یا بہت بڑا سکھ ہے۔ کیونکہ اس دنیا میں محبت درحقیقت ذاتی حفاظت ہے۔ ملاء اعلیٰ ہمیشہ کی زندگی کی زینت ہے۔ بلکہ یہی ہمیشہ کی زندگی ہے۔ یہی نہیں بلکہ روحانی سلسلۂ خبر رسانی کے قوانین سے یہ بھی پایۂ ثبوت تک پہنچتا ہے کہ یہ اجتماع یا سنگت اسوقت اور اس جگہ بھی ہم پر اثر انداز ہے۔ اب تک بھی ہماری محبت آمیز یاد (محبت خود ایک دعا ہے) اُن آزاد شدہ ارواح کی ترقی میں اُن کی مدد کرتی ہے اور انہیں تقویت پہنچاتی ہے۔"

اس خیال کے درمیان جو بڑی محتاط علمی تحقیقات پر مبنی ہے۔ اور بہائی تعلیمات کے درمیان موافقت کی راہ بہت عجیب و غریب ہے۔

وحدت انسان

حضرت بہاءاللہ کی یہ ایک مخصوص تعلیم ہے کہ "تم سب ایک ہی درخت کے پھل، ایک ہی شاخ کے پتے اور ایک ہی باغ کے پھول ہو۔ اسی کی مانند یہ ہے کہ "فخر اس شخص کو نہ کرنا چاہئے جو اپنے ملک سے محبت کرتا ہے بلکہ فخر اس کے لئے زیبا ہے جو تمام بنی نوع انسان سے پیار کرتا ہے"۔

وحدت یعنی وحدت انسان اور خدا کی تمام مخلوق کی وحدت ہی آپ کی تعلیمات

Marfat.com

کا خاص مضمون ہے اس میں بھی حقیقی دین اور حقیقی علم یا سائنس کی موافقت موجود ہے۔ سائنس جتنی ترقی کرتی جاتی ہے اتنا ہی کائنات کی وحدت اور اس کے اعضا کا باہمی ارتباط صاف صاف عیاں ہوتا جا رہا ہے۔ ماہران علم نجوم کا میدان عمل، علمائے طبیعات کے میدان عمل سے بالکل ملا جلا ہے۔ اسی طرح علمائے طبیعات کا علمائے کیمسٹری سے اور علمائے کیمسٹری کا علمائے علم الابدان سے اور علمائے علم الابدان کا ماہران علم النفس سے وعلیٰ ہٰذا القیاس۔ ایک میدان تحقیقات میں کوئی نیا انکشاف دوسرے میدان ہائے تحقیقات پر بھی روشنی ڈالتا ہے جس طرح علم طبقات الارض نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مادہ کا ہر ایک ذرہ دوسرے پر اثر انداز ہے۔ خواہ ایک دوسرے سے کتنے ہی دور، یا ایک دوسرے سے کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ اسی طرح علم النفسیات بھی یہ ثابت کرتا ہے کہ اس عالم کائنات میں ایک روح دوسری روح پر اثر انداز ہوتی ہے۔ شہزادہ کروپوٹکن نے اپنی کتاب میوچول ایڈ (تعاون و تعاضد) میں نہایت واضح طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ادنیٰ حیوانوں میں بھی باہمی مدد و امداد زندگی کو جاری رکھنے کے لئے قطعاً لازمی ہے۔ انسان کے متعلق تو یہ ہے کہ تہذیب و تمدن کی ترقی باہمی دشمنی کی جگہ باہمی امداد پڑ جانے پر ہی مبنی ہے۔ ہر ایک سب کے لئے، اور سب ہر ایک کے لئے، ہی واحد اصول ہے جس پر کسی قوم کی بہبودی کا دارومدار ہے۔

دَورِ وحدت

قرائن زمانہ سب کے سب اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ نوع انسان کی تاریخ میں ایک نیا دور آغاز ہو رہا ہے۔ آج تک عقابِ نوع انسان خود غرضی اور مادہ پرستی کی مستحکم چٹان میں گھونسلا بنا کر رہتا تھا۔ اڑنے کیلئے اس کی کوششیں ادھوری اور آزمائشی ہوتی تھیں دقیانوسی اعتقادات و رسومات کی قید میں اس کی تڑپ روز بروز بڑھتی گئی۔ مگر اب اس کی قید کا زمانہ اختتام کو پہنچ گیا ہے۔ اور یہ ایمان اور عقل کے بازوؤں سے

Marfat.com

روحانی محبت اور صداقت کے عوالم میں پرواز کرسکتا ہے۔ یہ اب پہلے کی طرح جب اس کے پر بندھے ہوئے تھے زمین سے بندھا نہ رہے گا بلکہ آزادی سے وسیع النظری اور شاندار آزادی کے عوالم میں اونچا اڑتا پھرے گا۔ اسکی پرواز کے یقینی اور مستقل ہونے کے لئے صرف ایک چیز کی ضرورت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس کے بازو نہ صرف مضبوط ہی ہوں بلکہ وہ کامل اتحاد و موافقت سے کار پرداز ہوں۔ جیسا کہ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

"یہ اکیلے ایک پر سے اڑ نہیں سکتا۔ اگر یہ صرف دین کے بازو سے اڑنا چاہے گا تو اس کا ٹھکانا توہمات کا کیچڑ ہوگا۔ اور اگر یہ صرف سائنس کے بازو سے اڑنے کی کوشش کرے گا تو اس کا انجام مادہ پرستی کی خوفناک دلدل ہوگی۔"

(پیرس ٹاکس صفحہ ۱۴۳)

دین اور سائنس میں کامل موافقت و اتحاد نوع انسان کی اعلیٰ زندگی کا ایک اہم لازمہ ہے۔ جب یہ بات جلوہ گر ہوجائے گی اور ہر ایک بچہ نہ صرف علوم و فنون میں ہی تربیت پائے گا بلکہ تمام نوع انسان سے محبت کرنا اور مشیت الٰہی کے سامنے جیسی کہ وہ ارتقائی مدارج کی ترقی اور انبیائے کرام کی تعلیمات میں دی گئی ہے برضا و رغبت سر جھکانا اسے سکھایا جائیگا۔ تب اور صرف تب ہی ملکوت الٰہی جلوہ آرا ہوگی۔ اور اسکی مرضی جیسی کہ آسمان پر ہے زمین پر بھی پوری کی جائیگی۔ تب اور صرف تب ہی صلح اکبر کی برکات دنیا کو گھیر لینگی حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

"دین جب توہمات۔ روایات اور فضول اختلافات سے منزہ ہوکر سائنس کے ساتھ متحد ہوجائے گا اس وقت دنیا میں ایک متحد اور پاک کرنے والی قوت پیدا ہوگی۔ جو لڑائیوں۔ نااتفاقیوں جھگڑوں اور فسادوں پر جھاڑو پھیر دیگی اور تب نوع انسانی محبت الٰہی کی قوت میں متحد ہو جائیں گی۔"

(پیرس ٹاکس صفحہ ۱۴۵)

تیرھواں باب

پیشین گوئیاں

جو

ظہورِ بہائی نے پوری کیں

"ظہورِ اسمِ اعظم (بہاء اللہ) وہ ظہور ہے جس کا وعدہ خدا نے سب آسمانی کتابوں اور صحیفوں جیسے توریت انجیل و قرآن میں دیا تھا۔" (عبد البہاء)

سب جانتے ہیں کہ پیشینگوئی کی تاویل بہت مشکل ہے اور دنیا میں اس سے زیادہ کسی مضمون پر دانایانِ عالم کی آراء کا اختلاف نہیں ہوا۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ کتبِ مقدسہ کے مطابق بہت سی پیشینگوئیاں ایسی شکل میں دی گئی ہیں کہ جب تک اُن کے پورا ہونے کا وقت نہیں آتا وہ سمجھ میں نہیں آتیں۔ اُس وقت بھی فقط وہی لوگ سمجھتے ہیں جو دل کے پاک اور تعصب سے آزاد ہوتے ہیں۔ مثلاً دانئیل کے ندا کے اختتام پر کہا گیا۔

Marfat.com

"مگر تو اے دانی ایل کلام کو بند کر اور کتاب پر مہر لگا۔ نیز آخر زماں تک بہت سے ادھر اُدھر دوڑیں گے۔ اور علم بڑھ جائے گا۔۔۔۔۔۔

اور میں نے سُنا مگر نہ سمجھا تب میں نے کہا اے میرے خداوند ان باتوں کا انجام کیا ہوگا۔ اور اس نے کہا اے دانی ایل جا کیونکہ کلام بند اور سربمہر ہو گیا وقت کے آخر تک۔" (دانی ایل ۱۲-۴-۱۰)

اگر خدا نے پیشین گوئیوں پر ایک مقررہ وقت تک کے لئے مہر لگا دی اور ان انبیاء پر بھی ان کے معانی کو پوری طرح افشا نہیں کیا جن کے منہ سے اس نے یہ پیشگوئیاں کہلوائیں تو اس سے مراد یہی ہے کہ سوائے ایک خاص مظہر الٰہی کے جو ان کی مہروں کے توڑنے پر قادر اور ان کے معانی کو جو ان پیشگوئیوں میں پوشیدہ ہیں کھولنے کے لائق ہوگا۔ اور کوئی یہ کام نہ کر سکے گا۔

ازمنہ سابقہ اور ادوار ماضیہ میں پیشینگوئیوں اور ان کی غلط تاویلوں کی تاریخ اور خود انبیائے کرام کی تنبیہات کا خیال کرتے ہوئے ہمیں علمائے ادیان کے ان قیاسات کے قبول کرنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے جو انہوں نے پیشینگوئیوں کے معنوں اور ان کے پورا ہونے کے طریقوں کے بارے میں کئے ہیں۔

اس کے برعکس جب کوئی شخص ظاہر ہوتا ہے اور ان پیشینگوں کو پورا کرنے کا دعویٰ کرتا ہے تو ہمیں لازم ہے کہ اس کے دعاوی کو کھلے اور بے تعصب دل کے ساتھ ملاحظہ کریں اگر وہ جھوٹا دعویدار ہوگا تو اس کا فریب فوراً فاش ہو جائے گا۔ اور کسی کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔ مگر وہ لوگ بڑے گھاٹے میں رہیں گے۔ جو اپنی بے پروائی سے خدا کے فرستادہ کو صرف اس لئے ماننے سے انکار کرتے ہیں کہ وہ اس شکل میں یا اس وقت ظاہر نہیں ہوا جو وہ اپنے خیال میں سمجھ بیٹھے تھے۔

Marfat.com

بہاءاللہ کا کلام اور آپ کی زندگی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ کل مقدس کتابوں کے موعود ہیں جنہیں طاقت دی گئی ہے کہ پیشینگوئیوں کی مہروں کو توڑیں۔ اور اسرار الٰہی کی سربمہر بہترین شراب پیش کریں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم سب دوسرے کاموں کو بالائے طاق رکھ کر آپ کے بیانات کو سنیں۔ اور ان کی روشنی میں ایک دفعہ پھر انبیائے قدیم کے مشہور مگر پُراسرار کلمات کا جائزہ لیں۔ ایک دفعہ پھر انبیائے قدیم کے مشہور مگر پُراسرار کلمات کا جائزہ ولیں۔

خدا کی آمد

آخری ایام میں خدا کی آمد ایک ایسا روحانی واقعہ ہے جس کی بابت تمام انبیا نے پیشینگوئیاں کی ہیں اور اور اپنے بہترین ترانے گائے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ خدا کی آمد سے مراد کیا ہے خدا یقیناً ہر وقت اپنی مخلوق کے ساتھ ہے۔ سب میں سب کے ذریعہ اور سب پر نمایاں ہے وہ شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور ہمارے ہاتھ اور پاؤں سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ یہ صحیح ہے مگر انسان خدائے امنع و اقدس کو نہ دیکھ سکتے ہیں۔ نہ سُن سکتے ہیں۔ اور نہ ہی تاوقتیکہ وہ ایک ظاہرہ شکل کے ذریعے اُن سے انسانی زبان میں کلام نہیں کرتا وہ اس کے ہونے کا احساس کر سکتے ہیں اپنی اعلیٰ صفات کے اظہار کے لئے خدا نے ہمیشہ ایک انسان کو اپنا آلہ کار بنایا ہے انبیا میں سے ہر نبی ایک وسیلہ تھا جس کے ذریعے خدا اپنے بندوں کے پاس آیا۔ اور اُن سے ہمکلام ہوا۔ حضرت عیسیٰ ایک وسیلہ تھے۔ اور عیسائیوں نے آپ کے ظہور کو خدا کی آمد یقین کرنے میں بالکل صحیح رویہ اختیار کیا۔ آپ کے چہرہ میں انہوں نے خدا کے چہرہ کو دیکھا۔ اور آپ کے لبوں سے انہوں نے خدا کی آواز کو سُنا حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں ...... کہ رب الافواج، ابدی باپ، دنیا کے بنانے اور چلانے والے کی آمد جو تمام انبیاء کے بیانات کے مطابق آخری ایام میں

Marfat.com

واقع ہونے والی ہے اس سے سوائے اس کے اور کچھ مُراد نہیں کہ خدا انسانی شکل میں منصۂ شہود پر ظاہر ہو گا جس طرح اس نے اپنے آپ کو یسوع ناصری کی ہیکل (جسم) کے ذریعے ظاہر کیا تھا۔ اب وہ اس مکمل تر اور روشن تر ظہور کے ساتھ آیا ہے جس کے لئے یسوع اور تمام پہلے انبیاء لوگوں کے قلوب کو تیار کرنے آئے تھے۔

حضرت مسیح کے بارے میں پیشگوئیاں

مسیح کی حکومت اور غلبے کے بارے میں

پیشنگوئیوں کے معنوں کو نہ سمجھ کر یہودیوں نے حضرت عیسٰی کا انکار کیا حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں۔

یہودی آج تک مسیح کی آمد کے منتظر ہیں اور رات دن خدا سے دعائیں مانگتے ہیں کہ خدایا اس کی آمد کو جلد لا۔

لیکن جب مسیح آئے تھے تو انہوں نے اسے رد کیا۔ اور قتل کیا یہ کہہ کر کہ یہ وہ نہیں جس کے ہم منتظر ہیں جب مسیح آئے گا تو نشانیاں اور فوق الفطرت معجزات شہادت دیں گے کہ سچا مسیح یہ ہے۔ مسیح نامعلوم شہر سے آئے گا وہ داؤد کے تخت پر متمکن ہو گا۔ وہ فولاد کی تلوار کے ساتھ آئے گا اور لوہے کے عصا کے ساتھ حکومت کرے گا وہ انبیاء کی شریعت کو پورا کرے گا۔ وہ مشرق و مغرب کو فتح کرے گا اور اپنے برگزیدہ لوگوں (یعنی یہودیوں) کو عزت بخشے گا وہ اپنے ساتھ ایک ایسا امن کا راج لائے گا کہ حیوان بھی انسانوں کے ساتھ دشمنی کرنا چھوڑ دیں گے۔ بھیڑیا اور برا ایک ہی چشمہ سے پانی پئیں گے۔ اور خدا کی سب مخلوق امن سے رہے گی۔ الخ

یہودی ایسا خیال کرتے اور یہی کہتے تھے۔ کیونکہ وہ پاک کتابوں اور ان کے نورانی صداقتوں کو جو انہیں تھیں نہ سمجھتے تھے۔ ان کے الفاظ تو انہیں حفظ تھے مگر ان

Marfat.com

کی حیات بخش رُوح کا وہ ایک لفظ بھی نہ سمجھتے تھے

اب سُنئے۔ میں آپ کو اُن کے معنے بتاتا ہوں اگرچہ ناصرت سے جو ایک معلوم جگہ تھی مسیح آئے تھے۔ مگر وہ آسمان سے بھی آئے تھے آپ کا جسم مریم سے تولد ہوا تھا۔ مگر آپ کی روح آسمان سے آئی تھی آپ کی زبان آپ کی تلوار تھی جس سے آپ نے نیک و بد سچے اور جھوٹے ایماندار اور بے ایمان۔ نور اور تاریکی کو علیحدہ کیا آپ کا کلام فی الحقیقت ایک کاٹنے والی تلوار تھی۔

وہ تخت جس پر آپ متمکن ہوئے وہ ابدی تخت ہے جس پر متمکن ہو کر آپ ہمیشہ راج کرتے ہیں۔ آپ کا تخت آسمانی ہے زمینی نہیں۔ کیونکہ زمین کی تمام چیزیں گزرنے والی ہیں مگر آسمان کی چیزیں کبھی نہیں گزرتیں۔ آپ نے موسےٰ کی شریعت کو نئے معانی سے آراستہ کیا اور تمام نبیوں کے قوانین کو پورا کیا۔ آپ کے کلام نے مشرق و مغرب کو فتح کیا آپ کی حکومت ابدی ہے۔ جو یہودی آپ پر ایمان لائے آپ نے انہیں سرفراز کیا۔ اُن مرد اور عورتوں کی پیدائش چھوٹے گھرانوں میں ہوئی تھی۔ مگر آپ کے ساتھ تعلق نے انہیں صاحب عزت، اور ابدی جلال کا مالک بنا دیا۔ حیوانوں کا ایکدوسرے کے ساتھ مِل کر رہنے سے مُراد مختلف اجناس اور فرقوں کا جو ایک دوسرے کے ساتھ برسرپیکار رہتے تھے محبت و موّدت کے ساتھ مل کر رہنا اور ابدی چشمہ یعنی مسیح سے زندگی کے پانی کو باہم مل کر پینا مقدر تھا۔ (ہرس ڈاکس صفحہ ۲۸)

عیسائیوں کی ایک کثیر تعداد ان پیشینگوئیوں کے ان معانی کو مسیح پر اطلاق ہونے کو قبول کرتی ہے۔ مگر ایسی ہی دوسری پیشینگوئیوں کے بارے میں جو حضرت محمد اور مسیح آخرالزمان کے بارے میں ہیں اُن میں سے اکثر وہی رویہ اختیار کرتے ہیں۔ جو یہودیوں نے کیا تھا۔ وہ اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ اس

Marfat.com

کرۂ خاکی پر فوق الفطرت نمود ہو، جو پیشنگوئیوں کے الفاظ کو پورا کرے۔

حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کے بارے میں پیشنگوئیاں!

بہائی بیانات کے مطابق وہ پیشنگوئیاں جو آخری ایام، آخر وقت ابدی باپ، رب الافواج، کی آمد کے متعلق ہیں وہ حضرت عیسیٰ کی آمد کے بارے میں نہیں بلکہ بہاء اللہ کے بارے میں ہیں۔ مثلاً ایشعیا کی اس مشہور پیشنگوئی کو لیجئے..... وہ لوگ جو تاریکی میں چل رہے تھے انہوں نے ایک بڑا نور دیکھا وہ جو موت کے سایہ کی زمین میں رہتے تھے۔ ان پر ایک ٹی روشنی چمکی .... کیونکہ تو نے اُن کے بوجھ کے جوئے کو اور ان کے کاندھے کے لٹھ کو اور اُن پر ظلم کرنے والے کے عصا کو ایسا توڑا ہے جیسا کہ مدیان کے دن ہوا تھا۔ کہ جنگ میں کھڑ بے پہنے ہوؤں کے سبب کھڑبے اور کپڑے جو لہو سے شرابور ہوں۔ جلانے کے لئے آگ کا ایندھن ہوں گے کہ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔ اور سلطنت اُس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے۔ عجیب مشیر، خدائے قادر، ابدیت کا باپ، سلامتی کا شاہزادہ اس کی

Marfat.com

اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔ وہ
داؤد کے تخت پر اور اس کی مملکت پر آج سے لیکر ابد تک
بندوبست کرے گا۔ اور عدالت وصداقت سے اُسے قیام
بخشے گا۔ رب الافواج کی غیوری یہ کرے گی"۔ (اشعیا باب ۹-۲-۷)

یہ اُن پیشنگوئیوں میں سے ایک ہے جو اکثر مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس کا ایک حصہ ایک حد تک مسیح کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مگر ایک ذرا سا غور وخوض یہ دکھا دے گا کہ یہ کس قدر وضاحت اور کاملیت کے ساتھ حضرت بہاء اللہ پر صادق آتی ہے اسمیں شک نہیں کہ مسیح بھی نجات دہندہ تھا۔ اور ایک بڑا نور اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ مگر آپ کی آمد پر دو ہزار سوال ہونے کو آئے اور اہل زمین کی ایک کثیر تعداد ابھی تک تاریکی میں چل رہی ہے اور بنی اسرائیل اور خدا کے بہت سے فرزند ابھی تک ظالموں کے جوئے کے نیچے کراہ رہے ہیں۔ اس کے برعکس دور بہائی کے پہلے چند ہی سالوں میں صداقت کے نور نے مشرق ومغرب دونوں کو روشن کردیا ہے خدا کی ابوت اور انسانی اخوت کی خوشخبری دُنیا کے سب ملکوں میں پہنچادی گئی ہے زبردست خودمختار حکومتیں جو فوج کے بل پر حکومت کرتی تھیں ملیامیٹ ہوگئیں ایک لیگ آف نیشنز (بین الاقوامی مجلس اتحاد) پیدا ہوگئی ہے۔ جو تمام دُنیا کی گری ہوئی اور مظلوم اقوام کو فوری امن وامان کی امید بندھارہی ہے۔ جنگ عظیم جو ابھی ابھی دُنیا کو آتشی ہتھیاروں سے سیال آگ اور بمب سے انجنوں کے ایندھن کے بے نظیر مظاہرے سے کیکپا چکی ہے فی الحقیقت جلن اور آگ کے ایندھن کے ساتھ واقع ہوئی تھی۔ بہاء اللہ نے اپنی الواح میں حکومت وسیاست کے مسائل پر مفصل لکھ کر اور یہ دکھا کر ان کا بہترین حل کیا ہے۔ حکومت کو

Marfat.com

اپنے کندھوں پر لے لیا ہے۔ ایسے طریقہ سے کہ مسیح نے اس طرح کبھی نہ کیا تھا۔
ان صفات کے بارے میں ابدی باپ، امن کے شہزادے، بہاءاللہ نے
مگر اپنے آپ کو باپ" کا ظہور کہا ہے جس کی مسیح اور اشعیا نے پیشنگوئی کی تھی۔
مگر حضرت مسیح نے اپنے آپ کو ہمیشہ بیٹا" کہا ہے۔ حضرت بہاءاللہ اعلان فرماتے
ہیں کہ ہمارا کام زمین پر امن قائم کرنا ہے۔ مگر حضرت مسیح نے کہا ہے۔ میں امن
نہیں بلکہ تلوار لایا ہوں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ کے سارے دور میں فرقہ وارانہ
فساد بکثرت رہے۔

بہاءاللہ عربی زبان میں بہاءاللہ کا ترجمہ خدا کا جلال ہے۔
عبرانی انبیاء نے اکثر پیشینگوئیوں میں بتایا ہے کہ موعود
ادیان اس مبارک نام سے آخری ایام میں ظاہر ہوگا۔ مثلاً اشعیا نبی کے چالیسویں
باب میں فرماتا ہے۔

تم تسلی دو میرے لوگوں کو تم تسلی دو۔ تمہارا خدا فرماتا ہے۔
یروشلم کو دلاسا دو۔ اور اسے پکار کر کہو کہ اس مصیبت کے دن
جو جنگ و جدل کے تھے گزر گئے۔ اس کے گناہ کا کفارہ ہوا اور اس نے
خداوند کے ہاتھ سے اپنے سب گناہوں کا بدلہ دو چند پایا۔ بیابان
میں ایک منادی کرنے والے کی آواز تم خدا کی راہیں درست کرو
صحرا میں ہمارے خداوند کے لئے ایک سیدھی شاہراہ تیار کرو۔
ہر ایک نشیب اونچا کیا جائے اور ہر ایک کوہ اور ٹیلا پست کیا جائے
اور ہر ایک ٹیڑھی چیز سیدھی، اور ناہموار جگہیں ہموار کی جائیں اور
خداوند کا جلال آشکار ہوگا۔ اور سب بشر ایک ساتھ آ کے
دیکھیں گے کہ خداوند کے منہ نے یہ فرمایا ہے۔

Marfat.com

پہلی پیشینگوئی کی طرح اس پیشین گوئی کا بھی کچھ حصہ حضرت مسیح اور آپ کے مبشر یوحنا بپتسمہ دینے والے سے پورا ہو گیا تھا۔ مگر صرف ایک حصہ ہی پورا ہوا تھا کیونکہ مسیح کے زمانہ میں یروشلم کی جنگ۔ ابھی ختم نہ ہوئی تھی۔ سخت امتحان اور ذلت کی بہت سی صدیاں ابھی اس کے لیے باقی تھیں۔

مگر حضرت باب اور بہاء اللہ کے ظہور سے اس پیشینگوئی کی کاملیت شروع ہو گئی ہے۔ یروشلم کے لئے عزت کے دن شروع ہو گئے ہیں اور پُرامن وپُرجلال استقبال کی امیدیں اس کے لئے معقول طور سے باندھی جا سکتی ہیں۔

دوسری پیشینگوئیاں اسرائیل کے منجی۔ کل عالم کے ہادی حضرت بہاء اللہ کے مشرق سے سورج نکلنے کی طرف سے ارض مقدس کو آنے کے بارے میں ہیں حضرت بہاء اللہ ایران میں ظاہر ہوئے۔ جو فلسطین یا ارض مقدس کے مشرق جانب سورج نکلنے کی طرف ہے۔ اور آپ ارض مقدس کو آئے جہاں آپ نے اپنی زندگی کے آخری چوبیس سال بسر کئے۔ اگر آپ آزادی کی حالت میں وہاں تشریف لاتے تو لوگوں کو یہ کہنے کا امکان ہوتا کہ یہ ایک جھوٹے مدعی کا فریب ہے جو اس نے پیشینگوئیوں کو پورا کرنے کیلئے کیا ہے۔ آپ ایک قیدی اور جلاوطن کی حالت میں وہاں تشریف لائے شاہ ایران اور سلطان ترکی نے آپ کو یہاں بھیجا تھا۔ جن پر یہ گمان ہی نہیں ہو سکتا کہ دعویٰ بہاء اللہ کی دلیل پیش کرنے کے لئے انہوں نے ایسا کیا ہے۔

یوم اللہ ایسے جملوں میں مثلاً یوم اللہ، یوم آخر یوم سے مراد دور ہے۔ ہر دین اعظم کے بانی کا ایک یوم، یا دور تھا۔ ہر ایک ایک آفتاب کی مانند تھا۔ ان کی تعلیمات کے لئے ایک اشراق ہوتا تھا۔ ان کی صداقتیں آہستہ آہستہ قلوب و عقولِ انسان کو روشن کرتی تھیں حتیٰ کہ وہ اپنے

Marfat.com

اثر کے عین عروج پر پہنچ جاتی تھیں۔ تب اسی طرح آہستہ آہستہ اُن کی روشنی گھٹنے لگتی تھی ان کے معانی غلط کئے جانے لگتے تھے۔ اور اُن کی صداقتیں بگاڑی جاتی تھیں۔ تاریکی دنیا پر حاوی ہو جاتی تھی حتیٰ کہ ایک نئے دور اور نئے یوم کا آفتاب ظاہر ہوتا تھا۔

خدا کے ظہور اعظم کے دن کا نام یوم آخر ہے۔ کیونکہ یہ ایسا یوم ہے کہ اس کا کوئی آخر نہیں اور اس کے لئے کوئی رات نہیں اس ظہور اعظم کا آفتاب کبھی غروب نہ ہوگا۔ بلکہ وہ نفوس و ارواح انسان کو اس دنیا میں بھی اور آنے والی دنیا میں بھی روشن کرتا رہے گا۔

فی الحقیقت آفتاب ہائے روحانی میں سے کبھی کوئی غروب نہیں ہوا موسیٰ عیسیٰ محمد اور دوسرے مظاہر الٰہی کے آفتاب اب تک آسمان میں لازوال نور کے ساتھ روشن اور درخشاں ہیں مگر دنیا کے پیدا کئے ہوئے بادل اُن کے نور کو دنیا سے چھپا رہے ہیں۔ بہاء اللہ کا آفتاب اعظم ان بادلوں کو ہمیشہ کے لئے بکھیر دے گا۔ تاکہ تمام ادیان کے لوگ کل انبیاء کے انوار سے حصہ لیں۔ اور متفق و متحد ہو کر ایک خدا کی پرستش کریں۔ جس کے نور کو کل انبیاءؑ نے دنیا پر منعکس کیا تھا۔

حضرت عبدالبہاء کے بارے میں پیشگوئیاں

اشعیا۔ یرمیاہ۔ حزقیل اور زکریا کی پیشگوئیوں میں اُس شخص کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جو **غصن یا شاخ** کہلائے گا۔ عیسائیوں نے اُن کی تطبیق حضرت مسیح سے کی ہے۔ مگر بہائی انہیں عبدالبہاء کے لئے مخصوص خیال کرتے ہیں۔ ایران میں یہ ایک رسم ہے کہ گھرانے کے سب سے بڑے

Marfat.com

فرزند کو غصن اعظم کہتے ہیں۔ چونکہ عبدالبہاؔ حضرت بہاء اللہ کے سب سے بڑے فرزند تھے اس لئے بہائیوں میں عام طور سے اس لقب سے مشہور ہیں حضرت بہاء اللہ اپنی الواح میں اپنے آپ کو اکثر سدرہ یا **اصل** کہتے ہیں اور عبدالبہاؔ کو غصن کے لقب سے یاد فرماتے ہیں۔ عبدالبہاؔ خود فرماتے ہیں۔

عبدالبہاؔ میثاق الہیٰ کا مرکز ہے۔ غصن ہے جو شجر کے ماتحت ہو شجر جو بہرہے۔ شجر جڑ ہے۔ شجر عالمگیر حقیقت ہے"

(سٹار آف دی ویسٹ جلد نمبر ۱۷، صفحہ ۳۳۵)

بائبل میں غصن کے بارے میں سب سے بڑی پیشگوئی ایشعیا کے گیارہویں باب میں ہے۔

جیسی کے تنے سے ایک کونپل نکلے گا۔ اور اسکی جڑوں سے ایک پھلدار شاخ پیدا ہو گی اور خداوند کی روح اس پر ٹھہریگی حکمت اور خرد کی روح مصلحت اور قدرت کی روح معرفت اور خداوند کے خوف کی روح ..... اس کی کمر کا پٹکا راستبازی ہوگی اور پہلو وفاداری کے پٹکے سے کسے ہوئے ہوں گے اس وقت بھیڑیا برّہ کے ساتھ رہے گا۔ اور چیتا بکری کے بچے کے ساتھ بیٹھے گا۔ اور بچھڑا اور شیر بچہ اور پالا ہوا بیل ملے جلے رہیں گے۔ اور ننھا بچہ ان کی پیش روی کرے گا۔

وہ میرے مقدس کوہ کی سب اطراف میں کسی کو دکھ نہ دینگے۔ اور توڑ نہ ڈالیں گے۔ کیونکہ جس طرح پانی سے سمندر بھرا ہوا ہے اسی طرح زمین خدا کے عرفان سے معمور ہوگی ..... اور اس دن ایسا ہوگا کہ خداوند دوسری مرتبہ اپنا ہاتھ بڑھا کر

Marfat.com

اپنے لوگوں کا بقیہ جو بچ رہا ہو۔ اسور۔ اور مصر۔ اور فتروس۔ اور کوش۔ اور عیلام۔ اور سنعار۔ اور حمات۔ اور سمندری اطراف سے پھیر لائے گا۔ اور وہ قوموں کے لئے ایک جھنڈا کھڑا کرے گا اور اور ان اسرائیلیوں کو جو خارج کئے گئے ہیں۔ جمع کرے گا۔ اور سارے بنی یہوداہ کو جو پراگندہ ہوں گے۔ زمین کے چاروں کونوں سے فراہم کرے گا"۔

حضرت عبدالبہاء اس پیشنگوئی اور غصن کی نسبت دیگر پیشنگوئیوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔

سب سے عظیم واقعہ جو اس بے نظیر غصن کے ایام ظہور میں واقع ہونا ہے وہ خدا کے علم کا تمام قوموں کے درمیان بلند ہونا ہے۔ یعنی تمام اقوام و نسلیں اس خدائی جھنڈے یعنی اس غصن اعظم کے سایہ تلے جمع ہونگے۔ مذاہب و ادیان کی باہمی جنگ۔ نسلوں و اقوام کی آپس کی دشمنیاں، اور وطن پرستی کے اختلافات جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیئے جائیں گے۔ سب ایک دین ایک ایمان۔ ایک نسل۔ ایک قوم بن جائیں گے۔ اور ایک وطن میں رہیں گے۔ جو یہ کرۂ خاکی ہے۔ عالمگیر امن و اتحاد تمام قوموں کے درمیان جلوہ گر ہوگا، یہ بے نظیر غصن تمام اسرائیل کو اکٹھا کرے گا جس کے نتیجے یہ ہیں کہ اس دور میں قوم یہود جو مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں پراگندہ ہے ارض مقدس میں جمع ہوگی"۔

Marfat.com

اب ملاحظہ کریں کہ یہ واقعات دورِ عیسوی میں واقع نہیں ہوئے۔ کیونکہ کل اقوام ایک جھنڈے کے نیچے جس سے مراد غصن الٰہی ہے جمع نہیں ہوئی تھیں۔ مگر اس دور میں جو رب الافواج کا دور ہے۔ تمام اقوام اس جھنڈے کے سایہ میں داخل ہونگی اسی طرح دنیا میں پراگندہ شدہ اسرائیل دورِ عیسوی میں ارضِ مقدس میں جمع نہ کئے گئے تھے۔ مگر بہاء اللہ کے دور کے آغاز سے انبیا کی صریح نص کے مطابق اس خدائی وعدہ کا ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ دنیا کے ہر طرف سے یہودی اقوام آ آ کر ارضِ مقدس میں جمع ہو رہی ہیں۔ وہ دیہات اور شہروں میں اپنی زمینیں لے کر آباد ہو رہے ہیں۔ دن بدن وہ بڑھتے جائینگے حتیٰ کہ تمام فلسطین ان کا وطن ہو جائے گا۔"

(انگریزی مفاوضات عبد البہاء صفحہ ۷۵)

اس تحریر کے شائع ہونے کے بعد فلسطین ترکوں کے قبضہ سے نکل گیا اور دولت ہائے متحدہ نے فلسطین میں یہودیوں کے لئے ایک وطن کے قیام کی پالیسی کو منظور کر لیا ہے۔ جس کی عملی کاروائی جاری ہے۔

جنگ عظیم کے بعد لیگ اقوام بھی قائم ہو گئی۔ اور ایک بین الاقوامی کانگرس بھی وجود میں آ گئی ہے۔ جس کا مقصد آہستہ آہستہ آلات حرب کو کم کرنا ہے۔ بین الاقوامی امن کے بارہ میں پیشگوئی کے پورا ہونے کیلئے بلاشک یہ بہت اہم اقدام ہیں۔

قیامت یا یوم العدل

حضرت مسیح نے بہت سی تمثیلوں میں ایک یوم العدل کے بارے میں تعلیم دی ہے۔ کہ

Marfat.com

جسوقت ابن انسان اپنے باپ کے جلال میں آئے گا۔ اور ہر ایک انسان کو اُس کے اعمال کے مطابق جزا دے گا۔" (متی باب ۱۶۔ آیت ۲۷)

آپ اُس دن کو فصل اکٹھا کرنے کے دن سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ جب سرکنڈی تو جلا دئے جاتے ہیں۔ اور گیہوں کھلیان میں جمع کر لیا جاتا ہے۔

ایسا ہی دُنیا کے اختتام (تکمیل وقت) پر ہو گا۔ ابن انسان اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کی ملکوت میں سے اُن تمام چیزوں کو جو خطاکار ہیں اور جو بدی کرتی ہیں جمع کرینگے۔ اور انہیں جہنّم میں پھینکدیں گے۔ جہاں رونا اور دانت پیسنا ہو گا۔ اسوقت راستباز اپنے باپ کی ملکوت میں سورج کی طرح روشن ہو جائیں گے۔

(متی باب ۱۳۔ آیت ۴۰۔ ۴۳)

اِن آیات اور اسی قسم کی دوسری آیات میں اِن الفاظ "دنیا کے اختتام" نے جو کتاب مقدّس کے مستند تراجم میں درج ہیں بہت سے لوگوں کو اس خیال میں ڈالدیا ہے کہ یوم العدل کے دن زمین یک بیک تباہ کر دی جائے گی۔ مگر ایسا خیال کرنا صریح غلطی ہے ان الفاظ کا صحیح ترجمہ تکمیل یا اتمام زمانہ زیادہ موزوں اور درست ہے۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ باپ کی بادشاہت زمین پر بھی اور آسمان پر بھی قایم کی جائے گی۔ آپ دُعا مانگنا سکھلاتے ہیں تیری بادشاہت آئے۔ اور تیری مرضی جیسی کہ آسمان پہ ہے زمین پر پوری ہو۔ انگورستان کی تمثیل میں جب اب یعنی انگورستان کا مالک آئے گا تو وہ شریر کام کرنے والوں کو تباہ کرے گا۔

انگورستان (دُنیا) کو تباہ نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ تو اسے دوسرے کام کرنے والوں کے سپرد کر دے گا۔ جو موسم پر اسے پھل پہنچایا کریں گے

Marfat.com

زمین تباہ نہیں کی جائے گی۔ بلکہ یہ از سرِ نو تازہ اور تیار کی جائے گی۔ ایک دوسرے موقع پر حضرت مسیح نے اُس دن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "نئی پیدائش ہوگی جب ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر جلوہ افروز ہوگا"

پطرس رسول نے اُسے موسم بہار سے تشبیہ دی ہے۔ اور کہا کہ اُس دن وہ تمام باتیں ظاہر ہوں گی جن کا ذکر خدا نے جب سے دُنیا شروع ہوئی ہے اپنے تمام انبیاء کی زبانی کیا ہے "جس یوم العدل کا حضرت مسیح ذکر فرماتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ اور رب الافواج یعنی باپ کی آمد جس کی اشعیا اور تمام عہد نامہ کے دوسرے انبیا نے پیشینگوئیاں کی ہیں۔ ایک ہی ہیں اسوقت شریروں کو سخت سزا دی جائیں گی۔ اور عدل اور راستبازی زمین پر اسی طرح جاری ہو جائے گی۔ جیسی آسمان پر ہے۔

بہائی تعلیمات کے مطابق ہر ظہور الٰہی کی آمد یوم العدل ہے۔ مگر حضرت بہاء اللہ کا ظہور اقدس و اعلیٰ وہ یوم العدل عظیم ہے جس سے اس بڑے اور عالمگیر دور کا آغاز ہوتا ہے جس میں ہم رہ رہے ہیں۔ صور جس کا ذکر مسیح، محمدؐ اور دوسرے انبیاء کرتے ہیں ظہور الٰہی کی ندائے دعوت ہوتی ہے۔ جو تمام آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو خواہ وہ مجسم ہوں یا غیر مجسم دی جاتی ہے اس کے ظہور کے ذریعہ لقاءاللہ الٰہی ان لوگوں کا حصہ ہوتی ہے جو اس کی ملاقات کے طالب صادق ہوتے ہیں اور یہ لقا اس کی رضوان اعز اعلیٰ اور جنت کا دروازہ اور اس کے بندوں کے ساتھ محبت اور راحت [illegible] کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو خدا کی سنت رنیعت پر جو وہ اپنے ظہور کے ذریعہ نازل کرتا ہے اپنے طریقوں کو ترجیح دیتے ہیں وہ خود غرضی تنازعہ اور عداوت کے جہنم میں اپنے آپکو [illegible] ہیں۔

حشر یا بعثت

یوم العدل ہی یوم القیامت۔ یعنی مُردوں کے جی اُٹھنے کا دن بھی ہے۔ پولوس رسول کرنتھیوں کے پہلے خط میں فرماتے ہیں۔

دیکھو میں تمہیں ایک راز کی بات بتاتا ہوں۔ ہم سب تو نہیں سوئینگے بلکہ آخری نرسنگے کی آواز پر ایک لمحے آنکھ کی ایک جھپک کے وقفہ کے اندر بدل دئے جائینگے۔ کیونکہ نرسنگا پھونکا جائے گا۔ اور مُردے پاک وصاف اٹھائے جائیں گے اور ہم تبدیل کر دئے جائیں گے۔ کیونکہ یہ ناپاکی پاکی سے اور یہ فنا بقا سے بدل دی جائے گی"

اِن عبارات یعنی مُردوں کے جی اٹھنے وغیرہ کے بارے میں حضرت بہاء اللہ نے کتاب ایقان میں فرمایا ہے۔

اُس موت وحیات کے معنے جس کا کتابوں میں ذکر آیا ہے۔ ایمان کی موت وحیات ہے ان ہی معنوں کے نہ سمجھنے سے ہر ایک ظہور میں عام لوگوں نے اعتراض کئے اور آفتاب ہدایت سے محروم رہے اور جمال الٰہی کی پیروی نہ کی۔ چنانچہ:۔ حضرت عیسٰی فرماتے ہیں۔ تم کو دوبارہ پیدا ہونا لازمی ہے پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ جب تک انسان پانی اور روح سے پیدا نہ ہو۔ خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو جسم سے پیدا ہوا وہ جسم ہے اور جو روح سے وہ روح ہے

(یوحنا باب ۳۔ آیت ۶)

جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ جو معرفت الٰہی کے پانی اور روح قدس

Marfat.com

مظہر ظہور سے پیدا نہیں ہوئے وہ ملکوت ربانی میں داخل ہونیکے قابل نہیں ہیں ...... خلاصہ یہ ہے کہ وہ بندے جو ہر ظہور میں مظاہر مقدسہ کے نغمۂ روح سے پیدا اور زندہ ہوتے ہیں ان پر زندگی اور مُردوں میں سے جی اٹھنے کا حکم جاری ہوتا ہے اور وہی محبت الہٰی کی جنت میں باریابی پاتے ہیں۔ دوسروں پر وہ دوسرا حکم یعنی موت و غفلت کا لگتا ہے اور وہ کفر کی آگ اور خدا کی عذاب میں دھکیلے جاتے ہیں۔ ...... ہر ایک قرن اور زمانہ میں خدا کے پیغمبروں اور اس کے برگزیدہ بندوں کا مقصد صرف یہ ہی رہا ہے کہ وہ الٰہی اصطلاحوں یعنی زندگی جی اٹھنے اور قیامت کے روحانی معنوں کو بتائیں۔ ...... اگر معرفت الٰہی کے صاف پانی سے آپ ذرا سا پی لیں تو سمجھ جائیں کہ حقیقی زندگی حیات دل ہے نہ کہ حیات جسم کیونکہ حیات جسم میں انسان و حیوان سب شامل ہیں۔ مگر حقیقی زندگی صرف ان ہی نورانی دل والوں کیلئے مخصوص ہے جو ایمان کے سمندر سے شاداب اور ایقان کے پھلوں سے سیراب ہوتے ہیں۔ اس حیات کے بعد موت اور اس بقا کے لئے فنا نہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے "المومن حیٌّ فی الدارین" (مومن دونوں جہاں میں زندہ ہے) اگر ظاہرہ جسم کی زندگی مراد ہوتی تو یہ ظاہر ہے کہ موت اسے ختم کر دیتی ہے۔"

(۱۱۴-۱۱۸- ایقان انگریزی)

بہائی تعلیمات کے مطابق بعثت جسموں کی نہیں ہوگی۔ جسم جب ایک دفعہ مرجاتا ہے تو اس کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اس کے اجزاء بکھر جاتے ہیں۔ اور اس کے ذرات پھر کبھی بھی اس جسم میں جمع نہیں ہوتے۔

Marfat.com

بعثت سے مراد انسان کا روح القدس سے کہ فیض کے ذریعہ جو ظہور الٰہی کے وسیلے اسکو عنایت ہوتا ہے روحانی زندگی میں پیدا ہوتا ہے۔ قبر جس سے وہ اٹھتا ہے وہ جہالت اور خدا سے غفلت کی قبر ہے۔ نیند جس سے وہ بیدار ہوتا ہے اور روحانی حالت خفتگی ہے۔ جو بہت سے لوگوں پر طاری ہے اور وہ اس حالت میں پڑے ہوئے یوم اللہ کے طلوع ہونے کے منتظر ہیں۔ یہ روحانی صبح ان سب کو روشن کر دیتی ہے۔ جو صفحہ گیتی پر ہیں۔ خواہ مجسم ہوں یا غیر مجسم لیکن وہ جن کی روحانی آنکھیں اندھی ہیں وہ اس صبح کو نہیں دیکھ سکتے۔ بعثت کا دن ۲۴ گھنٹے کا دن نہیں ہے بلکہ یہ ایک دور ہے جو اب شروع ہوا ہے اور اسوقت تک رہے گا جب تک موجودہ دور عالم جاری رہے گا۔ اس دن کا صبح کا ستارا حضرت باب تھے۔ اس کا آفتاب حضرت بہاء اللہ کا ظہور اعظم ہے اور اس کا قمر عبدالبہاء ہیں۔ یہ ایسے ستارہ، سورج، اور قمر ہیں جو کبھی غروب نہ ہوں گے۔ اور عالم روحانی میں اس وقت بھی چمکتے رہیں گے جب موجودہ تمدّن کے تمام آثار کرۂ ارض پر سے محو ہو جائیں گے۔

مسیح کی دوبارہ آمد

حضرت مسیح نے آنے والے مظہر الٰہی کا ذکر اکثر جگہ صیغۂ غائب میں کیا ہے مگر کسی کسی جگہ صیغۂ متکلم بھی استعمال فرمایا ہے۔ مثلاً "میں جاتا ہوں کہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں اور اگر میں گیا اور تمہارے لئے جگہ تیار کی تو میں پھر آؤں گا اور تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

(یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۲)

اعمال کے پہلے باب میں لکھا ہے کہ مسیح کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے وقت شاگردوں سے کہا گیا۔ "یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اسے

Marfat.com

آسمان پر جاتے دیکھا"

ان اور ایسے ہی دوسرے اقوال کے سبب بہت سے عیسائی اس امید ... ہیں کہ ابن آدم آسمان کے بادلوں پر جب بڑے جلال سے آئے گا تو وہ جسمانی مسیح کو دیکھیں گے جو دو ہزار برس پہلے یروشلم کی گلیوں میں چلتا پھرتا تھا جس نے دکھ اٹھائے اور صلیب بھی۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں جو کہ یہودیوں نے سوراخ کئے تھے۔ ان میں انگلیاں ڈال کر اور اسکے پہلو میں جو بھالے نے زخم لگایا تھا۔ اس میں اپنے ہاتھ ڈال کر دیکھیں۔ مگر خود حضرت مسیح کے الفاظ اس خیال کی تردید کرتے ہیں۔

حضرت مسیح کے زمانے کے یہودی بھی ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کے بارے میں بعینہٖ یہی خیالات رکھتے تھے۔ مگر حضرت عیسیٰ نے ان کی غلطی ان پر ... اور انہیں سمجھایا کہ یہ پیشگوئی کہ ایلیاہ کا پہلے آنا ضروری ہے پوری ہو گئی۔ ایلیاہ کے جسم اور شخصیت میں واپس آنے سے نہیں بلکہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی ذات سے جو ایلیاہ کی طاقت اور روح کے ساتھ آیا ہے"۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔

"اور اگر تم قبول کرو تو یہ (یوحنا) ایلیاہ ہے جس کا آنا ضروری تھا۔ وہ جو سننے کے کان رکھتا ہے سنے"۔

اس سے ثابت ہوا کہ ایلیاہ کے دوبارہ آنے سے مراد ایک دوسرے شخص کا دوسرے والدین کے ہاں پیدا ہو کر آنا ہے جو خدا کی طرف سے اس طاقت و روح کا مالک ہوگا جن کا ایلیاہ مالک تھا۔ پس مسیح کے ان اقوال سے یقینی طور سے یہ ثابت ہو گیا کہ آپ کے دوبارہ آنے سے مراد ایک دوسری ذات کا دوسری ماں سے پیدا ہو کر آنا ہے۔ جو ویسی ہی خدائی طاقت و روح ظاہر کرے گا جیسی مسیح نے کی تھی۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ ایلیاہ اور مسیح کا دوبارہ آنا حضرت باب کے اور آپ کے

آنے سے پورا ہو گیا۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں۔
اگر آج کا سورج کہے کہ میں کل کا سورج ہوں تو درست ہے اور اگر دنوں کے لحاظ سے کہے کہ میں دوسرا ہوں تو بھی بجا ہے۔ اسی طرح دنوں کا خیال فرمائیں کہ اگر کہا جائے کہ تمام دن ایک ہیں تو صحیح درست ہے۔ پر اگر اسم و رسم کے لحاظ سے کہا جائے کہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں تو بھی ٹھیک ہے جیسا کہ تم دیکھتے بھی ہو کہ اگرچہ وہ سب ایک ہی ہیں تو بھی ہر ایک میں نام اور کام اور خاصیت جدا جدا نظر آتی ہے۔ جو اس کے سوا دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔ پس اسی بیان و قاعدہ سے مظاہر مقدسہ کے مقامات فصل و فرق اور اتحاد کا اندازہ لگائیں۔ تاکہ خالق اسماء صفات کے کلمات کے معنے جمع و فرق کے بارے میں آپ جان جائیں۔ (کتاب الایقان انگریزی صفحہ)

حضرت عبد البہاء فرماتے ہیں

خوب جان لیں کہ مسیح کے دوبارہ آنے سے مراد وہ نہیں جو لوگ سمجھے بیٹھے ہیں۔ بلکہ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ آپ کے بعد ایک موعود آنے والا ہے وہ خدا کی ملکوت اور اس کی طاقت کے ساتھ آئیگا۔ جو تمام دنیا کو گھیرے گی۔ اس حکومت سے مراد قلوب اور ارواح کے عوالم پر قبضہ ہے۔ جہان مادی پر نہیں۔ کیونکہ مادی دنیا خدا کے حضور ایک مکھی کے برابر بھی نہیں اگر تم جاننے والوں میں سے ہو۔ یقیناً مسیح اپنی حکومت کے ساتھ اول لا اول سے آیا اور آخر الا آخر تک اپنی ملکوت کے ساتھ آئے گا کیونکہ ان معنوں میں مسیح سے مراد حقیقت الٰہی جوہر فرد اور آسمانی ذات کا ظہور ہے جس کا نہ کوئی اول ہے نہ آخر ہو سکے

Marfat.com

لئے ہر دور میں طلوع اشراق، ظہور و غروب ہے۔"
(انگریزی الواح عبد البہاء جلد ا صفحہ ۱۳۸)

آخر کا وقت

حضرت مسیح اور آپ کے رسولوں نے بہت سی نشانیاں بیان کی ہیں جن سے ابن آدم کا اپنے باپ کے جلال میں دوبارہ آنا پہچانا جا سکے گا۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔

"پھر جب تم یروشلم کو فوجوں سے گھرا ہوا دیکھو تو جان لینا کہ اُس کا اُجڑ جانا نزدیک ہے ۔۔۔۔۔۔ کیونکہ یہ انتقام کے دن ہوں گے جن میں سب باتیں جو لکھی ہیں پوری ہو جائیں گی ۔۔۔۔۔۔ کیونکہ ملک میں بڑی مصیبت اور اس قوم پر غضب ہوگا۔ اور وہ تلوار کا لقمہ بن جائینگے۔ اور اسیر ہو کر سب قوموں میں پہنچائے جائینگے اور یروشلم غیر قوموں سے پامال ہوتی رہے گی جب تک غیر قوموں کی میعاد پوری نہ ہو"
(لوقا باب ۲۱ - آیت ۲۰-۲۴)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئینگے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کرینگے۔ اور لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار گھبرا نہ جانا کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے۔ لیکن وہ آخر کا وقت نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی۔ اور جگہ جگہ کال پڑینگے اور زلزلے آئیں گے۔ لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہونگی اوس وقت لوگ تمہیں تکلیف دینے کیلئے پکڑوائیں گے اور تمہیں قتل کریں گے۔ اور میرے نام کے سبب ساری قومیں تم سے عداوت

Marfat.com

رکھیں گی۔ اور اسوقت بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے۔ اور ایک دوسرے کو پکڑوائیں اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کرینگے اور بے دینی کے بڑھ جانے کے سبب بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔ اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو۔ اور اس وقت آخر کا وقت ہوگا۔" (متی باب ۲۴-۴-۱۴)

ان دو عبارتوں میں حضرت مسیح نے صریح الفاظ میں بغیر حجاب ونقاب کے ان باتوں کو بتلادیا ہے جن کا ابن آدم کے آنے سے پیشتر واقع ہونا ضروری ہے۔ ان بیانات مسیح کے بعد کے سنین میں ہر ایک نشانی جوان اقوال میں دی گئی ہے پوری ہو چکی ہے۔ ہر عبارت کے آخری حصہ میں آپ ایک ایسے واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں جو آمد ظہور کا پتہ دیتا ہے۔ پہلی عبارت میں یہودیوں کی جلاوطنی کا خاتمہ اور یروشلم کے از سر نو آباد ہونے کا ذکر ہے۔ اور دوسری میں انجیل کا تمام دنیا میں سنایا جانا ہے۔ یہ دونوں نشانیاں اس ہمارے زمانہ میں لفظاً بہ لفظ پوری ہو رہی ہیں۔ اب اگر پیشنگوئی کی سچائی پر ہمیں یقین ہے تو ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ ہم اس آخر کے وقت میں رہ رہے ہیں جس کا حضرت مسیح نے ذکر کیا تھا۔

حضرت محمد نے بھی بعض نشانیوں کا ذکر کیا ہے جو قیامت کے دن تک ظاہر ہونگی۔ قرآن شریف میں ہم پڑھتے ہیں۔

واذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ ۔ ثم الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم

فیہ تختلفون۔ جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔ اور ان الزاموں سے تجھے بری کروں گا جو کافر تجھ پر لگاتے ہیں۔ اور تیرے پیروکاروں (یعنی عیسائیوں) کو قیامت کے دن تک، کافروں کے اوپر غالب رکھوں گا۔ پھر تم میری طرف لوٹ آوگے۔ پس تمہارے اختلافات کا تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔" (سورۂ آل عمران ۵۵)

وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ۔ غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا۔ بل یداہ مبسوطتٰن ینفق کیف یشآء و لیزیدن کثیرًا منھم ما اُنزل الیک من ربک طغیانًا وکفرًا والقینا بینھم العداوۃ والبغضآء الیٰ یوم القیٰمۃ کلما اوقدوا نارًا للحرب اطفأھا اللہ۔

"یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ خود ان کے ہی ہاتھ بندھ گئے اور وہ اپنے قول سے ملعون ہو گئے۔ بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کشادہ ہیں جیسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ جو کچھ تیری جانب تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اکثر ان لوگوں میں اس سے سرکشی اور انکار بڑھے گا۔ ہم نے ان میں عداوت اور بغض رکھدی جو قیامت کے دن تک رہے گی۔ جب کبھی وہ لڑائی کے لئے آگ بھڑکاتے ہیں خدا اسے بجھا دیتا ہے۔" (سورۂ مائدہ ۶۴)

ومن الذین قالوا انا نصاریٰ اخذنا میثاقھم فنسوا حظًا مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الیٰ یوم القیٰمۃ وسوف ینبئھم اللہ بما کانوا یصنعون۔

اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے میثاق کو قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے بھی بہت کچھ اس کو بھلا دیا ہے جو انہیں تعلیم دی گئی

Marfat.com

تھی پس ہم نے ان میں عداوت اور بغض رکھدیا ہے جو قیامت کے دن تک رہیگا سو عنقریب خدا انہیں ان کے کرتوتوں سے آگاہ کرے گا" (سورۂ مائدہ)

یہ پیشینگوئیاں بھی لفظ بہ لفظ پوری ہوگئی ہیں۔ یہودی عیسائیوں اور مسلمانوں کے ماتحت ہوئے پھوٹ اور تفرقہ دونوں عیسائیوں اور یہودیوں میں پڑگیا۔ اور حضرت محمد کی ان پیشینگوئیوں کے وقت سے صدیوں تک جاری رہا۔ اب بہائی عصر (قیامت کے دن) سے ان حالات کے ختم ہونے کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوگئے ہیں۔

آسمان اور زمین پر نشانیاں

ظہور موعود کی نشانیوں کا بیان۔ یہودی عیسائی۔ اسلامی۔ اور دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ میں بالکل ایک سا پایا جاتا ہے۔ یوائیل کی کتاب میں لکھا ہے۔

"اور میں آسمانوں اور زمین پر عجیب قدرتیں ظاہر کروں گا۔ یعنی لہو اور آگ اور دھوئیں کے ستون ...... سورج اندھیرا اور چاند لہو ہو جائیگا۔ پیشتر اس کے کہ خداوند کا بڑا اور خوفناک دن آپہونچے ...... اور دیکھ ان ہی دنوں میں اور اسی وقت میں جبکہ یہوداہ اور یروشلم کی اسیری کو پھیر لاؤں گا۔ تب ساری قوموں کو اکٹھا کروں گا اور انہیں یہوسفط کی وادی میں جمع کروں گا۔ اور وہاں ان پر حجت ثابت کرونگا گروہ کے گروہ فیصلہ کی وادی میں ہے۔ کیونکہ یوم اللہ (خدا کا دن) فیصلہ کی وادی میں آپہونچا۔ سورج اور چاند اندھیرے ہو جائیں گے۔ اور ستارے اپنی روشنی سے باز آئینگے۔ کیونکہ خداوند صیہون سے نعرہ مارے گا۔ اور یروشلم میں سے اپنی آواز بلند کرے گا اور آسمان و زمین کانپیں گے۔ لیکن خدا اپنے لوگوں کی پناہ گاہ ہوگا۔"

Marfat.com

اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائیگا۔ اور چاند روشنی نہ دیگا۔ اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی۔ اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھیں گی۔ (متی باب ۲۴ کی ۲۹-۳۰ آیات)

قرآن میں فرماتا ہے۔

"اذا الشمس کورت الخ" جب سورج لپیٹ لیا جائے اور جب تارے گر جائیں۔ جب پہاڑ چلائے جائیں اور جب کتاب کے ورق کھول دیئے جائیں۔ اور جب آسمان کھول دیا جائے .... جب دوزخ دہکائی جائے۔" (سورہ۔ التکویر ۸۱)

کتاب ایقان میں ان پیشگوئیوں کے معنے بتاتے ہوئے حضرت بہاء اللہ تنبیہ فرماتے ہیں کہ سورج۔ چاند ستاروں۔ اور آسمانوں اور زمین کے بارے میں یہ عبارات کنایات ہیں اور ان کے فقط لفظی معنے نہ لینے چاہئیں۔ انبیاء کا خاص تعلق مادی چیزوں سے نہیں بلکہ روحانی چیزوں سے ہوتا تھا جسمانی روشنی سے نہیں بلکہ روحانی نور ان کے مدنظر ہوتا تھا۔ یوم قیامت کے بارے میں جب وہ سورج کا ذکر فرماتے تھے تو ان کی مراد صداقت یا راستبازی کے سورج سے ہوتی تھی سورج روشنی کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے۔ پس حضرت موسےٰ یہودیوں کے آفتاب تھے۔ حضرت عیسیٰ عیسائیوں کے اور حضرت محمد مسلمانوں کے۔ جب انبیاء سورج کے تاریک ہو نے کا ذکر کرتے تھے تو ان کی مراد یہ ہوتی تھی کہ آفتاب ہدایت روحانی کی خالص تعلیمات۔ غلط معانی۔ اور سوئے فہم اور تعصبات سے ایسی تاریک

ہوگئی ہیں کہ لوگ روحانی ظلمت میں سرگرداں ہیں۔ چاند اور ستارے روشنی دینے کے ادنیٰ ذرائع ہیں یعنی وہ مذہبی علما ہو روسا جن کا فرض لوگوں کو نصیحت و ہدایت کرنا ہے جب یہ کہا گیا ہے کہ چاند روشنی نہ دے گا یا لہو بن جائے گا اور ستارے آسمان سے گر پڑیں گے تو اس سے یہ مراد ہے کہ علماء اور روساء دین اپنے مقام سے گر کر جنگ و فساد میں مشغول ہوں گے دنیادار بن کر آسمانی چیزوں کی بجائے دنیوی چیزوں سے زیادہ دل لگائیں گے یہ یاد رہے کہ ان پیشینگوئیوں کے معنے صرف ایک ہی بیان پر ختم نہیں ہوتے اور بھی معانی ہیں۔ جو ان اشارات کے کئے جا سکتے ہیں حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کے ایک اور معنے یہ ہیں کہ سورج چاند۔ اور ستاروں سے مراد ہر ایک دین کی شریعت و کتاب ہے چونکہ ہر ایک ظہور بعد میں اقتضائے وقت کے مطابق پہلے ظہور کی شریعت کے رسم و رواج اور معاشرتی قوانین بدل جاتے ہیں۔ اس لئے ان معنوں میں چاند اور سورج بدل جاتے ہیں۔ اور ستارے منتشر ہو جاتے ہیں۔

ان پیشینگوئیوں کا ظاہری معانی میں لفظی طور پر پورا ہونا بہت سی حالتوں میں لایعنی یا محال ہوگا۔ مثلاً چاند کا خون بن جانا۔ یا ستاروں کا زمین پر گرنا۔ جو ستارے دکھائی دیتے ہیں ان میں سے سب سے چھوٹا زمین سے کئی ہزار گنا بڑا ہے اگر ایک اس زمین پر آ گرے تو دوسرے کے گرنے کے لئے زمین کہاں باقی رہے گی۔

مگر بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جن کے روحانی اور مادی دونوں معنے لئے جا سکتے ہیں مثلاً ارض مقدس نبیوں کی پیشینگوئیوں کے مطابق صدہا سال تک ظاہری طور پر ویران و بیابان رہی مگر اب یوم قیامت میں

Marfat.com

(وقد بہائی) کے دن سے اشعیا کی پیشنگوئی کے مطابق یہ گلاب کی طرح سرسبز و شگفتہ ہونے لگی ہے۔ مرفعہ الحال بستیاں بس رہی ہیں زمین میں کاشتکاری کے لئے نہریں کھدوائی جا رہی ہیں اور جہاں نصف صدی پہلے فقط ایک ریگستان تھا وہاں اب انگورستان اور زیتون کے باغات لہرا رہے ہیں بے شک جب انسان اپنی تلواروں کو توڑ کر ہل کی انی۔ اور اپنی برچھیوں کے کدال بنا لینگے تو تمام روئے زمین کے جنگل اور بیابان سرسبز ہو جائینگے۔ اور جھلسنے والی ہوائیں اور آندھیاں جو ان صحراؤں سے اٹھ کر ان کے قرب و جوار کے رہنے والوں کی زندگیوں کو دوبھر بناتی ہیں داستان ماضی ہو جائیں گی۔ تمام زمین کی آب و ہوا معتدل ہو جائے گی۔ شہر اپنے دھوؤں سے ہوا کو غلیظ نہ کرینگے تو ظاہری جسمانی معنوں میں بھی ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین پیدا ہو جائے گی۔

ظہور موعود کس طرح ہوگا؟

وقت کے آخر میں ظہور موعود کے بارے میں حضرت مسیح فرماتے ہیں۔

اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھیں گے .. اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا..... اس وقت وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ اور سب قومیں اس کے سامنے جمع کی جائیں گی اور وہ ایک کو دوسری سے جدا کرے گا۔ جیسے چرواہا بھیڑوں سے بکریوں کو جدا کرتا ہے۔ (متی باب ۲۴، ۲۵)

اس اور اس قسم کی دوسری عبارتوں کے بارے میں حضرت بہاء اللہ کتاب ایقان میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

آسمان سے مُراد وہ بزرگی و بلندی ہے جو ان مشارق قدسی اور مطالع قدمی کے ظہور کا مقام ہے۔ اگرچہ یہ کینونات بد قدیمی بطن مادر سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن درحقیقت اَمر کے آسمانوں سے اترتے ہیں۔ اور اگرچہ زمین پر رہتے ہیں مگر رفرف معانی پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ اور گو لوگوں میں چلتے پھرتے ہیں، لیکن قرب کی ہواؤں میں بلند پرواز ہوتے ہیں۔ بلا پاؤں ہلائے ارض روح میں چکر لگاتے ہیں اور بغیر پروں کے احدیت کی سربلند چوٹیوں پہ اُڑتے ہیں"

ابر سے مُراد وہ امور ہیں جو لوگوں کے نفس اور اُن کی خواہشات کے خلاف ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس آیۂ قرآنی میں فرمایا ہے۔

افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون۔ (قرآن ۵۵-۵۶)

یعنی جب کبھی کبھی کوئی رسول تمہارے پاس تمہاری ہوائے نفسانی کے خلاف آیا تو تم نے تکبر کیا۔ اس کی نہ سُنی۔ اور اُن نبیوں میں سے بعض کو جھوٹا کہا۔ اور بعض کو قتل کیا۔

ایسے بادل مثلاً احکام کا بدلنا شریعت کا تبدیل ہو جانا مروجہ رسوم و قواعد کا منسوخ ہونا۔ عام مومنوں کا مخالف عالموں سے بڑھ جانا۔ اور ان کے علاوہ اس جمال ازلی کے ظہور کا حدودات بشری کے مطابق ہونا۔ مثلاً کھانا پینا مفلسی و امیری عزت و ذلت۔ سونا اور جاگنا وغیرہ وغیرہ اسی قسم کی اور باتیں جو لوگوں کو شبہ میں ڈالتی ہیں۔ اور انہیں ظہور پر ایمان

Marfat.com

لانے سے روکتی ہیں، جس طرح بادل لوگوں کے ظاہری سورج کے دیکھنے میں حائل ہوتے ہیں اسی طرح مذکورہ بالا حالتیں انہیں اس اصلی سورج کے سمجھنے سے محروم رکھتی ہیں۔

چنانچہ کتاب میں کافروں کی زبان سے یوں مذکور ہے۔
کافروں نے کہا یہ کس قسم کا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا جو اس کے ساتھ منادی کرتا۔ (قرآن ۲۵-۷)

چونکہ نبیوں میں ظاہری تنگدستی اور مصیبتیں نظر آتی تھیں اور ایسے ہی بدنی اور فطری ضروریات مثلاً بھوک پیاس، اور امراض اور اتفاقیہ واقعات ظاہر ہوتے تھے اس لئے ان پاک ہیاکل سے اس قسم کی باتیں ظاہر ہوتی دیکھ کر لوگ شک وگمان کے صحراؤں اور وہم و حیرانی کے بیابانوں میں حیران رہجاتے تھے کہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خدا کی طرف سے آئے اور زمین کی کل چیزوں پر اپنا غلبہ ظاہر کرے اور خود کو کل موجودات کی پیدائش کا باعث کہے جیسا کہ فرمایا۔ لولاک لما خلقت الافلاک (اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا) اور اس پر بھی وہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں مبتلا ہو جائے۔

چنانچہ ہر نبی اور اس کے اصحاب کی نفیری مذلت اور بیماریوں کی بات تو سنا ہی ہے ان کے دوستوں کے سر شہروں کو تحفہ کی طرح بھیجے جاتے تھے۔ اور انہیں اس بات سے روکا جاتا تھا جس پر وہ مامور کئے گئے تھے۔ ہر کوئی دشمنان دین کے ہاتھ میں مبتلا رہا یہاں تک

Marfat.com

کہ لوگ جو چاہتے تھے اُن سے سلوک کرتے تھے۔ اُن باتوں کو جو لوگوں کی خواہشات کے ناموافق اور خبیث نفوس کے خلاف ہوتی ہیں وہ قادر پروردگار معیار و میزان مقرر کر کے اپنے بندوں کا امتحان کرتا ہے اور سعید کو شقی اور مومن کو مخالف سے جدا کرتا ہے۔

یہ قول کہ وہ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا (الی آخر القول) ان فرشتوں سے مراد وہ اشخاص ہیں جو قوت روحانی کے وسیلہ صفات بشری کو عشق الٰہی کی آگ سے بھسم کر کے کروبین دعائین کی صفتوں سے متصف ہو جاتے ہیں۔

اُمت عیسیٰ نے چونکہ ان معنوں کو نہ سمجھا اور یہ نشانیاں جیسا کہ انہوں نے اور اُن کے علمار نے سمجھ رکھا تھا ظاہر میں نمودار نہ ہوئی تھیں اسلئے اس دن سے آج تک پاک مظاہر کو نہ مانا اور کل مقدس فیوضات سے محروم اور خدائی کلمات کے عجائبات سے محجوب رہے یہ تو اس روز قیامت میں لوگوں کی حالت ہے۔ اتنا نہیں جانتے کہ اگر ہر زمانہ میں ظہور کی علامتیں جیسی کہ لکھی ہیں عالم ظاہر میں ظاہر ہوتیں تو پھر کس کی مجال تھی کہ اعتراض و اعراض کرتا اس کے علاوہ سعید و شقی اور مجرم و متقی میں فرق کیسے ہوتا۔ مثلاً ذرا غور کریں کہ اگر یہ عبارتیں جیسے کہ انجیل میں لکھی ہیں برحسب ظاہر ظاہر ہوتیں اور فرشتے عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ظاہری آسمان سے ابر پر سوار اترتے تو کس کی مجال تھی کہ اُسے جھٹلاتا یا انکار اور غرور کے قابل ہوتا بلکہ نہ ماننا تو در کنار فی الفور کل دنیا میں ایسی تہلکہ پڑتی کہ کسی کے منہ سے ایک حرف بھی نہ نکل سکتا۔"

(کتاب ایقان انگریزی صفحہ ۶۷ تا ۸۰)

Marfat.com

ان بیانات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ابن آدم انسانی شکل میں آئے گا عورت کے بطن سے پیدا ہو گا۔ فقیر و اتی مظلوم ہو گا۔ روئے زمین اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوں گے یہ آمد کا طریقہ ہی وہ کسوٹی ہے جس سے وہ اہل زمین کو پرکھتا ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ جیسے گڈریا بھیڑوں کو بکریوں سے علیحدہ کرتا ہے وہ جن کی آنکھیں کھلی ہیں ان بادلوں کے پار دیکھ سکتے ہیں۔ اور قدرت اور بڑے جلال کا لطف اٹھاتے ہیں جس کا انکشاف کرنے کے لئے وہ آتا ہے۔ مگر جن کی آنکھیں تعصب و خطا سے بند ہیں وہ صرف تاریک بادلوں کو دیکھتے ہیں اور مبارک روشنی سے محروم ہو کر تاریکی میں ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں۔

"دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا۔ اور وہ میرے آگے میری راہ کو درست کرے گا۔ اور خداوند جس کی تلاش میں تم ہو اپنی ہیکل میں ناگہاں آئے گا۔ ہاں وہ پیغامبر میثاق بھی جس سے تم خوش ہو ۔۔۔۔۔۔ پر اس کے آنے کے دن میں کون ٹھہر سکے گا اور جب وہ ظاہر ہو گا کون ہے جو کھڑا رہے گا۔ کیونکہ وہ سنار کی آگ اور دھوبی کے صابن کی مانند ہے ۔۔۔۔۔ کیونکہ دیکھو وہ دن آتا ہے جو تنور کی مانند سوزاں ہو گا۔ تب سارے مغرور اور ہر ایک جو بدکاری کرتا ہے کھونٹی کے مانند ہوں گے ۔۔۔۔۔ لیکن تم پر جو میرے نام سے ڈرتے ہو آفتاب حقیقت طالع ہو گا۔ اور اس کے بازوؤں میں شفا ہو گی۔"

نوٹ :-

پیشنگوئی کے پورا ہونے کا مضمون اتنا وسیع ہے کہ اس کی کماحقہٗ شرح لکھنے کے لئے بہت سی کتابوں کی ضرورت ہے۔ اس پر

Marfat.com

ایک چھوٹا سا باب لکھنے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم ان معانی کا ایک مختصر سا خاکہ کھینچ دیں جو اہل بہآء کرتے ہیں۔ مفصل مکاشفات جو دانیال اور یوحنا پر وحی ہوئے ان کو ہم نے چھوا تک نہیں۔ اگر ناظرین ان کے معانی کو دیکھنا چاہیں تو کتاب مستطاب مفاوضات عبدالبہآء کا مطالعہ فرمائیں۔ جس میں ان مکاشفات کے چند ابواب کی تفسیر کی گئی ہے اور شرح آیات مورخہ جو مرزا ابوالفضائل کی لکھی ہوئی ہے۔ اور حضرت بہآء اللہ و حضرت عبدالبہآء کی متعدد الواح مبارکہ میں پیشینگوئیوں کے پورے ہونے کا حال درج ہے۔

Marfat.com

چودھواں باب

حضرت بہاء اللہ و عبدالبہاء کی پیشین گوئیاں

"اگر تو اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ ہم کس طرح جانیں کہ یہ خدا کا کلام ہے اگر کوئی نبی خدا کے نام سے کچھ کہتا ہے تو جو کچھ وہ کہتا ہے پورا نہ ہو اور ویسا ہی واقع نہ ہو تو سمجھ لو کہ اُس نے خدا کی طرف سے نہیں کہا۔ بلکہ یہ اُس نبی نے اپنے قیاس سے کہا ہے پس تو اُس سے مت ڈر" (استثنا باب ۱۸ آیت ۲۲)

کلام الٰہی کی قوت نفوذ

خدا اور صرف خدا ہی اس قوت کا مالک ہے کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور مظہرِ خدا کا سب سے بڑا ثبوت اُس کے کلام کی قوت نفوذ ہے یعنی کُل انسانی حرکات و سکنات میں اس کا نفوذ اور تمام انسانی مخالفوں پر

Marfat.com

اس کی فتح۔

اپنے مظہر کے ذریعہ ہی خدا اپنی مرضی کا اعلان کرتا ہے اور اس مظہر کے کلام کا فوراً یا مستقبل میں پورا ہونا ہی اس مظہر الٰہی کے صدق الہام کا اور اس مظہر کے دعوائے مظہریت کا صاف صاف ثبوت ہے۔

"کیونکہ جس طرح آسمان سے بارش ہوتی اور برف پڑتی ہے اور پھر یہ دونوں وہاں (آسمان پر لوٹ کر) نہیں جاتے بلکہ زمین کو بھگوتے ہیں اور اس کی شادابی اور روئیدگی کے باعث ہوتے ہیں۔ تاکہ بونے والے کو بیج اور کھانے والے کو روٹی دیں۔ اسی طرح میرا کلام جو میرے منہ سے نکلتا ہوگا وہ میرے پاس بے انجام نہ پھرے گا۔ بلکہ جو کچھ میری خواہش ہوگی اسے پورا کرے گا۔ اور اس کام میں جس کے لئے میں نے اسے بھیجا ہے مؤثر ہوگا۔" (اشعیا باب ۵۵۔ آیت ۱۰-۱۱)

جب یوحنا بپتسمہ دینے والے کے شاگردوں نے حضرت مسیح سے سوال کیا۔ کیا تو وہی ہے جسے آنا ہے یا ہم کسی دوسرے کا انتظار کریں۔"

حضرت مسیح کا جواب فقط یہی تھا کہ آپ نے اپنے کلام کے نفوذ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"یسوع نے جواب میں اُن سے کہا کہ جو کچھ تم سنتے اور دیکھتے ہو جا کر یوحنا سے بیان کرو کہ اندھے دیکھتے اور لنگڑے چلتے پھرتے ہیں۔ کوڑھی پاک و صاف کئے جاتے۔ اور بہرے سنتے ہیں اور مردے زندہ کئے جاتے ہیں اور غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی ہے اور مبارک ہے وہ جو میرے سبب سے ٹھوکر نہ کھائے۔" ......

[illegible]

آؤ اب ہم حضرت بہاء اللہ کے کلام [illegible] بغور دیکھیں جو کلام الٰہی کا طرۂ امتیاز ہے۔

حضرت بہاء اللہ نے بادشاہوں کو صلح اکبر قائم کرنے کا حکم دیا۔ مگر سنہ ۱۸۶۹-۷۰ء کی جنگ کے بعد جنگ کو اور طول دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے قدیم شاہی خاندان ملیا میٹ ہو گئے۔ اس کے بعد ہر ایک پے در پے آنے والی جنگ میں فتح کے نتائج کم ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ سنہ ۱۹۱۴ء تا ۱۸ء کی جنگ یورپ نے اس عجیب و تاریخی حقیقت کو واضح و روشن کر دیا کہ جنگ فاتح و مفتوح دونوں کیلئے یکساں تباہ کن ہے۔

حضرت بہاء اللہ نے بادشاہوں کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ اپنی رعایا کے حافظ و حارث بنیں اور سیاسی قوت کو سچی رفاہ عام کا ذریعہ بنائیں۔ اس کا نفوذ یہ ہوا کہ سوسائٹی کی بہبودی کے لئے اتنے قوانین بن چکے ہیں کہ پہلے کبھی نہ بنے تھے۔ جو اس روحانی حکم کی اطاعت سے قاصر رہے وہاں انقلابات ہوئے اور نئی حکومتیں برسر اقتدار ہوئیں جنہیں اختیارات نمائندگان پبلک کے ہاتھ میں چلے گئے۔

حضرت بہاء اللہ نے حکم دیا کہ دولت و افلاس کی حدود معین ہونی چاہئیں اسی وقت سے معاش کے کمترین میزان قائم کرنے اور آمدنی سے کمائی ہوئی دولت پر تدریجی محصول لگانے اور وراثت پر ٹیکس عائد کرنے کے قوانین پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔

حضرت بہاء اللہ نے حکم دیا کہ غلامی اور اقتصادی غلامی دونوں کو اڑا دینا چاہئے۔ اسی وقت سے دنیا کے تمام ملکوں میں آزادی کے لئے جد و جہد زور شور سے ہو رہی ہے۔

حضرت بہاء اللہ نے حکم دیا کہ مرد و عورت مساوی ہیں اور انہیں یکساں ذمہ داریاں اور یکساں حقوق و رعایات دینی چاہئیں اسی وقت سے وہ بیڑیاں جنہیں عورتیں مدتہائے دراز سے جکڑی ہوئی تھیں پارہ پارہ ہو رہی ہیں اور عورتیں

Marfat.com

جلد جلد مردوں کے مساوی حصہ داری کے حق حاصل کر رہی ہیں۔
حضرت بہآء اللہ نے تمام ادیان کی بنیادی وحدت کا اعلان فرمایا اسی وقت سے دنیا کے تمام ملکوں میں مخلص لوگ بردباری باہمی فہم تفہیم اور عالمگیر مقاصد کیلئے اشتراک عمل کی مستقل کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ فرقہ وارانہ روش ہر جگہ کھوکھلی ہوگئی ہے اور اس کی بنیاد روز بروز کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ دین میں میں تعصب کی جڑوں کو بھی ان ہی قوتوں نے برباد کیا ہے جنہوں نے قومیت کو زندہ رہنے کے ناقابل کر دیا ہے۔
حضرت بہآء اللہ نے حکم دیا کہ تعلیم عام ہونی چاہئے اور روحانی پختگی کا ثبوت حقیقت کی آزادانہ تلاش کو مقرر فرمایا۔ اس نئے خمیر نے موجودہ تہذیب کی گہرائیوں میں ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ بچوں کے لئے لازمی تعلیم اور بالغوں کی تعلیم کے لئے آسانیوں کی توسیع اب حکومتوں کی ابتدائی حکمت عملی ہو گئی ہے جن قوموں نے جان بوجھ کر اسی حکمت کے ذریعہ اپنے لوگوں میں روح وعقل کی آزادی پر رکاوٹیں لگانے کی کوشش کی ہے ان کے اندر انقلاب اور بیرونی ملکوں میں شک وخوف پیدا ہو گئے ہیں۔
حضرت بہآء اللہ نے حکم دیا کہ ایک عالمگیر امدادی زبان اختیار کی جائے ڈاکٹر زمامن آف اور دوسروں نے آپ کی نیابتی۔ اور اپنی ذہانت و زندگی کو اس بڑے کام پر لگا دیا سب سے بڑھ کر حضرت بہآء اللہ نے انسانوں میں ایک نئی روح پھونکی جس نے ان کے دلوں میں نئی امنگیں پیدا کیں اور معاشرت و سوسائٹی کے لئے نئے اصول قائم کئے تمام تاریخ میں کوئی چیز اتنی حیرت انگیز اور اس قدر مؤثر نہیں ہے جتنا کہ واقعات کا وہ سلسلہ ہے جو ۱۸۴۴ء یعنی بہآئی عصر کے آغاز سے ظہور پذیر ہوا اور زمانہ ماضی کی وہ

Marfat.com

قوت جو دقیانوسی خیالات۔ عادات، رسوم و عادات کے وسیلہ سے جاری رہی۔ سال بہ سال کمزور ہوتی جا رہی ہے حتیٰ کہ اس وقت ہر ایک دانشمند مرد و عورت دنیا بھر میں یہ سمجھ گیا ہے کہ نوع انسان اس وقت ایک نہایت ہی نازک وقت سے گزر رہی ہے۔ ایک طرف تو ہم ایک نئی مخلوق دیکھ رہے ہیں جو ارتقا کے اس سچے راستہ پر پیدا ہو رہی ہے جسے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کی روشنی نے واضح و روشن کر دیا ہے دوسری طرف جہاں اس روشنی کی مخالفت کی جاتی ہے یا اس سے لاپروائی برتی جا رہی ہے۔ ہم سوائے بربادی اور مایوسی کے اور کچھ نہیں دیکھتے۔

باوجود ان آثار اور دیگر بے شمار علامات کے جو اگرچہ بہت موثر ہیں پھر بھی ایک وفادار بہائی کے لئے حضرت بہاء اللہ کی روحانی عظمت کا اصلی معیار نہیں ہو سکتی۔ آپ کی اس کرۂ زمین پر معیار زندگی اور آپ کے آسمانی کلام کی قوت ہی فقط مشیت الٰہی کا سچا معیار ہے۔

حضرت بہاء اللہ کی زیادہ مفصل پیشگوئیوں اور اُن کے پورا ہونے کا مطالعہ ہمارے بیان کی طاقت ور شہادت دے گا۔ ان پیشگوئیوں میں سے اب ہم چند کا ذکر یہاں کرتے ہیں ان کی صحت و توثیق میں البتہ کوئی کلام نہیں۔

یہ پیشگوئیاں پورے ہونے سے بہت پہلے طبع و نشر ہو چکی تھیں۔ الواح سلاطین جن میں اکثر یہ پیشگوئیاں نازل ہوئی ہیں ایک کتاب میں جمع کی گئی تھیں۔ اور دوسری الواح کے ساتھ چالیس برس پہلے بمبئی میں سورۃ الہیکل نامی کتاب کے ساتھ چھاپی گئی تھیں۔ اس کے بعد اس کتاب کے متعدد ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ حضرت بہاء اللہ کی پیشگوئیوں

Marfat.com

کے بعد ہم حضرت عبدالبہاء کی بھی چند مشہور پیشگوئیوں کو درج کرینگے۔

نپولین سوئم

۱۸۶۹ء میں حضرت بہاء اللہ نے اس شہنشاہ فرانس کو ایک لوح بھیجی جس میں اسے اس کی جنگجویانہ خواہش پر، اور پہلی ایک لوح کی توہین بارے میں سرزنش کرتے ہوئے فرمایا۔

"تیسنے جو کچھ کام کیا اس کے سبب معاملات تیری حکومت میں بگڑ جائیں گے۔ اور تیرے عمل کی پاداش میں ملک تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ پھر تو اپنے آپ کو کھلے خسارہ میں پائیگا اور وہاں تمام گروہوں کو انقلابات گھیر لیں گے۔ بجز اس صورت کے کہ تو اس امر کی مدد پر قائم ہو جائے اور اس سیدھی راہ میں روح کی پیروی کرے۔

کیا تجھے اپنی عزت پر گھمنڈ ہے۔ مجھے اپنی پایندہ زندگی کی قسم تیری عزت دائمی نہیں ہے۔ اور عنقریب زوال پذیر ہو گی بجز اس حالت کے کہ تو اس مضبوط رسی کو تھام لے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ذلت تیرے پیچھے دوڑی چلی آرہی ہے۔ اور تو بے خبر ہے۔

نپولین نے جو اس وقت اپنی طاقت کے عین عروج پر تھا اس تنبیہ کی کچھ پرواہ نہ کی دوسرے برس وہ پرشیا سے برسرپیکار ہوا اور اس بات کا پورا گھمنڈ رکھتا تھا کہ اس کی وسیع اور آزمودہ کار فوجیں فوراً برلن میں پہونچ جائیں گی۔ مگر جس ذلت کی خبر حضرت بہاء اللہ نے اسے دی تھی اس نے آ گھیرا۔ ساربرک، ویزنبرگ، اور میٹز پر شکست کھا کر سیڈان پر آخر ایسی فاش شکست کھائی کہ خود بھی قید ہو گیا۔ جرمن اپنے قیدی کو اپنے ملک پرشنا میں لے گئے۔ اور ... مغرور، متکبر شہنشاہ کا خاتمہ دو سال بعد

Marfat.com

نہایت ذلیل حالت میں انگلستان میں ہوا۔

جرمنی

حضرت بہآءاللہ نے نیپولین پر غالب آنے والے کو بھی کچھ دیر بعد ایسی ہی سخت تنبیہ کی۔ اور اس نے بھی آپ کی تنبیہ پر کچھ توجہ نہ کی۔ اور آخرکار اس کا انجام بھی ایسا ہی خوفناک ہوا۔ کتاب اقدس میں جو اڈریانوپل میں نازل ہونی شروع ہوئی اور عکا کی قید کے پہلے برسنین میں ختم ہوئی قیصر جرمنی کو یوں خطاب کیا گیا ہے۔

اے بادشاہ برلن! ...... اس کی حالت کو یاد رکھ جو شان میں تجھ سے کہیں بڑا تھا (یعنی نپولین ثالث) اور جس کا درجہ تجھ سے بہت اعلیٰ تھا۔ وہ اب کہاں ہے؟ اس کے مقبوضات کیا ہوئے؛ متنبہ ہو، اور انہیں سے نہ ہو جو غافل ہیں۔ اس نے خدا کی لوح کو پیچھے پھینک دیا۔ جب کہ ہم نے اسے اس بات کی اطلاع دی جو ظالموں کے گروہ سے ہم پر وارد ہوا۔ پس ذلت نے اسے سب اطراف سے گھیر لیا۔ حتیٰ کہ وہ خسروان عظیم کے ساتھ خاک کی طرف لوٹ گیا۔

اے بادشاہ، اس پر خوب غور کر۔ اور ان پر جو تجھ جیسے ہیں۔ جنہوں نے ملک تسخیر کئے۔ اور خدا کے بندوں پر حکمرانی کی خدا انہیں محلوں سے قبروں لے گیا۔ عبرت پکڑ اور ان میں سے ہو جا جو خدا سے ڈرتے ہیں ......

اے دریائے رائن کے کنارو! ہم تمہیں خون سے تر دیکھتے ہیں کیونکہ سزا و جزا کی تلواریں تم پر کھینچی گئی ہیں۔ اور دوسری بار پھر ایسا ہی ہو گا۔ ہم برلن کی چیخ و پکار سن رہے ہیں۔ اگرچہ آج وہ ظاہرہ عزت و جلال میں ہے۔"

Marfat.com

۱۸۱۴ء سے ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کی جرمنی فتحمندیوں کے وقت خصوصاً ۱۹۱۸ء کی موسم بہار میں جرمن افواج کی عظیم یلغار کے موقع پر ایران کے مخالفین امر بہائی نے اس پیشینگوئی کو نہایت وسیع پیمانہ پر شائع کیا یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت بہاء اللہ نے یہ پیشینگوئی جھوٹی کی تھی۔ مگر جب فتحمند جرمنوں کی یہی یلغار دفعتہً ان کی سب سے بڑی شکست میں بدل گئی تو امر بہائی کے مخالفین کی کوششیں الٹی انہیں پر پڑیں اور وہ شہرت جو انہوں نے خود اس پیشینگوئی کو دی۔ ایران میں امر اللہ کے پھیلنے میں ممد ثابت ہوئی۔

ایران

کتاب اقدس میں جو ظالم مظفر الدین شاہ کی سلطنت کے عروج کے وقت لکھی گئی تھی حضرت بہاء اللہ طہران کو جو ایران کا دار السلطنت اور آپ کے پیدا ہونے کی جگہ ہے برکت دیتے ہوئے فرماتے ہیں

اے طا (طہران) کی زمین! تو کسی باعث سے رنجیدہ نہ ہو خدا نے تجھے دنیا کی فرحت کا مطلع بنایا ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو تیرے تخت کو ایک ایسے شخص سے برکت دیگا۔ جو عدل سے حکومت کریگا اور خدا کی بھیڑوں کو جمع کرے گا جنہیں بھیڑیوں نے پراگندہ کر دیا ہے بیشک وہ اہل بہاء کے ساتھ خوشی اور کشادگی کے ساتھ معاملہ کرے گا۔ دیکھو وہ خدا کے نزدیک جوہر خلق میں سے ہے ...... خوش ہو کہ خدا نے تجھے افق نور بنایا کیونکہ تو مطلع ظہور کے پیدا ہونے کی جگہ ہے...... جلد ہی امور تجھ میں منقلب ہو نگے اور جمہور تجھ پر حکمران ہوں گے بیشک تیرا خدا جاننے والا اور کل چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے اپنے پروردگار کے فضل سے

Marfat.com

اطمینان رکھ۔ بیشک وہ اپنی مہربانی کی آنکھوں کو کبھی تجھ سے الگ نہ کرے گا۔ اضطراب کے بعد ہی اطمینان تجھ کو نصیب ہو گا۔ اس طرح کتاب بدیع میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ (گلینگز صفحہ ۱۱۰)

ابھی ایران اس اضطراب سے ہی نکل رہا ہے جس کی حضرت بہاء اللہ نے خبر دی تھی۔ پارلیمنٹری حکومت قائم ہو گئی ہے اور آثار کثرت سے بتا رہے ہیں کہ بہتر زمانہ کچھ دور نہیں۔

ترکی

حضرت بہاء اللہ نے سلطان ترکی اور اس کے وزیر علی پاشا کو ۱۸۶۸ء میں جب آپ ترکوں کے ایک قید خانہ میں مقید تھے نہایت تہدید آمیز تنبیہات لکھ کر بھیجیں۔ عکا کے بارکوں سے سلطان کو آپ نے لکھا کہ:-

اے وہ شخص! جو خود کو سب بندوں سے اعلیٰ سمجھتا ہے...... جلد ہی تیرا نام مٹ جائے گا اور تو اپنے آپ کو ایک بڑے گھاٹے میں پائے گا تو سمجھتا ہے کہ یہ دنیا کا مصلح اور اسکو زندہ کرنے والا (یعنی حضرت بہاء اللہ) مفسد و مقصر ہے۔ ان عورتوں، شیر خوار اور بیمار بچوں نے کیا قصور کیا ہے کہ تیرے قہر و غضب کے تیروں کا نشانہ بن رہے ہیں، کسی مذہب و ملت میں بچے ذمہ دار نہیں ٹھہرائے گئے۔ حکم خدا کے قلم نے تو انہیں چھوڑ دیا مگر تیری ظلم و ستم کی آگ نے انہیں گھیر رکھا ہے........

اس گروہ کو جنہوں نے کبھی تیری بادشاہت میں کوئی مخالفت نہیں کی۔ اور نہ ہی تیری حکومت کے خلاف کوئی جرم کیا کہ بعد مدت دن یاد خدا میں گوشہ نشین رہتے تھے تو نے پائمال

Marfat.com

کیا۔ اور جو کچھ وہ رکھتے تھے تیرے ظلم کی دست درازیوں سے باقی نہ بچا ۔۔۔۔۔۔۔ خدا کے نزدیک ایک مٹھی بھر خاک تیری حکومت اور عزت و دولت سے بڑھ کر ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں ریت کے ذروں کی طرح بکھیر دے۔ وہ وقت دور نہیں جب اس کا قہر تجھ پر نازل ہو گا فساد تم میں رونما ہو گا اور تمہارے ممالک کے حصے بخرے کر لئے جائیں گے۔ تب تم گریہ وزاری کرو گے اور کوئی مددگار و یار نہ پاؤ گے ۔۔۔۔۔۔۔ منتظر رہو غضب الٰہی تیار ہے بہت جلد تو وہ چیزیں دیکھ لے گا۔ جو قلم امر سے نازل ہوتی ہیں۔"

(سٹار آف دی ویسٹ جلد دوم صفحہ ۳)

علی پاشا وزیر اعظم ترکی کو آپ نے لکھا۔

اے رئیس تو نے وہ عمل کیا جس سے محمد رسول اللہ فردوس اعلیٰ میں رو پڑے دنیا نے تجھے اتنا مغرور بنا دیا ہے کہ تو اس چہرے سے روگردان ہوا جس کے نور سے ملاء اعلیٰ کے لوگ منور ہوئے جلد ہی تو اپنے آپ کو ایک بڑے خسارے میں پائے گا۔ تو نے شاہ ایران کے ساتھ مل کر مجھے گزند پہنچانے کی ٹھانی۔ حالانکہ میں تیرے پاس مشرق اقتدارات ایک ایسے امر کے ساتھ آیا ہوں جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں جو خدا کے برگزیدہ بندے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ تو اس آگ کو بجھا سکتا ہے جسے خدا نے عالم میں روشن کیا ہے؟ نہیں۔ اس کی نفس حق کی قسم جبکہ تو نے کیا اس سے اس کا شعلہ اور چمک گیا۔ اور آگ بھڑک اٹھی۔ وقت دور نہیں کہ یہ تمام دنیا اور اس کے رہنے والوں کو

Marfat.com

گھیرے گی .... تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ارض سر (اڈریانوپل) اور دوسرے مقامات بدل جائینگے۔ اور سلطان کے ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔ انقلاب رونما ہوگا۔ آہ و بکا کی آواز بلند ہوگی۔ تمہارے ممالک میں ابتری ظاہر ہوگی۔ اور امور درہم برہم ہو جائیں گے۔ یہ اس سبب سے ہوگا جو ظالموں کی افواج نے ان قیدیوں (یعنی حضرت بہاء اللہ اور آپ کے ہمراہیوں) کے ساتھ سلوک کیا۔ حکومت بدل جائے گی اور حالات اس حد تک بُرے ہو جائینگے کہ ویران پہاڑیوں پر ریت نوحہ گری کرے گا۔ پہاڑوں پر درخت روئینگے اور سب چیزوں سے خون بہے گا۔ اور لوگ نہایت اضطراب میں گرفتار ہوں گے۔ ...... اس طرح اس علیم و حکیم نے فیصلہ کیا ہے کہ جس کے حکم کا مقابلہ زمین و آسمان کی افواج نہیں کر سکتیں۔ نہ اُسے سب بادشاہ اور حکمران اس بات کے کرنے سے روک سکتے ہیں۔ جو وہ چاہتا ہے۔ بلائیں اس چراغ کا روغن ہیں اور اُن ہی سے اُسکا نور زیادہ ہوتا ہے۔ اگر تم جاننے والوں میں سے ہو تو سمجھ لوگے۔ ظالموں کی مخالفتیں درحقیقت اس امر کی منادی ہیں اور ان کے ذریعہ خدا کا ظہور اور اس کا امر دُنیا کے لوگوں میں زیادہ وسعت کے ساتھ پھیلتا گیا۔"

کتاب اقدس میں فرماتے ہیں۔

اے نقطہ جو دو سمندروں کے کناروں پر واقع ہے (قسطنطنیہ) ظلم کا تخت تجھ میں قائم کیا گیا ہے۔ اور بغض کی آگ تجھ میں جلائی جا رہی ہے اس حد تک کہ ملاء اعلیٰ اور عرش معلیٰ کے طواف

Marfat.com

کہنے والے اس سے نوحہ کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جاہل تجھ میں عاقل پر حکمرانی کر رہا ہے اور تاریکی نور پر شیخی مار رہی ہے اور بیشک تو صاف اور صریح غرور میں پڑا ہوا ہے۔ کیا تجھے تیری ظاہرہ زینت نے مغرور بنا دیا ہے؟ مخلوقات کے پروردگار کی قسم! تو جلد ہی تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ اور تیری بیٹیاں اور بیوائیں اور وہ جو تجھ میں رہتے ہیں آہ و زاری کرینگے۔ اس طرح خدائے علیم و خبیر تجھے پہلے سے خبر دیتا ہے۔"

یہ تنبیہات نازل ہونے کے بعد سے جو لگاتار بلائیں اس عظیم الشان سلطنت پر نازل ہوئیں وہ خود ان پیشنگوئیوں کی ایک بولتی ہوئی تفسیر ہیں۔

امریکہ کتاب اقدس میں جو تقریباً پچاس برس قبل نازل ہوئی تھی۔ امریکہ سے یہ خطاب ہوتا ہے

"اے حکمرانانِ امریکہ و رئیسانِ جمہوریہ .... اس آواز کو سنو جو مطلع کبریا سے بلند ہوئی ہے یہ کہ کوئی خدا نہیں مگر میں اعلیٰ و علیم۔ عدل کے ہاتھوں سے ٹوٹے ہوئے اعضاء کو باندھو اور اپنے پروردگار آمر و حکیم کے احکام کے عصا سے ظالم کے مضبوط اعضاء کو توڑ دو۔"

حضرت عبدالبہاء نے سفر امریکہ کے دوران میں اپنے اکثر خطابات میں اپنی امید و دعا و یقین کا اظہار فرمایا کہ عالمگیر امن کا جھنڈا پہلے امریکہ سے بلند ہو گا۔

سنسناٹی (اوہایو) میں ۵ نومبر ۱۹۱۲ء کو خطاب فرماتے ہوئے آپ نے کہا۔

"امریکہ ایک شریف قوم ہے جو تمام دنیا کے لئے امن کی علمبردار ہے۔ جس کی روشنی تمام اقالیم پر پڑ رہی ہے۔ آیالات امریکہ کی طرح دوسری ...

Marfat.com

ملکی رشتہ دوانیوں سے آزاد اور بری نہیں ہیں۔ اسلئے وہ عالمگیر امن کو نہیں لا سکتیں مگر خدا کا شکر کہ امریکہ کی تمام دنیا سے صلح ہے اور یہ قوم عالمگیر برادری اور عالمگیر صلح کا جھنڈا بلند کرنے کے قابل ہے۔ جب امریکہ عالمگیر امن کا جھنڈا بلند کرے گا تو باقی تمام دنیا پکار اٹھے گی ہمیں منظور ہے، تمام دنیا کی اقوام حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کو جو پچاس برس پہلے نازل ہوئی تھیں اختیار کریں گی اپنی الواح میں آپ تمام دنیا کی پارلیمنٹوں کو دعوت کرتے ہیں کہ وہ اپنے بہترین دانشمندوں کو ایک بین الاقوامی پارلیمنٹ میں جمع کریں جو اقوام کے تمام جھگڑوں کا فیصلہ کریں اور امن کو قائم کریں۔ ۔۔۔۔۔ تب نوع انسان کی وہ پارلیمنٹ قائم ہوگی جو انبیاء نے رویاؤں میں دیکھی تھی۔"
(سٹار آف دی ویسٹ جلد ۹ صفحہ ۸)

حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء کی نصیحتوں کو ایک بہت بڑی حد تک بہائیت امریکہ نے قبول کیا۔ اور دنیا کے کسی ملک نے بہائی تعلیمات کو ایسی سرعت سے قبول نہیں کیا جیسا کہ اس ملک نے کیا ہے۔
تمام اقوام عالم کو صلح عمومی کی انجمن بنانے کی دعوت دینے کی ذمہ داری کو ابھی اس ملک (امریکہ) نے بھی قبول نہیں کیا ہے۔ اہل بہاء نہایت شوق سے منتظر ہیں کہ دیکھیں آئندہ کیا ہوتا ہے۔

جنگ عظیم حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء نے حیرت انگیز صحت اور صفائی کے ساتھ سنہ ۱۹۱۴ء سے سنہ ۱۹۱۸ء کے جنگ عظیم کی پیشگوئی فرمائی ۲۶ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء کو سیکرمنٹو کیلیفورنیا میں حضرت عبدالبہاء نے فرمایا۔

Marfat.com

"یورپ اسوقت ایک بارود خانہ بن رہا ہے یہ کبھک سے پھٹنے والے بم کے ایک ذخیرہ کی طرح ہے جسے صرف ایک چنگاری تمام یورپ کو آگ لگا سکتی ہے۔ خصوصًا اس وقت جب کہ بلقان کا قضیہ دُنیا کے سامنے ہے۔"

امریکہ اور یورپ کے بہت سے خطابات میں آپ نے ایسی ہی تنبیہات فرمائیں۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو کیلیفورنیا کے ایک دوسرے خطاب میں آپ نے فرمایا۔

"ہم اس جنگ عظیم کے قریب ہیں جس کا ذکر مکاشفہ یوحنا کے سولہویں باب میں کیا گیا ہے۔ اب سے صرف دو سال کا عرصہ باقی ہے۔ تب صرف ایک چھوٹی سی چنگاری تمام یورپ میں آگ لگا دے گی۔"

تمام ممالک میں معاشرتی اضطراب، اور وہ روز افزوں دینی غفلت جن کا روحانی بیداری سے پہلے ہونا ضروری ہے اسوقت موجود ہیں۔ اور بائبل اور مکاشفہ کی پیشگوئیوں کے مطابق تمام یورپ میں آگ لگا دیگی ۱۹۱۷ء تک تمام شخصی بادشاہتیں مِٹ جائیں گی اور انقلابات کے بھونچال زمین کو ہلا دیں گے۔"

(مسز کارن ٹرُو کا بیان از اخبار انتشور راوڈ بیسکا نو مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۲ء)

جنگ عظیم کے بہت قریب کے دنوں میں آپ نے فرمایا۔

"تمام متمدن اقوام کی ایک عام جنگ نہایت قریب ہے۔ ایک عظیم انقلاب جلد آنے والا ہے۔ دُنیا ایک دل ہلا دینے والی لڑائی کی لپیٹ میں ہے۔ عظیم افواج لکھوکھا انسان جنگ کے لئے بلائے جا رہے ہیں۔ اور ملکوں کی سرحدوں پر متعین کئے جا رہے ہیں۔ انھیں خوفناک جنگ

Marfat.com

کے لئے تیار کیا جارہا ہے۔ ایک خفیف سی رگڑ ان میں ایک خوفناک دھماکا پیدا کرے گی اور پھر ایک ایسی آگ لگے گی جس کی نظیر نوع انسان کی پچھلی تاریخ میں کہیں نہ ملے گی۔

(حیفہ اگست ۳ / ۱۹۱۲ء اسٹار آف دی ویسٹ جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

جنگ کے بعد معاشرتی آفتیں

حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء نے ایک نہایت عظیم معاشرتی انقلاب کے بارہ میں بھی پیشنگوئیاں کیں۔ اور فرمایا کہ یہ انقلاب اس بے دینی جہالت مذہبی دیوانگی توہمات اور تعصبات کا نتیجہ ہوگا۔ جو اس وقت دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ جنگ عظیم اس انقلاب کا ایک پہلو تھا۔

ایک لوح ..... جنوری ۱۹۲۰ء میں حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں

اے حق کے پرستارو! اے نوع انسان کے خادمو! آپ کے نیک خیالات اور اعلیٰ ارادوں ..... کی پاک خوشبوئیں مجھ تک پہنچی ہیں محسوس کر رہا ہوں کہ میری روح مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں یہ خط آپ کو لکھوں۔

ذرا اپنے دلوں میں سوچیں کہ دنیا مصیبت و ابتلا میں کس قدر غرق ہو رہی ہے۔ زمین کی قومیں کس طرح انسانی خون سے لتھڑی ہوئی ہیں بلکہ ان کی زمین خون کے لوتھڑے بن گئی ہے۔ جنگ کے شعلوں نے ایسی عالمگیر آگ لگائی ہے کہ دنیا نے نہ تو اپنے اوّل زمانہ میں نہ درمیانی زمانہ میں اور نہ ہی موجودہ زمانہ میں اس کی مانند دیکھی تھی۔ جنگ کی چکی نے بے شمار انسانی کھوپڑیوں کو پیکر خاک بنا دیا۔ نہیں نہیں ان کی جو اس جنگ کی

Marfat.com

بھینٹ چڑھے اس سے بھی بُری حالت ہوئی۔ آباد ملک ویران بنا دئے، شہر سطح زمین کے برابر کر دئے گئے۔ اور آباد و خوشحال گاؤں کھنڈر بنا کر پھینک دئے گئے۔ باپ اپنے بیٹوں کو رو رہے ہیں اور بیٹے بے باپ کے ہو گئے ہیں مائیں اپنے جوان بیٹوں کے لئے خون کے آنسو بہا رہی ہیں ننھے بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ اور عورتیں بے گھر و بے در ماری ماری پھر رہی ہیں۔ مختصراً نوع انسان ہر پہلو سے ذلیل کر دی گئی ہے۔ یتیموں کا آہ و نالہ بلند ہے۔ ماؤں کے بین دلخراش ہیں اور ان کی گونج آسمان تک پہونچ رہی ہے۔"

ان تمام واقعات کا اصلی سبب جنسی۔ قومی۔ دینی۔ اور سیاسی تعصب ہے اور ان تمام تعصبات کی جڑ وہ دقیانوسی راسخ روایات ہیں۔ خواہ وہ جنسی ہوں یا دینی قومی ہوں۔ یا سیاسی۔ جب تک یہ روایات قائم رہیں گی انسانی عمارت کی بنیاد غیر محفوظ رہے گی۔ اور خود نوع انسان ہمیشہ خطرے میں رہے گی۔

آج اس نورانی عصر میں جب کہ تمام موجودات کے جوہر ظاہر کر دئے گئے اور تمام مخلوقات کے پوشیدہ راز افشا ہو چکے ہیں جب کہ سچائی کی صبح کی روشنی نے دنیا کی تاریکی کو پھاڑ کر ایسی روشنی میں تبدیل کر دیا ہے۔ کیا یہ موزوں و مناسب ہے کہ ایسی خوفناک غارت گری جس نے دنیا کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے واقع ہونے دیا جائے۔ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہ ہونا چاہئے۔

حضرت عیسےٰ نے تمام دنیا کے لوگوں کو امن و میل ملاپ کی دعوت دی آپ نے پطرس کو حکم دیا کہ اپنی تلوار کو میان میں رکھے یہ تو آپ کی مرضی اور تعلیم تھی مگر آج وہ جو آپ کے نام لیوا ہیں تلواریں ننگی کئے ہوئے ہیں۔ انجیل کی عبارت اور ان کے عمل کے درمیان کتنا بڑا فرق ہے۔

Marfat.com

ساٹھ سال ہوئے حضرت بہاء اللہ آفتاب درخشاں کی طرح
افق ایران سے طالع ہوئے اور اعلان فرمایا کہ دنیا تاریکی میں لپٹی ہوئی ہے۔
اور اس تاریکی کے نتائج خطرناک ہونگے۔ اور آخر کار ایک خوفناک جنگ ہوگی
عکا کے قید خانہ سے آپ نے شہنشاہ جرمنی کو صاف صاف الفاظ میں سرزنش
فرمائی اور لکھا کہ ایک جنگ ہوگی اور برلن میں آہ وزاری کی آواز بلند ہوگی۔
عکا کے قلعہ میں سلطان ترکی کا مظلوم قیدی ہوتے ہوئے آپ نے صریح اور زوردار
الفاظ میں اس کو لکھا کہ قسطنطنیہ میں سخت ابتری رونما ہوگی۔ یہاں تک کہ اس کی
عورتوں اور بچوں کی آہ وزاری بلند ہوگی۔ مختصراً آپ نے دنیا کے سب حاکموں
اور بادشاہوں کو الواح لکھیں اور ان میں جو پیشینگوئیاں آپ نے کی تھیں
وہ سب پوری ہوئیں۔ آپ کے نورانی قلم سے جنگ کے روکنے کی تعلیمات
ظاہر ہوئیں جن کو دنیا میں دور دور منتشر کیا گیا۔

آپ کی اول تعلیم حقیقت کی تلاش ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اندھی تقلید
انسان کی روح کو مار ڈالتی ہے۔ مگر حقیقت کی تلاش دنیا کو تعصب کی تاریکی
سے نجات دیتی ہے۔

آپ کی دوسری تعلیم نوع انسان کی وحدت ہے تمام انسان ایک گلے کی
طرح ہیں۔ اور خدا مشفق گلہ بان ہے خدا ان پر بہت مہر و کرم کرتا ہے اور ان
سب کو ایک سمجھتا ہے "تو خدا کی مخلوق میں کوئی فرق نہ پائے گا" وہ سب
اس کے بندے ہیں اور اس کے تفضل کے محتاج ہیں۔

آپ کی تیسری تعلیم یہ ہے کہ دین نہایت مضبوط قلعہ ہے اسے اتحاد کا موجب
ہونا چاہئے نہ کہ نفرت و دشمنی کا اگر اس سے نفرت و دشمنی حاصل ہوتی ہو تو
بے دین رہنا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ دین بمنزلہ علاج ہے وہ اگر بیماری کو بڑھائے

Marfat.com

کا سبب ہو تو اس کو ترک کر دینا ہی بہتر ہے"

اسی طرح دینی، جنسی، قومی، اور سیاسی تعصبات انسانی سوسائٹی کی بنیاد کو اکھاڑنے والے ہیں۔ سب کا نتیجہ خونریزی اور نوع انسان کی ویرانی ہے۔ جب تک یہ موجود ہیں جنگ کا خوف قائم رہے گا سب سے بڑا علاج تعلیم اکبر ہے اور یہ تمام قوموں اور حکومتوں کی نمائندہ عدالت عالیہ کے قائم ہونے پر حاصل ہو گی۔ تمام قومی اور بین الاقوامی جھگڑے اس عدالت کے سامنے پیش ہوں گے اور جو کچھ فیصلہ یہ کرے گی وہ جاری ہو گا۔ اگر کوئی حکومت یا قوم سرکشی کرے گی تو تمام دنیا اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہو گی۔

آپ کی ایک تعلیم عورت و مرد کے حقوق کی مساوات ہے۔ اسی طرح ایسی ہی آپ کی اور بہت سی تعلیمات جو آپ کے قلم سے نازل ہوئیں۔

اب یہ ظاہر روشن ہو گیا ہے کہ یہ اصول دنیا کی روح رواں ہیں اور اس کی روح کے صحیح مجسمہ ہیں۔ اب آپ جو نوع انسان کے خادم ہیں لازم ہے کہ دل و جان سے کوشش کریں اور دنیا کو انسانی تعصب اور مادیت کی تاریکی سے آزاد کر دیں تاکہ یہ خدا کے شہر کے نور سے روشن و منور ہو جائے۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ دنیا کے مختلف ادیان، اداروں اور اصولوں سے واقف ہیں۔ آج ان آسمانی تعلیمات کے علاوہ اور کوئی چیز نوع انسان کو امن و امان نہیں دے سکتی۔ ان تعلیمات کے بغیر اور کسی چیز سے یہ تاریکی دور نہ ہو گی۔ یہ دیرینہ بیماریاں ابھی نہ ہوں گی، بلکہ روز بروز سخت ہوں گی۔ بلقان میں بے چینی رہے گی۔ اور اس کی حالت اور بھی خراب ہو جائے گی۔ مفتوح خاموش رہیں گے۔ ہر ایک ذریعہ سے جنگ کی آگ کو پھر سے بھڑکائیں گے۔ موجودہ عالمگیر تحریکیں حتی المقدور اپنے مقصد و مطالب

Marfat.com

پورا کرنے کی کوشش کریگی۔ تحریک نسائی بہت اہمیت حاصل کرلیگی اور اس کا اثر پھیل جائے گا۔"

پس روشن دل۔ آسمانی روح اور خدائی طاقت کے ساتھ خدا کے فضل کی مدد سے کوشش کرو۔ شاید تم دنیا میں خدا کے فضل کا عطیہ یعنی تمام نوع انسان کے امن وامان کا عطیہ عطا کر سکو۔"

نومبر ۱۹۱۹ء میں دوران گفتگو میں حضرت عبدالبہاء نے فرمایا۔ حضرت بہاء اللہ نے مکرر فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب بے دینی اور اس کی لازمی لاحقہ ابتری پھیل جائے گی۔ یہ ابتری اس حد سے زیادہ آزادی کا نتیجہ ہوگی جو لوگوں میں پھیل جائیگی مگر لوگ جس کے لئے تیار نہونگے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگوں کے مفاد کے خاطر ابتری اور کھلبلی کا سد باب کرنے کے لئے ایک دفعہ پھر سخت گیر حکومت پر عارضی طور عملدرآمد کرنا ہوگا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک قوم کامل خود اختیاری اور آزادی عمل کی خواہاں ہے۔ دنیا کی موجودہ حالت بے دینی کی حالت ہے جس کا بدیہی نتیجہ اضطراب ابتری اور ابتلا ہے۔ میں ہمیشہ یہ کہتا رہا ہوں کہ جنگ عظیم کے بعد صلح کی تجاویز پو پھٹنے کی مانند ہے۔ طلوع آفتاب کی مانند نہیں۔"

خدا کی بادشاہت کا آنا

مگر ان آفات کے زمانہ میں امراللہ بڑھتا جائے گا۔ خود غرضانہ تنازع بقا کی جدوجہد کے سبب فرقہ وارانہ، یا قومی مفاد حاصل کرنے کے لیے جو مصیبتیں لوگوں پر پڑینگی تو وہ عالم مایوسی میں اس علاج کی طرف رجوع کرینگے جو کلام الہٰی نے پیش کیا ہے۔ جس قدر مصائب وآفات زیادہ ہونگی اسی قدر لوگ سچے علاج

Marfat.com

کی طرف راجع ہوں گے۔ بہاء اللہ لوح سلطان (بادشاہ ایران کے نام لوح) میں فرماتے ہیں۔

خدا نے بلاؤں کو اس سرسبز کشت زار کے لئے بہل یعنی ابتدائی بارش بنایا ہے۔ یہ بلائیں اس چراغ کی بتی ہیں جس سے زمین و آسمان روشن ہو رہے ہیں .... بلاؤں کے ذریعہ ہی اس کا نور چمکا۔ اور اس کی تجلیہ لگاتار روشنی دیتی رہی۔ پہلے زمانوں اور گذشتہ صدیوں سے اس کی یہی سنت رہی ہے۔

حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبد البہاء نہایت صریح الفاظ میں روحانیت کی مادیت پر یقینی فتح کی بابت پیشین گوئی فرماتے ہیں۔ جس کا نتیجہ صلح اکبر کا قیام ہوگا۔ حضرت عبد البہاء نے ۱۹۰۴ء میں لکھا تھا:۔

"اس بات کو یقین کیجئے کہ بلائیں اور مصیبتیں روز بروز بڑھتی جائیں گی اور لوگ مصیبت میں گرفتار ہوں گے۔ فرحت و انبساط کے دروازے سب طرف بند ہو جائیں گے۔ خوفناک جنگ واقع ہوگی۔ مایوسی اور امیدوں کا انقطاع ہر جانب سے انھیں گھیر لے گا۔ حتیٰ کہ وہ مجبور ہو کر خدا کی طرف لوٹیں گے۔ تب ایک بڑی خوشی کا نور آفاق کو منور کرے گا۔ اور یا بہاء الابہیٰ کا نعرہ ہر سمت سے بلند ہوگا۔"

(وار اینڈ پیس صفحہ ۸۰)

فروری ۱۹۱۴ء میں جب حضرت عبد البہاء سے سوال کیا گیا کہ دول اعظم میں سے کوئی ایمان لائے گی یا نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا:۔

"تمام دنیا کے لوگ ایمان لائینگے۔ اگر تم آغاز امر کی حالت کا مقابلہ امر کی آج موجودہ حالت سے کرو تو تم جان جاؤ گے کہ کلام الہیٰ

کس قدر برکت کے ساتھ نافذ ہو رہا ہے۔ اس وقت امر اللہ نے تمام دنیا کو گھیر لیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کے تمام لوگ امر اللہ کے سایہ تلے پناہ گزیں ہوں گے۔" (ستارہ آف دی ویسٹ جلد ۹ صفحہ ۲)

آپ فرماتے تھے کہ یہ بات بہت نزدیک ہے۔ اور اسی موجودہ صدی میں واقع ہوگی۔ فروری ۱۹۱۳ء کیلیفورنیا سوفسٹوں کو خطاب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

یہ صدی آفتاب حقیقت کی صدی ہے۔ یہ صدی زمین پر خدا کی بادشاہت کے قائم ہونے کی صدی ہے" (ستارہ آف دی ویسٹ جلد ۹)

دانیال کی کتاب کی آخری آیات میں یہ پُراسرار الفاظ پائے جاتے ہیں:۔

"مبارک ہے وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے پر تو اپنی راہ چلا جا۔ جب تک کہ وقت آخیر آئے۔ کہ تو چین کرے گا اور اپنی میراث پر اخیر کے دنوں میں اٹھ کھڑا ہوگا۔"

علماء نے ان الفاظ کے معانی کی گتھی سلجھانے میں بہت سی کوششیں کی ہیں جو کہ جانے کے وقت کی ایک گفتگو میں جس میں مصنف موجود تھا۔ حضرت عبدالبہاء نے فرمایا:۔

"ان تیرہ سو پینتیس (۱۳۳۵) دنوں سے مراد ہجرت محمدی سے ۱۳۳۵ شمسی سال ہیں۔"

چونکہ ہجرت ۶۲۲ء عیسوی میں واقع ہوئی تھی۔ اس لئے (۶۲۲+۱۳۳۵) = ۱۹۵۷ء ہوتا ہے۔ جب یہ سوال کیا گیا کہ ان ۱۳۳۵ روز کے اختتام پر ہم کیا دیکھیں گے تو آپ نے جواب دیا:۔

"صلح اکبر مضبوطی سے قائم ہو جائے گی اور ایک عام زبان وجود میں آئے گی۔ سوءِ تفاہم مٹ جائیں گے۔ امر بہائی سب دنیا میں پھیل

Marfat.com

جائے گا۔ اور وحدتِ عالمِ انسانی وجود میں آئے گی۔ بہت شاندار وقت ہوگا۔"

عکا اور حیفا

میرزا احمد سہراب عکا اور حیفا کے بارے میں حضرت عبدالبہا کی یہ پیشین گوئی اپنی ڈائری میں درج فرماتے ہیں۔ آپ اس وقت حیفا میں مہمان خانہ کی ایک کھڑکی کے قریب تشریف فرما تھے۔ اور یہ ۱۴ فروری ۱۹۱۴ء کا دن تھا:

"مہمان خانہ سے منظر نہایت ہی دلکش دکھائی دیتا ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ حضرت بہاء اللہ کے روضۂ مبارکہ کے عین مقابل ہے۔ آنیوالے زمانہ میں عکا اور حیفا کے درمیان جو فاصلہ ہے آباد ہو جائیگا اور ہر دو شہر ایک دوسرے سے مل جائیں گے اور ایک عظیم الشان شہر کے دو اطراف ہوں گے۔ اس منظر کو دیکھتے ہوئے میں اب بھی صاف طور سے یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ دنیا کی ایک عظیم الشان بندرگاہ بنے گا۔ یہ قوسی شکل کی کھاڑی نہایت اعلیٰ بندرگاہ میں بدل جائیگی جہاں تمام اقوام کے جہاز پناہ اور حفاظت کے لئے آیا کریں گے۔ سب اقوام کے بڑے بڑے جہاز اس بندرگاہ پر آیا کریں گے اور دنیا کے ہر حصہ سے لکھوکھا مردوں اور عورتوں کو سوار کر کے لایا کریں گے۔ پہاڑ اور اس کی وادی عالیشان عمارات اور محلات سے بھر جائیں گے۔ دستکاریاں اور تجارت قائم ہوں گی اور رفاہِ عام کی بے شمار اور مختلف درسگاہیں بنائی جائیں گی۔ تمام قوموں کے تہذیب و تمدن کے پھول یہاں آیا کریں گے۔ جو اپنی خوشبو میں ملا کر انسانی برادری کا راستہ تیار کریں گے

عجیب و غریب باغ - پھلواڑیاں - چمنستان ہر طرف بنائے جائینگے رات کے وقت یہ عظیم الشان شہر بجلی کے قمقموں سے بقعۂ نور ہو گا۔ عکا سے حیفا تک سب بندرگاہ روشنی کی ایک راہ ہو گی۔ کوہِ کرمل کے دونوں طرف طاقتور متجسس روشنی کے مینار بنائے جائیں گے جو آنے جانے والے جہازوں کی رہنمائی کریں گے۔ خود کوہ کرمل اپنی چوٹی سے لے کر دامن تک برقی روشنی میں ڈوبا ہوا ہو گا کوہ کرمل کی چوٹی پر کھڑے ہونے والے اور جہاز کے مسافر ایک ایسا نظارہ دیکھا کریں گے جو دنیا نے آجتک کبھی نہیں دیکھا ہے

پہاڑ کے ہر طرف سے یا بہاء الابہیٰ کا ترانہ بلند ہو گا۔ اور صبح ہونے سے پہلے روح کو جوش دلانے والی آوازیں، سریلے ترانوں کے ساتھ خدائے مقتدر القدیر کے عرش کی طرف بلند ہوا کریں گی۔

بیشک خدا کے طریقے پُر اسرار اور ناقابلِ ادراک ہیں۔ شیراز وطہران - بغداد و قسطنطنیہ - ایڈریانوپل - حیفا و عکا میں کھلا کیا بیرونی تعلق ہے ؟ خدا آہستہ آہستہ ان مختلف شہروں میں اپنی مستقل اور ازل تقدیر کے مطابق کام کرتا رہا - تاکہ وہ پیشین گوئیاں اور بشارتیں جو پہلے نبیوں نے کی تھیں پوری ہوں - خدائی وعدوں کا وہ سنہری سلسلہ جو تمام توریت و انجیل میں زمانۂ امن و امان - فرحت و اطمینان کے بارہ میں ہے، خدا کے حکم کے مطابق اپنے وقتِ مقررہ پر ظاہر ہو گا ایک لفظ بھی ان کا پورا ہوئے بغیر اور بے معنی نہ رہے گا۔

Marfat.com

پندرھواں باب

یادِ گذشتہ و امیدِ آیندہ

اے دوستو! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ نعمت تمام۔ حجت کامل۔ برہان ظاہر اور دلیل ثابت ہو گئی۔ اب دیکھیں تمہاری ہمت مراتب انقطاع سے کیا ظاہر کرتی ہے۔ اس طرح نعمت تم پر اور زمینوں اور آسمانوں کے تمام رہنے والوں پر تمام ہوئی۔ الحمد للہ رب العالمین۔"

(حضرت بہاء اللہ کے کلمات مکنونہ)

ترقی امر اللہ جگہ کی تنگی کے سبب تمام دنیا میں تحریک بہائی کی ترقی کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس دلچسپ مضمون کے لئے بہت سے ابواب کی ضرورت ہے۔ جن میں امر اللہ کے شہداء اور پیش روؤں کے دل ہلا دینے والے واقعات لکھے جائیں۔ مگر پھر بھی نہایت ہی اختصار کے ساتھ ہم کچھ بیان کرتے ہیں:۔

اس امر کے اول مومنین کو ایران میں سخت دشمنی، ظلم و ستم اور بے رحمی سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن انھوں نے ان سب مصائب اور امتحانات کو نہایت

Marfat.com

صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کیا۔ انھیں ان کے خون میں ہی بپتسمہ دیا گیا۔ کیونکہ ان میں سے کئی ہزار نے جام شہادت پیا۔ کئی ہزار قید اور جلاوطن کیئے گئے۔ ان کے مال و متاع تاخت و تاراج کیے گئے، اور ان کے ایوان ہدف حملہ ہر پیر و جوان ہوئے۔ ساٹھ سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک ایران میں اگر کوئی حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ پر ایمان کے اظہار کی جرأت کرتا تو اس کا مال و دولت سب لوٹ لیا جاتا۔ اس کی آزادی نیز اس کی زندگی بھی خطرے میں ہوتی۔ اس پر بھی یہ وحشیانہ مستقل مخالفت امر اللہ کی پیشرفت کو اس سے زیادہ نہ روک سکی جتنا کہ ایک غبار آلود بادل موج کے سامنے آنے سے اس کو طلوع ہونے سے روک سکتا ہے۔

ایران کے اس سرے سے اُس سرے تک اہل بہاء اب ہر شہر اور قریہ اور دیہہ میں حتیٰ کہ خانہ بدوش قوموں میں بھی موجود ہیں۔ بعض تو گاؤں کے گاؤں ہی بہائی ہیں۔ اور بعض میں ان کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے حالانکہ یہ اُن مختلف فرقوں سے آئے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ مگر اب یہ ایک مجمع الاحباب میں شامل ہیں جن کی برادرانہ اُلفت نہ صرف ایک دوسرے تک ہی محدود ہے۔ بلکہ ہر جگہ تمام انسانوں کے ساتھ انھیں پیار ہے جو نوعِ انسان کے اتحاد اور ترقی کے لئے تعصبات اور فسادات کو دور کرنے کے لئے اور خدا کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے؟ صرف یہی ایک وہ کام ہے جسے یہ لوگ ساری دنیا میں کرنے کے لئے نہایت استقلال کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اور جس کا پورا ہونا سب سے بڑا معجزہ ہوگا۔ قرائن صاف بتا رہے ہیں کہ یہ بڑا معجزہ بھی آہستہ آہستہ مگر یقینی طور سے

Marfat.com

معرضِ شہود میں آرہا ہے۔

ترکستان۔ امریکہ۔ ہندوستان اور برما میں اہلِ بہاء کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے۔ جرمنی۔ اٹلی۔ سوئٹزرلینڈ اور فرانس میں بہائی مجالس قائم ہو گئی ہیں۔ اور ان کی روحانی تحریکات کا حلقہ روز بروز وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ ان میں سے بعض ممالک میں امر اللہ کی خدمت کے لئے ماہواری رسالے شائع ہوتے ہیں۔ اکثر ممالک میں سالانہ بہائی کانگرسیں باقاعدہ منعقد کی جاتی ہیں۔ جن میں اس ملک کے مختلف حصوں کے نمائندے شریک ہوتے ہیں جاپان سے بھی ایک ماہواری رسالہ جاپانی اور اسپرنتو زبان میں نکلتا ہے۔ مشرق و مغرب کے تقریباً سب ممالک میں اہلِ بہاء پائے جاتے ہیں۔ اور اگرچہ اس وقت ان کی تعداد کم ہے۔ مگر وہ اپنی تعداد سے کہیں بڑھ کر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ امر اللہ کی جان بخش قوت روز بروز ثابت ہوتی جا رہی ہے۔ اور خدا کا دین نوعِ انسان میں خمیر کی طرح سرایت کر رہا ہے۔ اور جیسے جیسے یہ پھیلتا جا رہا ہے نوعِ انسان کو ایک برزخ سے دوسرے برزخ میں لے جا رہا ہے۔

یورپ اور امریکا کے ابتدائی بہائیوں کو امید تھی کہ امر اللہ کی روح کی اشاعت اور اس کی تعلیمات کی قبولیت کسی نہ کسی طرح ایک مقررہ وقت پر نوعِ انسان کو متحد کر دے گی۔ مگر ان زمانہ کی نشو و نما نے جو اس وقت انہیں پوشیدہ تھی یہ روشن کر دیا ہے کہ اس ظہور کی تصدیق اگرچہ بہت اہم ہے فقط باطنی معاملہ ہی نہیں بلکہ اس کا تعلق دنیا بھر کی شہریت سے بھی ہے۔ یعنی ان معاشرتی اداروں کا جو حضرت بہاء اللہ نے قائم کئے ہیں پوری قوت حاصل کرنے کے لئے جد و جہد کرنا۔ پس امر اللہ کی ترقی دکھاتے وقت ہمیں یہ بات نہیں دیکھنی چاہئے کہ حضرت بہاء اللہ کے اصول دنیا میں زیادہ

Marfat.com

یا کم رائج ہو گئے۔ یا آپ کے ماننے والوں کی تعداد کتنی ہے بلکہ اس سے بھی کچھ آگے دیکھنا چاہیے۔ اس کے ارتقار کی اس منزل پر امر اللہ کی قوت کا پتہ اصل میں اہلِ بہار کی اُس سریع تبدیلی سے لگتا ہے جو انھوں نے عبادت گذار پرستاروں کی حالت سے بڑھ کر مایوس ماحول کی ابتری اور عداوت کی مدافعت کرنے کے قابل ہونے کے لئے ایک مضبوط آئینی ادارہ بننے میں کی ہے۔[۱]

حضرت عبدالبہار کی اس پیشنگوئی سے کہ ایک اور بین الاقوامی جنگ ہونے والی ہے پتہ چلتا ہے کہ تمام قدیم معاشرتی اداروں پر ایک ناقابلِ برداشت بوجھ پڑنے والا ہے۔ قدیم ادیان کے پیرؤوں کے مقابلہ میں بہائیوں کی تعداد بے اہمیت معلوم دیتی ہو۔ مگر اہلِ بہار کو اس بات کا یقین ہے کہ آسمانی طاقت نے انھیں ایک ایسے نظام کی خدمت کرنے کا شرف عطا کیا ہے جسمیں بہت جلد

---

[۱] لارڈ کرزن اپنی کتاب "پرشیا اینڈ دی پرشین کوسچین" میں جو ۱۸۹۲ء یعنی صعود حضرت بہاؤ اللہ کے سال میں چھپی ہے لکھتا ہے:۔

" ایران میں بابیوں کا جو کم از کم اندازہ کیا گیا ہے وہ اس وقت پانچ لاکھ ہے۔ مگر ان لوگوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے جو اس معاملہ کو اچھی طرح جانچ سکتے ہیں میرا اپنا خیال یہ ہے کہ کل تعداد دس لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ وہ زندگی کے ہر شعبے میں پائے جاتے ہیں وزراء اور امراء دربارِ شاہی سے لے کر خادموں اور سائیسوں میں بھی موجود ہیں۔ ان کی کارروائی کا میدان عمل خود مسلمانوں کے علماء ہیں۔ ......

اگر بابی دین اسی رفتار سے جس سے یہ اس وقت بڑھ رہا ہے ترقی کرتا گیا تو وہ وقت دور نہیں جب یہ ایران سے مسلمانوں کو نکال کر الگ کرے گا۔ اس کے لیے یہ بات کرنی بہت دشوار ہوتی اگر یہ کسی مخالف دین کے جھنڈے تلے ظاہر ہوتا۔ مگر چونکہ اس کے سپاہی عموماً انھیں میں سے بھرتی کیے جا رہے ہیں جن سے یہ مقابل ہے اس لئے انجام کار اس کے کامیاب ہونے کی وجہ زیادہ مضبوط ہے۔" (جلد اصفحہ ۴۹۹ سے ۵۰۲ تک)

Marfat.com

مشرق و مغرب کے ہر دو باشندے گروہ گروہ شامل ہونے والے ہیں۔
حضرت شوقی آفندی نے اہلِ بہاء کو مطلع کیا ہے کہ ۱۹۶۳ء یعنی حضرت
بہاء اللہ کے باغ رضوان میں اعلان کی صد سالہ سالگرہ تک حضرت
بہاء اللہ کے امر کی بنیادیں تمام دنیا میں قائم ہو جائیں گی۔

اس لئے اگرچہ یہ سچ ہے کہ روح القدس پاک دلوں پر ان تمام ملکوں
میں اپنا اثر ڈال رہی ہے جو منبع سے ابھی تک ناواقف ہیں۔ اور امر اللہ کی ترقی
ان کوششوں سے جانچی جا سکتی ہے جو غیر بہائی حضرت بہاء اللہ کی کسی ایک
نہ ایک تعلیم کو پھیلانے کے لئے کر رہے ہیں۔ پھر بھی پرانے نظام میں کسی پائدار
بنیاد کی کمی اس بات کا یقینی ثبوت ہے کہ ملکوت الٰہی کے اصول اہلِ بہاء کے
اداروں کے ذریعہ ہی نتیجہ بخش یا مثمر ہو سکتے ہیں۔

نظم و نسق | بہائی نظم و نسق کے متعلق نیچے لکھی ہوئی باتیں بہائی ورلڈ جلد ۵
صفحہ ۱۹۱ سے لی گئی ہیں۔

(۱) دنیا کے نظم و نسق کے متعلق امر بہائی کے اصول کو حضرت بہاء اللہ نے
بیان فرمایا اور حضرت عبدالبہاء نے انہیں اپنی الواح میں سمجھایا خاص کر اپنے
وصیت نامہ میں آپ نے ان اصولوں پر خوب روشنی ڈالی ہے۔

(۲) دنیا بہائی ادارے کا مقصد مختلف قوموں۔ مختلف پیشوں۔ مختلف سیرتوں اور
مختلف مذہبی عقیدہ والے لوگوں میں مضبوط اتحاد پیدا کرنا ہے۔ ہر بہائی
اس سلسلہ کا دلسوزی سے مطالعہ اس بات کو ظاہر کرے گا کہ بہائی نظم و نسق ایک
طریقہ اور مقصد امر کے بنیادی اصولوں کے ساتھ پوری پوری مطابقت
رکھتا ہے اور دونوں کا آپس میں جسم و روح کا سا تعلق ہے۔

(۳) فطرت کے لحاظ سے بہائی نظم و نسق کے اصول [illegible] دلالت [illegible] دل [illegible]

Marfat.com

مبنی ہیں۔ اور عمل میں وہ ایک نئے اور اعلیٰ اخلاق کی بنیاد رکھتے ہیں جو وسعت میں عالمگیر ہے۔ بہائی برادری اور دوسری مختار جماعتوں اور سبھاؤں میں یہ فرق ہے کہ بہائی برادری کی بنیاد اتنی گہری اور اتنی وسیع ہے کہ ہر ایک مخلص اور سچا شخص اس میں شامل ہو سکتا ہے۔ دوسری جماعتوں نے اگرچہ اصول تو ایسے بنا رکھے ہیں مگر برتاؤ اور عمل میں دوسروں کو اپنے اندر شامل نہیں کرتیں۔ بہائی برادری سب کو اپنے اندر شامل کرتی ہے اور کسی مخلص شخص پر اس کے دروازے بند نہیں ہیں۔ ہر ایک جماعت میں کسی کو منتخب کر کے ممتاز بنانے کے لئے کوئی نہ کوئی اصول مقرر ہوتا ہے۔ یہ اصول خواہ فطری ہو یا اکتسابی۔ دینی اور مذہبی جماعتوں میں ایسے انتخاب و امتیاز کی بنیاد ایک ایسا عقیدہ ہوتا ہے جس کی بنیاد مذہب کی ابتدائی تاریخ پر محدود ہوتی ہے۔ سیاسیات میں یہ اصول امتیاز مجموں یا جماعتوں پر اثر رکھنے کی بنا پر سمجھا جاتا ہے۔ اقتصادیات میں اس اصول کی بنیاد مشکلات یا طاقت کے اشتراک پر ہے۔ علوم اور سائنس میں یہ اصول کسی خاص قسم کی تربیت۔ عمل یا استعداد پر مبنی ہوتا ہے۔ اور سب معاملات میں دائرہ امتیاز جتنا تنگ ہوتا ہے اتنی ہی تحریک مضبوط ہوتی ہے (یعنی منتخب لوگ جتنے کم ہونگے اتنے ہی مضبوط ہوں گے) لیکن یہ نظریہ امر بہائی کے نظریہ کے بالکل مخالف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہائی امر میں باوجودیکہ بڑھنے اور ترقی کرنے کا بہت جوش موجود ہے۔ پھر بھی اس کے عمل کرنے والے پیروؤں کی تعداد بہت آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دنیا میں عام طور پر لوگوں کو تمام معاملات میں تنگ خیالی اور فرقہ بندی کی عادت ہو گئی ہے۔ ان کے نزدیک فرقہ بندی کو حق جاننا اور اس کی حمایت کرنا دین یا دھرم کا سب سے اہم اصول ہے۔ بہائی امر میں داخل ہونے سے ان باتوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اور یہ بات شروع شروع میں نئے اشخاص کو امتحان اور ابتلا میں ڈال دیتی ہے۔ کیونکہ انسان کا جذبہ خودی عالمگیر محبت کے

Marfat.com

اعلیٰ اصول کے خلاف بغاوت کرتا ہے۔ علماء کو سادہ اور ان پڑھ لوگوں کے ساتھ امیروں کو غریبوں کے ساتھ۔ گوروں کو کالوں کے ساتھ صوفیوں کو فقیہوں کے ساتھ۔ عیسائیوں کو یہودیوں کے ساتھ۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کے ساتھ۔ اور مسلمانوں کو پارسیوں کے ساتھ مل کر رہنا پڑتا ہے۔ قدیم چھوت چھات۔ پرانی رعایتوں اور من گھڑت تعصبات کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

مگر اس فکر اور تحکیت کا صلہ بہت زبردست ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ تمام [illegible] سے الگ ہو کر بہ بیکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو فلسفہ تنہائی میں جا [illegible] کو کھو بیٹھتا ہے۔ سیاست اور دین انسانوں کی عام ضروریات سے علیحدہ ہو کر کبھی پھل پھول [illegible] نہیں۔ انسانی فطرت کے متعلق ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہوا۔ کیونکہ [illegible] اخلاقی، جذباتی یا معاشی منافرت کی حالت میں رہتے رہے [illegible] خوف پیدا کرتا ہے۔ مگر خدا سے محبت خوف کو دور کرتی ہے۔ اور جب خوف دور ہو جاتا ہے تو ہماری فطری قوتیں ترقی کرنے لگتی ہیں۔ روحانی محبت کے ساتھ دوسروں کی [illegible] ہماری ان قوتوں سے حسی اور عیالی اسلوب کا اظہار ہے۔ بہائی برادری ایک ایسی جماعت ہے جس میں یہ عمل اس وقت کار پرداز ہے۔ اگرچہ ابھی [illegible] ہے۔ مگر جیسے جیسے اس کے پیرو ان قوتوں سے واقف ہوتے جائیں گے جو انسانوں [illegible] اتحاد کے پھول کھلا رہی ہے۔ اس کی رفتار بھی تیز ہوتی جائے گی....

کسی ایک مقام کے بہائی امور کی نگرانی اور ذمہ داری ایک جماعت کے [illegible] جو محفل روحانی کہلاتی ہے۔ اس محفل کا [illegible] جس کے اعضاء کی تعداد ۹ ہوتی ہے [illegible] ہر سال ۲۱ اپریل کو یعنی عید رضوان کے پہلے دن ہوتا ہے (عید رضوان وہ دن ہے جب حضرت بہاء اللہ نے ۱۸۶۳ء میں اپنے مظہر ظہور الٰہی ہونے کا اعلان کیا تھا۔ برادری کے سب بالغ مرد و عورت رائے دینے کا حق رکھتے ہیں۔ رائے دینے والوں کی

Marfat.com

فہرست محفل روحانی ملی تیار کرتی ہے۔ محفل روحانی کے فرائض کے متعلق حضرت عبدالبہاء نے لکھا ہے:۔

"ہر فرد بہائی پر فرض ہے کہ محفل روحانی سے صلاح و مشورہ کئے بغیر امور امری میں ایک قدم بھی نہ اٹھائے۔ دل و جان سے محفل مقدس کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ تاکہ امور ترتیب و تنظیم پائیں اور ہر ایک کام منتظم ہو جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ہر شخص خود سرانہ جو چاہیگا کریگا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرکے امر اللہ کو نقصان پہنچانے کا باعث ہوگا۔"

اصحاب شوریٰ کا اول فریضہ یہ ہے کہ ان کی نیت خالص ہو۔ اُن کا دل نورانی ہو۔ خدا کے سوا سب سے پوری طرح منقطع ہوں۔ نفحات اللہ سے منجذب ہوں۔ احباء الٰہی کے ساتھ خضوع و خشوع و انکساری سے پیش آئیں۔ مصیبت کے وقت صبر و تحمل سے کام لیں۔ اور عتبۂ سامیۂ الٰہیہ کی بندگی ان کا شعار ہو۔ اگر خدا کی مدد سے وہ یہ صفات حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے تو ملکوتِ غیبِ ابہیٰ سے نصرت اُن کی شاملِ حال ہوگی۔

آج کے دن محافلِ مشورت کا وجود نہایت ہی اہم اور لازمی ہے۔ ان محافلِ مقدسہ کی اطاعت فرض و واجب ہے۔ ان محفلوں کے اعضاء آپس میں اس طرح مشورہ کریں کہ اختلاف اور شکر رنجی کا کوئی موقع ہی پیدا نہ ہو۔ اور یہ اسی حالت میں حاصل ہوگا جب محفل کا ہر ایک عضو نہایت آزادی سے ساتھ اپنی رائے کا اظہار اور اپنی دلیلیں پیش کریگا۔ اگر کوئی اس کی رائے کے مخالف سمجھے تو برا نہ مانے۔ کیونکہ جب تک دلیلیں پیش نہ کی جائیں گی تنقیحِ مسئلہ حل نہ ہوگی۔ مختلف دلیلوں کے ٹکرانے سے ہی سچ کی چنگاری پیدا ہوگی۔ بحث و مباحثہ کے بعد اگر سب متفقہ فیصلہ دیں تو بہت ہی اچھا ہے پر اگر خدا نہ کرے

Marfat.com

راؤں میں اختلاف ہو تو اکثریت کا فیصلہ جاری ہو ......
پہلی شرط یہ ہے کہ اعضائے محفل کے درمیان پوری پوری الفت و محبت ہو۔ وہ بیگانگی سے بالکل بیزار اور یگانگی حضرتِ رحمٰن کو ظاہر کریں۔ کیونکہ وہ ایک ہی بحر کی موجیں۔ ایک ہی نہر کے قطرے۔ ایک ہی آسمان کے ستارے۔ ایک ہی آفتاب کی شعاعیں۔ ایک ہی بوستان کے درخت اور ایک ہی درخت کے پھول ہیں۔ اگر اتحادِ خیال اور یگانگتِ بے ملال حاصل نہ ہوگی تو وہ جماعت پراگندہ ہو جائے گی اور وہ محفل بے سروسامان رہیگی۔
دوسری شرط۔ محفل کے اعضاء جب مشورت کے لئے جمع ہوں تو ملکوتِ اعلیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اُفقِ ابہیٰ سے تائید طلب کریں۔ اور نہایت خلوص و وقار و سکون و آداب کے ساتھ محفل میں بیٹھیں .... بات چیت اور گفتگو فقط روحانی امور کے بارے میں ہو جن کا تعلق نفوس کی تربیت کرنے۔ بچوں کو تعلیم دینے، ہر قوم اور فرقے کے فقیروں کی مدد اور کمزوروں کی اعانت کرنے، سب قوموں سے مہربانی سے پیش آنے۔ خدا کے کلام کو پھیلانے اور مظہرِ ظہورِ الٰہی کی تقدیس کو ثابت کرنے سے ہو۔ اگر اعضاء محفل اِن شرطوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے تو روح القدس کی تائید پائیں گے اور ان کی محفل برکاتِ الٰہی کا مرکز بن جائے گی۔ خدائی ختم کی فوجیں ان کی مدد کے لئے آئیں گی اور اُن کی روحانیت روز بروز بڑھتی جائے گی۔
اس مضمون کے متعلق بیان کرتے ہوئے حضرت شوقی آفندی لکھتے ہیں:۔
"ہر فرد بہائی کے لئے لازم ہے کہ وہ پبلک کو کوئی چیز امر کے متعلق اُس وقت تک نہ دے جب تک اُس مقام کی محفل روحانی اُس چیز پر خوب غور کر کے اس کے دینے کی منظوری نہ دیدے۔ اگر اس معاملہ کی نوعیت (جیسا کہ عموماً ہوتا ہے) ایسی ہی ہے کہ اس کا تعلق اس ملک میں امر اللہ کے تمام مفاد سے ہے تو محفل روحانی کا یہ فرض ہے

کہ وہ اُسے اس ملک کی محفلِ روحانی ملی کے پاس جو مختلف محافلِ روحانی محلیہ کی نمائندہ ہے غور کرلے اور منظوری دینے کے لئے بھیجدے۔ یہ بات صرف مطبوعات تبلیغی ہی تک محدود نہیں بلکہ ہر ایک معاملہ خواہ کیسی ہی نوعیت کا ہو جس کا تعلق انفرادی یا اجتماعی لحاظ سے امراللہ سے ہو اس کا اس مقام کی محفل روحانی کے سامنے پیش ہونا ضروری ہے اب اگر اس معاملہ کا تعلق ساری برادری سے نہیں ہے تو محفل روحانی اس کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ اور اگر اس کا تعلق ساری برادری سے ہے تو محفل روحانی اسے محفلِ ملی کے سامنے پیش کرے گی کسی معاملہ کو مقامی یا ملی نوعیت کا قرار دینا بھی محفل ملی کے اختیار میں ہے۔ (ان) معاملات سے سیاسی معاملے مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ دنیا بھر کے اہل بہاء کو سختی سے منع کیا گیا ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی سیاسی معاملات میں دخل نہ دیں۔ اُن کا کام صرف یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے ملک کے اہل بہاء کے روحانی معاملات کا انصرام کریں۔

تمام مقامی محفلوں اور اُن کے اعضاء میں خاص کر ہر مقامی محفل اور محفلِ ملی میں کامل اتحاد اور اشتراکِ عمل نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ امراللہ کا اتحاد اس کے پیروؤں کا باہمی اتفاق اور خدا کے پیاروں کے روحانی اقدامات کا فوری انصرام اسی پر مبنی ہے۔

محافل محلیہ و ملیہ اس وقت وہ بنیاد ہیں جن پر آئندہ بیت العدل عمومی قائم ہوگا۔ جب تک محافل روحانی سرگرمی اور اتحاد کے ساتھ کام نہ کریں گی اسوقت تک یہ عنصر عمومی ختم نہ ہوگا ....

اس بات کو خوب یاد رکھیں کہ بہائی امر کا اصل مدعا تحکمانہ اقتدار نہیں بلکہ منکسرانہ اشتراکِ عمل ہے۔ مستبدانہ حکومت نہیں بلکہ بے لاگ دوستانہ صلاح و مشورہ ہے۔ سوائے سچی بہائی روح کے اور کوئی قوت رحم و عدل، آزادی و اطاعت

Marfat.com

احترام حقوقِ افراد۔ تسلیم نفس۔ احتیاط۔ شعور۔ دور اندیشی۔ اشتراکِ عمل۔ راستی اور ہمت کے اصول کو ثابت نہیں کرسکتی۔

ایک ملک کی محافل روحانی محلیہ ایک دوسری جماعت سے مربوط ہوتی ہے جو نو منتخب شدہ اعضاء پر مشتمل ہوتی ہے۔ محفل روحانی ملی کہلاتی ہے محفل روحانی ملی کے اعضاء کا انتخاب ہر سال تمام مقامات کے اہل بہاء کے نمائندے کرتے ہیں ان نمائندوں کا انتخاب ہر اس مقام کے اہل بہاء کرتے ہیں جہاں محفل روحانی ہوتی ہے۔ سالانہ کانونشن ملی جس میں یہ نمائندے جمع ہوتے ہیں ایک انتخابی جماعت ہے جو متناسب نمائندگی کے اصول پر قائم ہوتی ہے۔ ہر ملک کے لئے نمائندوں کی تعداد حضرت شوقی آفندی مقرر کرتے ہیں اور یہ تعداد ہر مقام کے بہائیوں کی تعداد کے تناسب سے سب پر تقسیم کر دی جاتی ہے۔ سالانہ کانونشن ملی اکثر عید رضوان کے ایام میں منعقد ہوتی ہے۔ یعنی ان بارہ دنوں میں جو ۲۱ اپریل سے شروع ہوتے ہیں جن میں حضرت بہاء اللہ نے بغداد کے قریب باغ رضوان میں مظہرِ الٰہی ہونے کا اعلان فرمایا تھا۔ نمائندوں کو بطور نمائندے قبول کرنے کا اختیار محفل روحانی ملی کو دیا گیا ہے۔

سالانہ کانونشن ملی ایک موقع ہوتا ہے جس میں ہر شخص بہائی اقدامات کے متعلق اپنی واقفیت بڑھا سکتا ہے۔ گذرے ہوئے سال کے متعلق مقامی اور ملی رپورٹیں سن سکتا ہے۔ کانونشن کے دنوں میں ایک بہائی کانگرس منعقد کرنے کی رسم بھی ہوگئی ہے۔ ایک بہائی ڈیلیگیٹ یا نمائندے کا کام فقط یہی نہیں کہ سالانہ کانونشن میں آئے اور نئی محفل روحانی ملی کے انتخاب میں شریک ہو بلکہ جب وہ جمع ہوتے ہیں تو وہ ایک مجلسِ شوریٰ کی حیثیت سے ہوتے ہیں جس کی سفارشات و تجاویز پر محفل روحانی ملی کے اعضاء خوب غور کرتے ہیں۔

Marfat.com

محفلِ روحانی ملی کا تعلق محافل روحانی محلیہ اور ملک بھر کے اہلِ بہاء کے ساتھ حضرت ولی امراللہ کی توقیعات میں اس طرح بیان فرمایا ہے :-

"محافل روحانی ملیہ کے قائم کئے جانے کے متعلق یہ بہت ضروری ہے کہ ہر ایسے ملک میں جہاں حالات موافق اور اہلِ بہاء کی تعداد زیادہ ہوتی ہے محفلِ روحانی ملی قائم کر دی جائے جو ملک بھر کے اہلِ بہاء کی نمایندہ ہوگی۔

ان کا سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ باہمی صلاح و مشورہ کے ذریعہ ملک کے اہلِ بہاء اور محافلِ محلیہ کے معاملات و اقدامات کو ترقی دیں۔ انھیں متحد کریں اور ایک قاعدے میں لائیں اور ارضِ مقدس کے ساتھ لگاتار خط و کتابت کر کے قاعدے بنائیں اور ملک میں امری کاموں کو ترقی دیں۔

ان کا ایک اور کام ہے جو پہلے سے کسی طرح کم اہم نہیں کیونکہ کچھ عرصہ بعد یہ محافل بیت العدل ملی بن جائینگی (جسے حضرت عبدالبہاء کے وصیت نامے میں بیت العدل ثانوی کہا ہے) اور حضرت عبدالبہاء کی وصیت کے صاف الفاظ کے مطابق یہ دنیا بھر کی محافل ملیہ کے ساتھ مل کر بین الاقوامی یا عمومی بیت العدل کے اعضاء کا بلا واسطہ انتخاب کیا کریں گی۔ بیت العدل عمومی دنیا بھر میں امری امور کا انصرام کیا کریگا۔ انھیں منظم کر کے انھیں انجام دیا کرے گا۔

اس محفل روحانی ملی کی جو بیت العدل عمومی کے قائم ہونے تک سالانہ منتخب ہوا کرے گی ظاہر ہے کہ بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ کیونکہ اسے ملک کی کل محافل محلیہ پر پورا پورا اختیار حاصل ہے۔ اہلِ بہاء کے اقدامات کی نگرانی اور ان کا انتظام اس کے ہاتھ میں ہے۔ امراللہ کی بہت ہوشیاری سے حفاظت کرنا اس کا کام ہے اور امراللہ کے متعلق دیگر امور کی نگرانی اور دیکھ بھال کرنا اُس کا فرض ہے۔

ملک میں امراللہ کے متعلق اہم سوالات مثلاً ترجمہ کروانا، کتابیں چھپوانا،

Marfat.com

مشرق الاذکار۔ تبلیغ اور ایسے ہی دوسرے امور جو محلی امور سے بالکل علیحدہ ہیں محفل روحانی ملی کے ماتحت ہونگے۔

محافل محلیہ کی طرح محفل روحانی ملی بھی ایسے کاموں کو مخصوص کمیٹیوں کے ذریعہ کیا کرے گی۔ اِن کمیٹیوں کے اعضاء کا انتخاب محفل روحانی ملی مُلک بھر کے اہل بہاء میں سے کرے گی۔ اور ان کمیٹیوں کا محفل روحانی ملی کے ساتھ وہی تعلق ہوگا جو محلی کمیٹیوں کو اپنی اپنی محفل روحانی کے ساتھ ہے۔

یہ فیصلہ کرنے کا اختیار بھی محفل روحانی ملی کو ہے کہ آیا کوئی مسئلہ زیر بحث محلی حیثیت رکھتا ہے اور محفل روحانی محلی کو اُس کا فیصلہ کرنا چاہیے یا کہ اُس مسئلہ کی نوعیت ایسی ہے کہ خود اسے اُس پر غور کرکے فیصلہ دینا چاہیے۔

اس امر اللہ کی خاطر جو ہم سب کو پیارا ہے اور جس کی ہم سب خدمت کرتے ہیں محفل روحانی ملی کا جسے کانونشن میں نمایندے انتخاب کرتے ہیں یہ فرض اولی ہوگا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی حیثیت میں نمایندوں کے صحیح جذبات۔ خیالات۔ راؤں اور مشوروں کا پورا پورا احترام کریں۔ رازداری۔ سکوت۔ تحکما نہ علیحدگی کے شائبہ تک کو دور کرکے نہایت خوشی اور روح و ریحان سے اپنی تجویزوں۔ اپنی امیدوں اور اپنے تفکرات کو اُن نمایندوں کے سامنے بیان کریں۔ جنہوں نے ان کو انتخاب کیا ہے۔ وہ نمایندوں کو اُن مختلف اُمور سے مطلع کریں گے جن پر آنے والے سال میں عملدرآمد ہونیوالا ہے اور پھر خاموشی اور راستی کے ساتھ اُن کی رائیں سنیں گے اور ان کی تنقیدوں کو جانچیں گے۔ نئی انتخاب شدہ محفل روحانی ملی کو کانونشن کی موجودگی میں اور نمایندوں کے چلے جانے کے بعد ایسے طریقے اختیار کرنے ہونگے جن سے افہام و تفہیم کا ذوق پیدا ہو۔ آپس میں تبادلۂ خیالات قائم رہے اور اس میں آسانیاں پیدا ہوں اور اعتماد بڑھے۔

Marfat.com

الغرض وہ واضح طور پر ثابت کر دیتے ہیں کہ سب اہل بہاء کی خدمت کرنے اور انکی بہبودی مدنظر رکھنے کے سوا اس کی اور کوئی آرزو نہیں ہے۔

اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ کانونشن کے لیے اور متعدد جلسوں پر ناگزیر پابندیاں لگی ہوئی ہیں محفل روحانی ملی ان تمام امور کے آخری فیصلہ کو جن کا تعلق امراللہ کے مفاد سے ہے اپنے ہاتھ میں رکھیگی۔ مثلاً اس بات کے فیصلہ کرنے کا حق کہ فلاں محفل روحانی محلی اُن اصول کے مطابق چل رہی ہے یا نہیں جو امراللہ کی ترقی وانصرام کے لیے مقرر کئے گئے ہیں۔"

محلی انتخابات بہائی کے لیے رائے دینے والوں کی سالانہ فہرستیں درست کرنے کی ذمہ داری محفل روحانی محلی پر عائد کی گئی ہے اور اس کے متعلق ہدایات کرتے ہوئے حضرت ولی امراللہ نے فرمایا ہے:۔

" موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختصراً مگر مکمل طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ اس بات کا فیصلہ کرنے کے وقت کہ آیا کوئی شخص سچا بہائی ہے یا نہیں ان بڑی بڑی باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے:۔ مبشر یعنی حضرت باب، مالک امر یعنی حضرت بہاءاللہ اور مبین امر یعنی حضرت عبدالبہاء کے مقامات کو جیسا کہ حضرت عبدالبہاء کے وصیت نامہ میں لکھا ہے تسلیم کرنا۔ جو کچھ اُن کے قلم سے ظاہر ہوا ہے اس کی بے چون وچرا اطاعت کرنا۔ حضرت عبدالبہاء کے وصیت نامہ کی جملہ شرائط سے پوری پوری وفادارانہ وابستگی رکھنا۔ موجودہ بہائی نظم ونسق کی روح ورسم سے گہرا ربط ضبط پیدا کرنا ۔۔ میرے خیال میں یہ اساسی وابتدائی قابل لحاظ امور ہیں جن کا ایسا اہم فیصلہ کرنے سے پہلے سمجھ سوچ کر غور وفکر اور انصاف کے ساتھ جانچ پڑتال کرنا نہایت لازمی ہے۔"

حضرت عبدالبہاء کی ہدایات، بہائی ادارہ تنظیم کی مزید ترقی کا انتظام

Marfat.com

ایک بین الاقوامی محفل روحانی کے ذریعے فراہم کرتی ہیں۔ اس بین الاقوامی محفل روحانی کا انتخاب محافل روحانی محلیہ کے اعضاء کیا کریں گے۔ یہ بین الاقوامی ادارہ ابھی وجود میں نہیں آیا مگر اس کی مخصوص نوعیت کا پورا پورا بیان موجود ہے۔ فرمایا ہے :-

"بیت العدل کا انتخاب جسے خدا نے کل نیکیوں کا سرچشمہ اور غلطی سے مبرا قرار دیا ہے تمام دنیا بھر کے بہائی مردوں اور عورتوں کی عام رائے دہندگی سے قائم ہوگا۔ اس کے اعضاء خدا کے خوف کے مجسمے۔ علم و فہم کے سرچشمے۔ امراللہ کے پکے جاں نثار اور کل بنی نوع انسان کے خیر خواہ ہوں گے۔ بیت العدل سے مراد ایک محفل عمومی ہے یعنی ہر ایک ملک میں ایک ثانوی محفل قائم کی جائے گی اور یہ ثانوی محافل بین الاقوامی محفل کے اعضاء کا انتخاب کریں گی۔

تمام امور اس محفل عمومی کے سامنے پیش ہوں گے۔ جو کچھ خدا کی کتاب میں مذکور نہ ہوگا یہ محفل اس کے لئے قانون اور قاعدے بنانے کا اختیار رکھے گی۔ دقت کے سب مشکل سوال یہی محفل حل کیا کرے گی۔ حضرت ولی امراللہ اس محفل کے عمر بھر کے لئے مقدس رئیس اور معزز عضو ہونگے۔ اگر وہ خود بذاتہ اس کے مشوروں میں شریک نہ ہو سکیں گے تو وہ اپنی جگہ کسی کو اپنا نمائندہ مقرر کیا کریں گے .... یہ محفل قانون بنایا کرے گی اور اس کی قوت عاملہ ان قانونوں کو جاری کیا کرے گی۔ قانون بنانے والا ادارہ اجراء کرنیوالے ادارے کی مدد کرے گا۔ اسی طرح اجراء کرنے والا قانون بنانے والے محکمہ کی مدد کریگا۔ تاکہ ان دونوں قوتوں کے پورے پورے اتحاد و اشتراک عمل سے عدل و انصاف کی بنیاد مضبوط ہو جائے اور ساری دنیا بہشت بن جائے۔

ہر شخص کا فرض ہے کہ کتاب اقدس پر عمل کرے اور جو کچھ اسمیں صاف طور پر لکھا ہوا نہیں اس کے متعلق بیت العدل سے سوال کرے۔ جو کچھ بیت العدل متفقا

Marfat.com

یا کثرت رائے سے پاس کرے اسے سچ اور خود خدا کا مقصد سمجھا جائے۔ جو کوئی اس کی انحراف کریگا وہ حقیقت میں ان میں سے ہوگا جو فساد چاہتے ہیں۔ حسد چاہنے والے اور خدا سے منحرف ہیں۔

موجودہ زمانے میں بھی ساری دُنیا کے بہائی باقاعدہ خط و کتابت اور انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ سچے دل سے ایک دوسرے کے ساتھ ضمیمی تعلق رکھتے ہیں مختلف قوموں مختلف جنسوں۔ مختلف مذہبوں اور مختلف روایتوں کے لوگوں کا اس طرح آپس میں مل جل کر رہنا اس بات کا سچا ثبوت ہے کہ تعصب و باہمی تنفر کا قدیم اور پرانا جذبہ اتحاد کی اس روح کے ذریعہ جو حضرت بہاء اللہ نے پیدا کی ہے مغلوب ہو جائے گا۔

اس نظم و نسق کے متعلق خاص خاص باتیں حضرت ولی امر شوقی ربانی اپنے ان پے در پے خطوط میں جو آپ نے فروری ۱۹۲۲ء سے لے کر اب تک اہل بہاء کو لکھے اس طرح بیان فرماتے ہیں :-

"میں اس امر اللہ کے ماننے والوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ رائج خیالات اور پٹے جانے والے لٹیشنوں کو بھول جائیں اور اس بات کو پہلے سے زیادہ ذہن نشین کر لیں کہ موجودہ مروجہ تمدن کے بوسیدہ خیالات اور مٹتے ہوئے اداروں اور خدا کے عطا کئے ہوئے اداروں میں بین و واضح فرق ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان نئے اداروں کی عمارت کا ان پرانے اداروں کے کھنڈروں پر ہی قائم ہونا مقدر ہے۔ ....

کیونکہ حضرت بہاء اللہ نے انسانوں کو نیا جنم دینے والی ایک نئی روح کو ہی پیدا نہیں کیا۔ آپ نے فقط کچھ عمومی اصولوں کا ہی اعلان نہیں کیا۔ کسی خاص فلسفہ کو ہی پیش نہیں کیا خواہ یہ کتنے ہی زوردار صحیح اور عمومی کیوں نہ ہوں۔ بابا۔ ان کے علاوہ آپ نے اور آپ کے بعد حضرت عبد البہاء نے گذشتہ دینوں اور دھرموں کے برعکس دوٹوک صاف اور مخصوص طور پر قوانین بناتے ہیں۔ مکمل

Marfat.com

ادارے قائم کئے ہیں اور خدائی تمدن کے لوازمات بھی مہیا کئے ہیں۔ یہ آنیوالی سوسائٹی کے لئے نمونہ ہیں۔ دنیا میں صلح اکبر کے زبردست ذریعے ہیں۔ ساری دنیا کو ایک کرنے کے واحد وسیلہ اور زمین پر عدل اور راستبازی کی حکومت کا اعلان ہیں ...... ایک بات جو نہ تو حضرت مسیح کے دین میں تھی نہ حضرت محمد کے اور نہ ہی کسی اور پرانے دین یا دھرم میں تھی وہ یہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ کے شاگردوں کے پاس وہ تمام قوانین، قاعدے، اصول، ادارے اور ہدایات موجود ہیں جن کی ان کو اس کام کی تکمیل کے لئے جس کے لئے وہ محنت اور جانفشانی کرتے ہیں ضرورت پڑتی ہے ...... یہی امر بہائی کی امتیازی بات ہے۔ اس میں اس امر کے اتحاد کی قوت ہے۔ اس میں اُن کلام الٰہی کی صحت مضمر ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ پہلے دینوں کو برباد کرنے یا ان کی تحقیر کرنے نہیں آیا۔ بلکہ انھیں ملانے۔ متحد کرنے اور پورا کرنے کے لئے آیا ہے ....

اگرچہ اس وقت بہائی امر ان لوگوں کو کمزور نظر آرہا ہے جو اسے اسلام کی ایک شاخ سمجھکر اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یا ان چھوٹے چھوٹے مشتبہ فرقوں میں سے ایک فرقہ سمجھکر جو آجکل یورپ و امریکا میں بکثرت پائے جاتے ہیں اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر امر اللہ کا یہ بیش بہا موتی جو ابھی جنین کی حالت میں ہے خدائی شریعت کے خول کے اندر پروان چڑھتا رہیگا۔ اور کامل و بے عیب ترقی کرتا جائے گا۔ حتیٰ کہ یہ تمام نوع انسان پر چھا جائیگا۔ صرف وہی لوگ جنھوں نے حضرت بہاء اللہ کے ادنیٰ و ارفع مقام کو پہچان لیا ہے۔ جن کے دل اس کی محبت کا مزہ چکھ چکے ہیں اور اس کی روح کی قوت سے واقف ہیں۔ اس خدائی نظام اس بیش بہا عطیہ کی جو خدا نے نوع انسان کو عطا کیا ہے پوری طرح قدر کر سکتے ہیں۔

(۲۱ مارچ ۱۹۳۰ء)

Marfat.com

اس مقصد کی طرف یعنی دنیا کے اس نئے انتظام کی طرف جو خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جس کا دائرہ محیط ہے۔ جس کے اصول عدل پر مبنی ہیں۔ جس کی تعلیمات جاذبِ توجہ ہیں۔ ستم دیدہ نوعِ انسان کو بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ....

انسانی اداروں کے ان لیڈروں کی کوششیں کیسی رقت انگیز ہیں جو زمانہ کی روح کا خیال نہ کر کے ان قومی اعمال کو جو اس زمانہ کے مطابق تھے جب قومیں اپنی چار دیواری میں محصور تھیں اس زمانہ میں چلانا چاہتے ہیں جسمیں یا تو حضرت بہاء اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ساری دنیا متحد ہو جائے گی یا فنا ہو جائے گی۔ تمدنِ عالم کی تاریخ کے ایسے نازک وقت پر دنیا بھر کی قوموں کے لیڈروں کے لئے مناسب ہے کہ خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ مغرب کے ہوں یا مشرق کے۔ فاتح ہوں یا مفتوح حضرت بہاء اللہ کی بلند آواز کو سنیں اور اتحادِ عالم کے خیال سے معمور ہو کر جو امر اللہ کے قبول کرنے کے لئے ایک ضروری شرط ہے کمر باندھ کر بہادری سے کھڑے ہو جائیں۔ اور اس واحد علاج کو جو خدائی طبیب نے بیمار نوعِ انسان کے لئے تجویز کیا ہے پوری طرح دنیا میں جاری کر دیں ان کو چاہیئے کہ ان تمام خیالوں کو جو پہلے سے سوچ رکھے ہیں ترک کر دیں اور ہر قسم کے قومی تعصب کو خیرباد کہیں۔ پھر حضرت عبدالبہاء کی جو کلامِ الٰہی کے مستند مفسر تھے اس نصیحت کو جو آپ نے ریاستہائے متحدہ امریکا کے ایک اعلیٰ افسر کو کی تھی یاد رکھیں۔ افسر موصوف نے سوال کیا تھا کہ اس کو اپنے وطن کی حکومت اور اس کی رعیت کے مفاد کو بڑھانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت عبدالبہاء نے فرمایا:۔

"تم اپنے وطن کی اعلیٰ خدمت اسی وقت کر سکتے ہو جب تم ساری دنیا کے ساکن بن کر فیڈریشن کے ان اصول کو جن پر تمہارے اپنے ملک کی حکومت قائم ہے ساری دنیا کے ملکوں اور قوموں میں جاری کرنے کی کوشش کرو۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا بھر کی ایک سلطنت قائم ہو کر رہے گی جس کے حق میں

Marfat.com

دنیا بھر کی سلطنتیں جنگ کرنے کے کل اختیارات، ٹیکس لگانے کے کچھ اختیارات اور ہتھیار بندی کے سب اختیارات سے دست بردار ہو جائیں گی۔ دنیا کی ہر سلطنت کو اتنے ہتھیار اور اتنی فوج رکھنے کی اجازت ہوگی جتنی اندرون ملک میں انتظام قائم رکھنے کے لیے ضروری ہوگی۔ اس کل دنیا کی سلطنت کے ماتحت ایک محکمہ اجرائیہ ہوگا جس کو اس بین الاقوامی سلطنت کے کسی سرکش ممبر کو سزا دینے کے لیے اعلیٰ اور خود مختارانہ اختیارات حاصل ہونگے۔ دنیا بھر کی ایک پارلیمنٹ قائم کی جائیگی جس کے ممبروں کا انتخاب لوگ اپنے اپنے ملک میں کیا کرینگے۔ ہر ممبر کے انتخاب کی تصدیق اس کے ملک کی حکومت کیا کرے گی۔ اس عدالتِ عالیہ کے فیصلے ان حالات میں بھی جاری ہوا کریں گے جبکہ طرفین نے اپنا مقدمہ برضا و رغبت اس کے سامنے پیش نہ کیا ہو۔ ساری دنیا کے لوگ ایک برادری بن جائینگے جس میں سے تمام اقتصادی رکاوٹیں ہمیشہ کے لیے اٹھا دی جائیں گی۔ اور مالک و مزدور کا باہمی رشتہ صحیح طور پر مان لیا جائے گا۔ مذہبی دیوانگی کا شور و شر اور جنگ و جدال ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیئے جائینگے۔ قومی دشمنی کی آگ ہمیشہ کے لیے بجھا دی جائے گی۔ دنیا بھر کے ملکوں کے اتحادی نمائندے خوب سوچ بچار کر بین الاقوامی قوانین کی ایک تعزیرات بنائینگے جس کے بموجب یہ بھی اختیار دیا جائے گا کہ اتحادی اقوام کی متحدہ افواج فوری جبری مداخلت کر سکیں۔ آخر کار دنیا بھر کی قومیں ایک برادری بن جائیں گی۔ اور اس برادری کے لوگوں میں ایسے قومی جذبات اور جوش بالکل مٹ جائیں گے جن کی بنیاد متلون مزاجی اور جنگجوئی پر ہو اور اس کے بدلے تمام دنیا کو ایک وطن سمجھنے کا مستقل خیال پیدا ہو جائیگا

یہ ہے اس نظامِ عالم کا مختصر سا خاکہ جو حضرت بہاء اللہ اس دنیا کے لیے لائے ہیں اور جو آہستہ آہستہ پختہ ہونے والے زمانے کا اعلیٰ ترین پھل سمجھا جائے گا۔

...... حضرت بہاء اللہ کے عالمگیر امر کے زندگی بخش مقصد کے سمجھنے میں کسی قسم کی

Marfat.com

بدگمانی کو جگہ نہ دینی چاہیئے۔ آپ کے امر کا مقصد یہ ہرگز ہرگز نہیں کہ معاشرت کی موجودہ بنیادوں کو مسمار کرے بلکہ اس کا مقصد ان بنیادوں کو وسیع کرنا ہے۔ اور معاشرت کے اداروں کو نئے سرے سے ڈھالنا ہے تاکہ وہ اس ہمیشہ بدلنے والی دنیا کی ضروریات کے مطابق ہو جائیں۔ یہ نہ تو جائز اعتقادات سے ٹکراتا ہے اور نہ ہی لازمی وفاداری کی جڑ کو کھوکھلا کرتا ہے۔ اس کا یہ ہرگز مقصد نہیں کہ انسانی دلوں میں دانشمندانہ اور شائستہ محبتِ وطن کے شعلہ کو دبا سکے اور نہ ہی قومی خودمختاری کو جو حد سے بڑھی ہوئی مرکزیت کی برائیوں کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے منسوخ کرنا ہے۔ یہ اس حقیقت کو نہ تو ٹھکراتا ہے اور نہ ہی اس کے دبانے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ دنیا کے لوگ جدا جدا نژاد کے ہیں۔ ملکوں کی آب و ہوا جدا جدا ہے۔ تاریخ۔ زبان۔ روایات۔ خیالات اور عادات جداگانہ ہیں۔ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ ایک ایسی وسیع وفاداری اور ایک ایسی بڑی آرزو پیدا کرے جو آج تک نوعِ انسان نے کبھی محسوس نہیں کی۔ ....

حضرت بہاء اللہ نے ہر قسم کے تعصبات۔ ہر قسم کی تنگ نظریوں اور محدود وطن پرستیوں کے خلاف آواز اٹھائی ہے ...... کیونکہ آپ کے مسلمہ و ازلی اصول اور سیاسی و اقتصادی مسائل تمام نوعِ انسان کے مفاد کی بحیثیتِ مجموعی حفاظت کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ نوعِ انسان کو کسی ایک مخصوص قانون یا عقیدے کی تکمیل کو برقرار رکھنے کے لئے بھینٹ نہیں چڑھاتے .... وحدتِ نوعِ انسان کا اصول یعنی وہ محور جس کے گرد حضرت بہاء اللہ کی تمام تعلیمات گھومتی ہیں نہ تو کسی اندھا دھند جذبہ کا جوشیلا مظاہرہ ہے اور نہ ہی کسی مبہم پارسائی کی توقع کا اظہار ہے۔ اس کا منشا بہت گہرا ہے اور اس کا دعویٰ اُن تمام دعاوی سے بہت بڑا ہے جو انبیاء سلف کر سکے تھے۔ اس کا روئے سخن

Marfat.com

صرف فرد واحد ہی کی طرف نہیں ہے بلکہ اُس کا تعلق اولاً ان تمام لازمی تعلیمات سے ہے جو تمام قوموں اور حکومتوں کو اس طرح ایک دوسرے سے مربوط کر دیں گی گویا وہ ایک ہی خاندانِ انسان کے افراد ہیں۔ ......

وحدتِ عالمِ انسانی کا اصول ارتقاءِ انسانی کی تکمیل کا علمبردار ہے۔

یہ بات کہ انسانی خیال کے اس نئے پہلو کو فقط عالمگیر بلا ہی جلد وقوع میں لا سکتی ہے (افسوس ہے کہ) زیادہ سے زیادہ واضح ہوتی جا رہی ہے۔

...... ایک صبر آزما مصیبت۔ ایک آتشین ابتلاء کے بغیر جو نوعِ انسان کو سدھار کر تیار کرے گی اور کوئی چیز ذمہ داری کا وہ احساس ذہن نشین نہیں کر سکتی جو ایک نئے پیدا شدہ زمانہ کے لیڈروں کو ہونا چاہیئے۔ کیا خود حضرت عبد البہاء نے صاف و صریح الفاظ میں نہیں فرمایا کہ ایک اور جنگ جو پہلی جنگ سے زیادہ خوفناک ہوگی حتماً واقع ہونے والی ہے۔" (توقیع مبارک ۲۸ نومبر ۱۹۳۱ء)

یہ تنظیمی ادارہ اُس وقت جبکہ اس کے مشتمل حصے اور اس کے ترکیبی ادارے قوی اور تاثیر بخش کام کرنے لگیں گے۔ اپنے دعوے کی سچائی کو ثابت کرے گا اور اپنی اُس استعداد کو ظاہر کرے گا جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ یہ اس نئے نظامِ عالم کا صرف مبداء ہی نہیں بلکہ حقیقی نمونہ بھی ہے جسے وقت کے پورا ہونے پر ساری نوعِ انسان کو اپنی آغوش میں لینا ہے۔

تمام گذشتہ ادیان سے علیحدہ صرف یہی امر ایک ایسی عمارت کھڑی کرنے میں کامیاب ہوا ہے جس کی مبصرانہ جانچ پڑتال کرنا تمام فرسودہ و دیوالیہ عقائد کے حیران و پریشان پیروؤں کے لئے لازم ہے اور قبل اس کے کہ وقت

Marfat.com

ہاتھ سے نکل جائے انھیں چاہیے کہ وہ اس کی عالمگیر آغوش میں ضبط اور دائمی امن حاصل کرنے کے لئے آجائیں۔ ... .

حضرت بہاء اللہ کے نیچے لکھے بیانات اگر اس نظام کی قوت اور شان کی طرف جو آئندہ بہائی دولت مشترکہ کی ابتداء ہے اشارہ نہیں کرتے تو پھر یہ کس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ فرمایا ہے:۔

"اس نئے اور عظیم الشان نظام عالم کے ارتعاش انگیز اثر نے دنیا کے توازن کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ اس عجیب و غریب اور بے مثل نظام نے جس کی مانند دنیا کی آنکھوں نے آجتک نہ دیکھا تھا انسانی زندگی میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا ہے۔"

آنے والی بہائی دولت مشترکہ جس کی یہ عظیم الشان نظام فقط ابتدا ہے علماً و عملاً ہر دو طرح دنیا کی تاریخ سیاست میں نہ صرف لاثانی ہے بلکہ اس کی نظیر دنیا بھر کے مسلمہ ادیان کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ جمہوریت کی کوئی صورت اس کے مثل نہیں۔ کوئی خود مختارانہ یا آمرانہ حکومت خواہ وہ شہنشاہیت ہو یا جمہوریت اس سے لگا نہیں کھا سکتی۔ کوئی درمیانی مخصوص طریقہ اس جیسا نہیں ہو سکتا۔ کوئی مخصوص دینی طرز حکومت خواہ وہ یہودیوں کی جمہوریت ہو یا عیسائیوں کی کلیسیائی حکومت ۔ مسلمانوں کی امامت ہو یا خلافت۔ کوئی بھی اس نظام عالم کے مانند نہیں جسے خلاق عالم کے ماہر ہاتھوں نے بنایا ہے....

اس وقت جبکہ یہ نظام عالم ابھی سن طفولیت میں ہے کوئی اس کی اہمیت کو نہ گھٹائے اور نہ ہی اس کے مقصد کو غلط سمجھے جس بنیاد پر یہ نظام عالم

Marfat.com

بنا کیا ہے، وہ اس زمانہ میں بنی نوع انسان کے لئے خدا کا نہ بدلنے والا ارادہ ہے۔ اس کا منبع، جہاں سے یہ قوت حاصل کر رہا ہے خود حضرت بہاء اللہ ہیں۔

اس کا مرکزی و بنیادی مقصد جو اس کی روح رواں ہے حضرت بہاء اللہ کے لائے ہوئے جدید نظام عالم کو قائم کرنا ہے۔ اس کے طریقے جو یہ استعمال کرتا ہے اور اس کے معیار جس کی یہ تعلیم دیتا ہے نہ اسے مشرق کی طرف مائل کرتے ہیں نہ مغرب کی طرف نہ امیروں کی طرف نہ غریبوں کی طرف۔ نہ گوروں کی طرف نہ کالوں کی طرف۔ اس کا نصب العین نوع انسان کو متحد کرنا اور اس کا علم صلح عمومی ہے"۔ (توقیع مبارک ...)

مراد نہ کے نظام کے عروج کے ساتھ ساتھ اس کے مستقل احکام کی بڑھتی ہوئی علامات اور مصیبت زدہ معاشرے کے تار و پود کو بکھیرنے والی قوتوں کے درمیان مقابلہ جتنا روشن ہے اتنا ہی جاذب توجہ بھی ہے۔ بہائی دنیا کے اندر اور باہر علامتیں اور نشان جو نہایت عجیب طریقہ سے اس نظام عالم کی پیدائش کی منادی کرتے ہیں جس کا قیام امر اقدس کے سنہری زمانہ کا نشان ہے روز بروز بڑھتی اور جمع ہوتی جا رہی ہیں ...... خود حضرت بہاء اللہ اعلان فرماتے ہیں:

"بہت جلد موجودہ نظام عالم لپیٹ لیا جائیگا اور اس کی جگہ دوسرا پھیلا دیا جائیگا۔"

حضرت بہاء اللہ کی وحی کا ظہور اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ساری نوع انسان بالغ ہو گئی ہے۔ اسے صرف یہی نہ سمجھنا چاہئے کہ نوع انسان کی ہمیشہ بدلنے والی حالتوں میں یہ ایک اور روحانی تجدید حیات ہے، یا کہ یکے بعد دیگرے ترقی کرتے ہوئے آنے والے ظہورات الٰہی کی زنجیر کی یہ ایک اور کڑی ہے یا کہ دور نبوت کے سلسلہ کی تکمیل ہے۔ بلکہ اسے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس سیارہ پر انسانی مجموعی زندگی کے عظیم الشان ارتقاء کی یہ اعلیٰ منزل اور سب سے

اونچا درجہ ہے۔ دُنیا بھر کے لوگوں کا ایک برادری بننا۔ دُنیا بھر کی شہریت کے شعور کا پیدا ہونا۔ دُنیا بھر کی تہذیب و تمدن کی بنیاد پڑنا ایسے کارہائے نمایاں ہیں کہ جہاں تک اس سیارے پر زندگی کا تعلق ہے اُن کو انسانی معاشرت کے بندوبست کی آخری حدود سمجھنا چاہیئے۔ اور انسان بطور فرد کے بھی اس قسم کی تکمیل کی بدولت لاانتہا ترقی کرتا جائے گا۔ ....

نوعِ انسان کی وحدت سے جس کا نقشہ حضرت بہاء اللہ نے کھینچا ہے مراد دنیا بھر کی ایک دولتِ مشترکہ قائم کرنا ہے جسمیں تمام قوموں۔ نسلوں اور مذہبوں اور فرقوں کے لوگ ہمیشہ کے لئے متحد ہو جائینگے۔ جس میں اُس کے سلطنتی اعضاء کی خودمختاری۔ اُس کے افراد کی شخصی آزادی اور اُن کے ارادوں کی حتمی و کامل حفاظت کی جائے گی۔ جہانتک ہم اس دولتِ مشترکہ کا تصور باندھ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ دُنیا بھر کے لئے قانون بنانے والی مجلس ہوگی۔ جس کے اعضاء چونکہ وہ تمام نوعِ انسان کے ٹرسٹی ہونگے انہیں شامل شدہ قوموں کی کُل آمدنی پر قابض ہوں گے۔ وہ ایسے قانون وضع کرینگے جو زندگی کو باقاعدہ بنانے کے لئے، ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اور قوموں اور نسلوں کے درمیان تعلقات کو عدل کے ساتھ ترتیب دینے کے لئے ضروری ہونگے۔ دنیا بھر کے لئے ایک محکمۂ اجرائیہ قائم ہوگا جو ایک بین الاقوامی فوج کی مدد سے اُن قوانین کو جاری کروائیگا جو قانون ساز مجلس وضع کیا کرے گی اور دولتِ مشترکہ کے تمام اعضاء کے اتحاد کو برقرار رکھیگا۔ دنیا بھر کی ایک عدالت ہوگی جو ان جھگڑوں کا جو اس دولتِ مشترکہ کے مختلف اعضاء کے درمیان اٹھا کریں گے، فیصلہ کیا کرے گی یہ فیصلے قطعی ہوا کرینگے جن کی اطاعت ہر ہر کو زبردستی کرنی پڑے گی۔ دنیا بھر میں

Marfat.com

آمد و رفت و خط و کتابت کا ایک طریقہ مقرر کیا جائے گا جو نہایت تیزی اور مکمل باقاعدگی کے ساتھ کام کیا کرے گا۔ اسمیں کوئی قومی رکاوٹیں یا پابندیاں نہ ہوں گی۔ دنیا بھر کا ایک پایہ تخت ہوگا جو دنیا بھر کے تمدن کا قلب یا مرکز ہوگا جسمیں زندگی کی تمام متحد کرنے والی قوتیں جمع ہو کر اپنے قوت بخش اثر کا پرتو ڈالا کریں گی۔ دنیا بھر کی ایک زبان ہوگی جو یا تو نئی بنائی جائے گی یا موجودہ زبانوں میں سے چن لی جائیگی یہ زبان دولتِ مشترکہ کی متحدہ قوموں کے سکولوں میں مادری زبان کے ساتھ بطور ثانوی زبان کے پڑھائی جائے گی۔ دنیا بھر کے لئے ایک خط۔ ایک ادب۔ ایک سکہ۔ ایک قسم کے اوزان اور پیمانے نوعِ انسان کی مختلف جنسوں اور قوموں کے درمیان آمد و رفت اور رفاقت اور موافقت کی آسانیاں پیدا کر دیں گے۔ دنیا بھر کی اس معاشرت میں علم (سائنس) اور دین جو انسانی زندگی کی دو بڑی طاقتور قوتیں ہیں آپس میں مل کر ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں گے اور ہم آہنگ ہو کر نشوونما پائینگے۔ ایسے نظام کے ماتحت اخبارات اگرچہ نوعِ انسان کے مختلف خیالات کو ظاہر کرنے کے لئے پوری طرح آزاد ہوں گے مگر وہ کسی ایک دولتمند شخص یا شرکت کے ہاتھوں میں پڑ کر کوئی شرارت انگیز پراپیگنڈا نہ کرسکینگے۔ یہ شخص یا شرکت سرکاری ہو یا غیر سرکاری اس طرح اخبارات، دو برسرپیکار قوموں یا حکومتوں کے اثر سے آزاد ہو جائیں گے دنیا بھر کی آمدنی کے وسائل ایک انتظام کے ماتحت لائے جائیں گے۔ کچے مال کے ذرائع تلاش کر کے ان سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے گا۔ اس کی منڈیوں میں یکجہتی پیدا کر کے ان کو ترقی دی جائے گی اور اس کی پیداوار عدل و انصاف کے ساتھ سب میں تقسیم کی جائیں گی۔

قومی فرقہ بندیاں نفرتیں ایکدوسرے کے خلاف تعصب اور سرمایہ کاریاں

Marfat.com

بند ہو جائیں گی۔ نژادی دشمنی و تعصب کی جگہ نژادی اتحاد۔ تشریک، مساعی اور باہمی موافقت جلوہ گر ہو گی۔ مذہبی جنگ و جدال کے وجوہات ہمیشہ کے لیے اٹھا دیئے جائینگے اقتصادی رکاوٹیں اور پابندیاں بالکل اڑا دی جائیں گی۔ اور انسان کی تمام نسلوں میں جو بیجا امتیازات قائم ہیں وہ بالکل مٹا دیئے جائینگے۔ حد سے زیادہ افلاس دولتمندی دونوں غائب ہو جائینگے۔ مالی اور سیاسی قوتیں جو اس وقت جنگ کیلئے صرف کی جاتی ہیں اس قسم کے مقاصد کے لیے وقف ہوا کریں گی۔ مثلاً انسان کی بہتری کے لیے ایجادات و صنائع کو بڑھانا۔ نوعِ انسان کے لیے پیداوار کی قوتوں کو زیادہ کرنا۔ بیماریوں کو دفع کرنا۔ علمی (سائنٹیفک) تحقیق کو وسیع کرنا۔ جسمانی صحت کے معیار کو بڑھانا انسانی عقل کو جلا دینا اور تیز کرنا۔ کرہ زمین کے ایسے وسائل کا پتہ لگانا جو ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ انسانی عمر کو بڑھانا اور ایسے دوسرے وسیلوں کو ترقی دینا جو انسانوں کی روحانی عقلی و اخلاقی زندگی کو بیدار کریں۔

زندگی کی متحد کرنے والی قوت سے مجبور ہو کر ساری نوعِ انسان جس منزل کی طرف اس وقت بڑھ رہی ہے وہ یہ ہے کہ ساری دنیا میں ایک اتحادی نظام جاری ہو جس میں ساری دنیا پر ایک ایسی حکومت ہو گی جس کے اختیارات و قوت کی کوئی نافرمانی نہ کر سکیگا جس میں مشرق و مغرب کے اعلیٰ اصول یکجا کر دیئے جائینگے جو جنگ اور اس کی مصیبتوں سے نجات دیگا۔ جو روئے زمین کے قابل استفادہ وسائل سے طلب منفعت کریگا جس میں قوت و طاقت انصاف کی کنیز بن جائیگی اور جس کے وجود کا انحصار سب انسانوں کے معرفت الٰہی حاصل کرنے اور ایک دین کی پیروی کرنے پر ہو گا۔

تمام نوعِ انسان گڑگڑا رہی ہے اور اتحاد کی طرف جانے کے لیے جان دے رہی ہے

Marfat.com

الہامی ان طولانی مصیبتوں کو ختم کرنے کے لیے سر دھن رہی ہے۔ پھر بھی ضد کے ساتھ اس نور کو قبول کرنے اور اس صاحب اختیار قوت کو ماننے سے انکار کر رہی ہے جو اس کی گتھیوں کو سلجھا سکتی ہے اور اس سخت بلا و مصیبت کو دھکیل سکتی ہے جس میں یہ پھنسنے والی ہے ....

ساری نوعِ انسان کا اتحاد و وحدت اس منزل کا امتیازی نشان ہے جس کی طرف انسانی سوسائٹی اس وقت بڑھ رہی ہے۔ خاندانی، قبائلی، شہری اور قومی اتحاد کا یکے بعد دیگرے تجربہ ہو چکا ہے۔ اب مصیبت زدہ نوعِ انسان تمام دنیا کے اتحاد کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ قوم بنانا اب ختم ہو چکا ہے۔ سلطنتی اختیار میں جو فساد مضمر ہے وہ اب اپنی آخری حد کو پہنچ چکا ہے۔ دنیا جو اب بلوغ کو پہنچ گئی ہے حتماً اس بت کو ترک کر دینی، اس کے لیے اب انسانی تعلقات کے اتحاد کو ماننا لازمی ہو گیا ہے اور یہ اٹل ہو چکا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے ایک ایسا ذریعہ قائم کرے جو اس کی زندگی کے اس بنیادی اصول کو مضبوطی کے ساتھ قائم کرے۔" (توقیع مبارک ۱۱ مارچ ۱۹۳۶ء)

حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی صداقت کے ثبوت

جتنا زیادہ ہم حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی زندگی کے حالات اور ان کی تعالیم پڑھتے ہیں اتنی ہی زیادہ حیرت ہوتی ہے۔ یہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ ہم ان کی عظمت زندگی کا بجز آسمانی وحی کے اور کوئی سبب یا وجہ قرار دے سکیں۔ ان کی پرورش ایسی فضا میں ہوئی تھی جو مذہبی دیوانگی اور تعصب سے پر تھی۔ انھوں نے معمولی ابتدائی تعلیم پائی تھی۔ مغربی تمدن سے انھیں کوئی مس نہ تھا۔ کوئی سیاسی

Marfat.com

یا مالی قوت اُن کی پُشت پر نہ تھی۔ اُنھوں نے انسانوں سے کچھ طلب نہ کیا۔ اور انھیں ناانصافی ظلم وستم کے سوا اور کچھ نہ دیا گیا۔ زعمائے جہان نے یا تو ان کی پرواہ نہ کی اور یا اُن کی مخالفت پر تل گئے۔ اُن کے کوڑے مارے گئے۔ انھوں نے اپنے مشن کے پورا کرنے میں دُکھ۔ قید اور دیگر بدترین مصائب سہے۔ ساری دنیا ایک طرف اور وہ ایک طرف تھے اور سوائے خدا کے اُن کا کوئی حامی نہ تھا۔ مگر ان کی فتح حال میں ہی ظاہر ونمایاں ہے۔

اُن کے اُصولوں کی شان وعظمت۔ اُن کی زندگیوں کی نجابت اور ایثار۔ اُن کی اولوالعزمی اور استقلال۔ اُن کا حیرت افزا علم اور تحیر خیز حکمت۔ اُن کا مشرق ومغرب ... کے باشندوں کی احتیاجات کو سمجھنا۔ اُن کی تعالیم کی وسعت اور مناسبت۔ اپنے ماننے والوں میں صمیمی وفاداری اور جوش پیدا کرنے کی قوت۔ اُن کے اثر کا نفوذ واقتدار۔ اُن کی تحریک کی دن دونی اور رات چوگنی ترقی.... یہ اُن کی صداقت کے ایسے زبردست اور ایسے قائل کرنیوالے ثبوت ہیں جنھیں صرف دین کی تواریخ ہی پیش کرسکتی ہیں۔

شاندار مستقبل تبانی بشارات خدا کے فضل وکرم کا ایک دل خوش کن منظر ہمارے سامنے منکشف کرتی ہیں اور بنی نوع انسان کی آئندہ ترقی کے دلپذیر نظارے ہماری آنکھوں کے سامنے لاتی ہیں۔ یہ یقیناً اُن سب مکاشفوں سے بڑا مکاشفہ ہے جو آجتک نوعِ انسان کو دیئے گئے تھے۔ یا یوں کہیں کہ یہ سب پہلے مکاشفوں کو پورا کرتا ہے۔ اس کا مقصد نوعِ انسان کو نئی زندگی دینا اور ایک نیا آسمان اور نئی زمین پیدا کرنا ہے۔ یہ وہی کام ہے جس کے پورا کرنے میں حضرت مسیح اور دیگر انبیائے کرام نے اپنی زندگیاں صرف

Marfat.com

کیں۔ اِن معلمین ربانی کے درمیان کوئی رقابت یا حریفانہ رُوح نہیں ہے۔ یہ کام صرف اس ظہور یا اُس ظہور کے ذریعے نہیں بلکہ متفقاً سب کے ذریعے پورا ہوگا۔ جیسا کہ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:۔

"اِس بات کی ضرورت نہیں کہ عیسیٰ کو بڑا بنانے کے لئے ابراہیم کو چھوٹا کر کے دکھایا جائے۔ یہ ضروری نہیں کہ بہاءاللہ کی منادی کرنے کے لئے عیسیٰ کو گھٹایا جائے۔ حق و صداقت جہاں کہیں بھی ہو ہمیں لینا چاہئے۔ اِس بات کا لب لباب یہ ہے کہ یہ سب بڑے بڑے پیغمبر کمالات کے مذاق عالم کو بلند کرنے کے لئے آئے رہے۔ سب کے سب مشیت الٰہی کے آسمان میں آفتاب بن کر درخشاں ہیں۔ سب کے سب دُنیا کو اپنے انوار سے منور کر رہے ہیں۔" (سٹار آوف دی ویسٹ جلد ۲ نمبر ۸ صفحہ ۸)

کام خدا کا ہے۔ اور خدا صرف پیغمبروں کو ہی نہیں بلکہ کل بنی نوع کو بلاتا ہے کہ اس تخلیقی عمل میں اُس کے مطیع و فرمانبردار ہوں۔ اگر ہم اُس کی دعوت کو قبول نہیں کرتے تو اس سے ہم اس امر کی ترقی کو روک نہیں سکتے۔ کیونکہ جو خدا چاہتا ہے وہ یقیناً واقع ہو کر رہتا ہے۔ اگر ہم اپنے فرض کو پورا کرنے میں قاصر رہینگے تو وہ اپنے مقصد کے پورا کرنے کے لئے اور وسائل پیدا کر سکتا ہے۔ مگر گھاٹے میں ہم ہی رہیں گے۔ کیونکہ ہم اُس حقیقی مقصد و مُدعا کو پورا نہ کر سکیں گے جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں اور بہائی تعلیم کے مطابق انسانی زندگی کی حقیقی اور شاندار تکمیل یہ ہے کہ ہم فنا فی اللہ ہو جائیں۔ یعنی خدا کے عاشق۔ اُس کے بندے اور اس کے ارادے کو پورا کرنے کے لئے راضی برضا ہو کر ذرائع اور وسائل بن جائیں۔ یہاں تک کہ ہم اپنے اندر سوائے اُس کے اور کسی کو نہ پائیں۔

Marfat.com

نوعِ انسان کو ایک قلب سلیم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اُس کو خدا نے اپنی صورت اور اپنی مثل بنایا ہے۔ اس لیے جب انسان سچائی معلوم کر لیتا ہے تو یہ حماقت کی ہولناکیوں میں سرگرداں نہیں رہتا۔ حضرت بہاء اللہ ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ خدا کی آواز پر اب بہت جلد عمومی طور پر لبیک کی صدا بلند ہو گی اور کُل بنی نوع انسان راستبازی اور اطاعت کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ اس وقت رنج، خوشی میں بدل جائے گا اور بیماری صحت سے مبدّل ہو جائے گی۔ اور اس دُنیا کی حکومتیں ہمارے خداوند اور اُس کے مسیح کی حکومت بن جائیں گی اور خدا ابدالآباد تک حکومت کرے گا۔" (مکاشفہ یوحنا باب ۱۱ آیت ۱۵) نہ صرف وہی جو زمین پر ہیں بلکہ وہ بھی جو آسمانوں میں ہیں، خدا میں متحد ہو کر ہمیشہ اُسی میں خوشیاں منائیں گے۔

تجدیدِ دین موجودہ زمانہ میں دُنیا کی حالت سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ معدودے چند لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام دینوں کے ماننے والوں کو اُن کے دین کے حقیقی معانی سمجھا کر انھیں بیدار کیا جائے۔ اور یہ بیداری پیدا کرنا حضرت بہاء اللہ کے مشن کا ایک اہم ترین مقصد ہے۔ آپ عیسائیوں کو بہتر عیسائی اور مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانے آئے ہیں۔ اور تمام لوگوں کو اُن کے اپنے اپنے بانیانِ دین کی حقیقی رُوح سے آگاہ فرما رہے ہیں۔ آپ میں وہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی ہے جو ان تمام انبیائے کرام نے کی تھی کہ وقت کے پورا ہونے پر ایک نہایت عظیم الشان ظہور ہو گا۔ جو تمام انبیاء کے کاموں کو تکمیل تک پہنچائے گا۔ آپ نے اپنے سے پہلے انبیاء کی نسبت روحانی حقائق کو زیادہ کھول کر بیان فرمایا ہے اور ان تمام انفرادی اور اجتماعی زندگی کے

Marfat.com

سوالات کے متعلق جو آجکل دنیا کے سامنے پیش ہیں مشیت الہٰی کو ظاہر فرمایا ہے آپ نے عالمگیر تعلیمات عنایت فرمائی ہیں۔ جن پہ ایک نئے اور بہتر تمدن کی مستحکم بنیاد قائم ہو رہی ہے۔ یہ تعلیمات اس نئے دور کی دنیا کی جو اب شروع ہو رہا ہے سب ضروریات پہ حاوی ہیں۔

وحی نازلہ کی ضرورت وحدت عالم انسانی۔ وحدت ادیان موافقت سائنس و دین۔ قیام صلح اکبر۔ بین الاقوامی محکمۂ عدالت بین الاقوامی بیت العدل۔ بین الاقوامی زبان۔ آزادی نسوان۔ عالمگیر تعلیم و تربیت۔ انسانی غلامی ہی کی نہیں بلکہ تجارتی غلامی کی بھی حرمت۔ ہر فرد کی آزادی اور حقوق کا لحاظ رکھتے ہوئے نوع انسان کی بطور ایک ہی خاندان کے تنظیم

یہ سوالات ہیں جو بڑی بھاری اہمیت اور سخت دشواریاں پیدا کرتے ہیں اور جن کے متعلق عیسائیوں مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے خیالات مختلف اور اکثر اوقات سخت دشمنی کے تھے اور اب تک ہیں۔ حضرت بہاءاللہ کے ذریعے خدا نے صاف صاف اور واضح اصول نازل فرمائے ہیں جن پر عملدرآمد کرنا دنیا کو بہشت بنا دے گا۔

حق سب کیلئے ہے اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بہائی تعالیم ایران اور مشرق کے لئے بیشک نہایت شاندار و مفید ہیں۔ مگر مغربی اقوام کے لئے وہ غیر ضروری بھی ہیں اور نامناسب بھی۔ ایک شخص کو جس نے یہ خیال ظاہر کیا تھا حضرت عبدالبہاء نے جواب دیا:۔

حضرت بہاءاللہ کے امر کے معنی یہ ہیں کہ جو کچھ عام بہتری کے لئے ہے

وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو خدا کی طرف سے ہے وہ عام بہتری کے لئے ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو سب کے لئے سچ ہے۔ اور اگر نہیں تو سب کے لئے نہیں۔ اس لئے وہ خدائی امر جو عام بہتری کے لئے ہو مشرق یا مغرب تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ آفتاب حقیقت کے انوار مشرق و مغرب دونوں کو روشن کرتے ہیں۔ اور اس کی حرارت شمال و جنوب دونوں میں محسوس ہوتی ہے۔ یعنی ایک قطب کو دوسرے قطب سے کوئی امتیاز نہیں۔ مسیح کے ظہور کے وقت رومیوں اور یونانیوں نے بھی یہی کہا تھا کہ آپ کا امر یہودیوں کے لئے ہی مخصوص تھا۔ انھیں یہ زعم تھا کہ ان کا تمدن مکمل ہے اور انھیں حضرت مسیح کی تعالیم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اسی جھوٹے خیال نے ان میں سے بہتوں کو اس کے فضل سے محروم کر دیا۔ واضح ہو کہ مسیحیت کے اصول اور حضرت بہاءاللہ کے احکام بالکل ایک سے ہیں اور ان کے طریقے بھی ایک سے ہی ہیں۔ ہر یوم کی ایک جداگانہ شان ترقی ہے۔ ایک زمانہ تھا، یہ خدائی کارخانہ (ارتقائی نبوت) عالمِ نطفہ میں تھا۔ پھر عالمِ جنین پھر عالمِ طفلی اور پھر ذی ہوش نوجوان کی مانند ہو گیا۔ آج کے دن یہ نہایت حسن و جمال کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

Marfat.com

وصایائے عبدالبہاء

نیاورق

یہ نیا ورق اس امر کی تاریخ میں ایک بلند تر حالت اور بلوغ کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی اس کے ماننے والوں پہ اظہار ایمان وعمل کی مزید ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ حضرت عبدالبہاء نے فوق البشر قوت اور لاثانی استعداد کے ساتھ مشرق ومغرب میں اس محبت کو پھیلایا جو آپ حضرت بہاءاللہ سے رکھتے تھے۔ آپ نے نور ایمان کو بہت سے دلوں میں روشن کیا۔ آپ نے نفوس کی ایسی تربیت فرمائی اور ان کی ایسی رہنمائی کی کہ وہ روحانی زندگی بسر کرنا سیکھ گئے۔ آپ کے صعود فرما جانے کے بعد وقت آگیا تھا کہ وہ نظام تمدن قائم کیا جائے جسے اس عالمگیر تنظیم وتمدن کا بیج اور بنیاد کہا گیا ہے جسے قائم کرنا حضرت بہاءاللہ کے امر کا اصلی مقصد ہے۔ پس حضرت عبدالبہاء کا وصیت نامہ بہائی تاریخ میں ایک نیا دور شروع کرتا ہے جو ناپختگی اور غیر ذمہ داری کے زمانہ کو اس زمانہ سے جدا کرتا ہے جس میں خود بہائیوں کے لیے یہ مقرر ہوا ہے کہ وہ امراللہ کو شخصی دائرہ سے نکال کر سماجی اتحاد اور اشتراک عمل کے میدان میں لائیں اور اپنے روحانی فرائض کو پورا کریں۔ نظام وتمدن کا جو نقشہ حضرت عبدالبہاء بنا گئے ہیں اس کے تین بڑے بڑے عناصر ہیں :-

Marfat.com

(۱) ولیِ امر اللہ

(۲) ایادی امر اللہ

(۳) مجالس روحانی محلی۔ مرکزی و بین الاقوامی۔

ولیِ امر اللہ حضرت عبد البہاء نے اپنے سب سے بڑے نواسے حضرت شوقی آفندی کو ولیِ امر اللہ کے ذمہ دار عہدہ پر مقرر فرمایا

حضرت شوقی آفندی حضرت ضیاء خانم کے سب سے بڑے فرزند ہیں جو حضرت عبد البہاء کی سب سے بڑی بیٹی ہیں۔ آپکے والد ماجد آغا میرزا ہادی سلالۂ حضرت باب سے ہیں۔ حضرت شوقی آفندی حضرت عبد البہاء کے صعود فرمانے کے وقت ۲۵ سال کے تھے اور آپ بیلیل کالج آکسفورڈ میں تعلیم پا رہے تھے۔ آپ کی تقرری کا اعلان حضرت عبد البہاء اپنی وصایا میں اس طرح فرماتے ہیں:۔

"اے یارانِ مہربان! اس مظلوم کے مفقود ہونے کے بعد اغصان وافنانِ سدرۂ مبارکہ (خویش واقارب حضرت باب و حضرت بہاء اللہ) ایادیِ امر اللہ اور حضرت جمالِ ابہیٰ کے احباب کو لازم ہے کہ وہ حضرت شوقی آفندی کی طرف متوجہ ہوں، جو دو شجرۂ مقدسہ مبارکہ سے پیدا ہوئے ہیں اور جو دوحۂ رحمانیہ کی دو شاخوں کے ملنے سے وجود میں آئے ہیں۔ کیونکہ آپ آیت اللہ، غصن ممتاز اور ولیِ امر اللہ ہیں اور تمام اغصان وافنان وایادیِ امر اللہ واحباء اللہ کے مرجع ہیں اور خدا کی آیات کے مبین ہیں۔ اور آپ کے بعد آپ کی نسل میں سے یکے بعد دیگرے جو پہلوٹھی کی اولاد ہوگی وہ اس

Marfat.com

مقام پر فائز ہوگا۔۔۔۔۔۔
ولیِ امراللہ اور بیت العدل عمومی جو عموم کے انتخاب سے قائم اور تشکیل کیے جائیں گے، حضرت جمالِ ابہیٰ کی حفاظت اور صیانت اور حضرت اعلیٰ روحی لہما الفداء کی حراست اور عصمت کے تلے ہونگے اور جو کچھ وہ فیصلہ دینگے خدا کی طرف سے ہوگا۔۔۔۔۔۔

اے احبائے الٰہی! ولیِ امراللہ کو لازم ہوگا کہ وہ اپنی حین حیات میں اپنے جانشین کو منتخب کریں تاکہ آپ کے صعود کے بعد اختلافات پیدا نہ ہو۔ اور جس شخص کو تعین کریں وہ تقدیس وتنزیہہ۔ تقوای الٰہی اور علم وفضل وکمال کا مظہر ہو۔ پس اگر ولیِ امراللہ کی پہلوٹی کی اولاد اس ضرب المثل "بیٹا اپنے باپ کا سرِمخفی ہے" کے مطابق نہ ہو یعنی عنصرِ روحانی سے نہ ہو اور اس کا چال چلن اس کے خاندانی شرف کے مخالف ہو تو اولاد میں سے دوسرے کو انتخاب کریں۔

ایادی امراللہ اپنی جمعیت میں سے نو شخصوں کو چنا کریں گے جو ولیِ امراللہ کی اہم خدمات میں مشغول رہا کریں گے۔ ان دو نو شخصوں کا انتخاب یا تو اتفاق رائے سے ہوگا یا کثرت آراء سے۔ اور یہ نو شخص اتفاق یا کثرت آراء سے اس جانشین کی جسے ولیِ امراللہ انتخاب فرمایا کرینگے تصدیق کیا کرینگے۔ اور تصدیق اس طرح ہوا کرے گی کہ مصدق اور غیر مصدق معلوم نہ ہوا کرے گا"

ایادی امراللہ حضرت بہاءاللہ نے اپنے زمانہ ظہور میں ہی چار معتبر

Marfat.com

و معتمد احباب کو امر تبائی .... کے کام چلانے اور ترقی دینے کے لئے مقرر فرمایا تھا اور انھیں ایادیِ امراللہ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ ان میں سے تین صعود فرما چکے ہیں اور ایک ابھی زندہ ہیں۔ حضرت عبدالبہار اپنی وصایا میں ایک مستقل جمعیت کارکنان کے قائم کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں جو امری معاملات میں ولیِ امر کے ساتھ کام کریں گے۔ آپ لکھتے ہیں :-

اے یاران! ایادی امراللہ کو ولیِ امراللہ نامزد و مقرر فرمایا کرینگے ایادیِ امراللہ کا فرض نشرِ نفحات اللہ۔ تربیتِ نفوس۔ تعلیمِ عموم اور عموم کے اخلاق کو بہتر بنانا ہوگا۔ ان کی چال ڈھال۔ طور و اطوار کردار و گفتار ہر حالت سے تنزیہہ و تقدیس ظاہر ہو۔ اور خدا کا خوف ان سے ظاہر و آشکار ہو۔ ایادیِ امراللہ کی یہ جماعت ادارہ ولیِ امراللہ کے ماتحت ہوگی۔ جو ہمیشہ ان کو نفحات اللہ کے پھیلانے اور کل اہلِ جہان کی ہدایت کی سعی و کوشش اور جد و جہد کرنے کی تلقین کیا کریں گے۔ کیونکہ نورِ ہدایت سے ہی سب جہان روشن ہو سکتے ہیں۔"

Marfat.com

وصایای حضرت عبدالبہاء سے کچھ اور اقتباسات

حضرت عبدالبہاء کی آخری وصیت کی اہمیت ۔ اس کے ارشادات کا بلند اور ان کی منزلت اور اُس کی ہدایات و شرائط کی بنیادی حکمت اس بات کی مقتضی ہیں کہ ہم اس پر اس وقت کسی قسم کی حاشیہ آرائی نہ کریں ۔ مگر ہم دینِ بہائی کے مختصر سے خاکہ کے آخر میں اس اہم وصیت سے چند اور ایسے اقتباسات درج کر دینا مناسب خیال کرتے ہیں جو نہایت وضاحت سے اس رُوح اور ان اُصول کا نقشہ کھینچتے ہیں جو حضرت عبدالبہاء کی رہنمائی اور ہمت افزائی کرتے تھے اور جو آپ کے وفادار پیروؤں کو بطور ورثہ ملے ہیں ۔

اے خدا کے پیارو ! اِس دَورِ مقدّس میں لڑنا جھگڑنا اور فساد بالکل حرام ہے ۔ اور جو تعدّی کریگا وہ اپنے آپ کو خدا کے فضل سے محروم پائے گا ۔ ہر شخص پر یہ فرض ہے کہ تمام قوموں اور قبیلوں سے خواہ وہ اپنے ہوں یا بیگانہ نہایت محبت ۔ راستی ۔ درستی اور دلی مہربانی سے پیش آئے ۔ بلکہ رعایت اور محبت اس درجہ تک پہنچ جائے کہ بیگانہ اپنے آپکو آشنا جانے اور دشمن دوست خیال کرے یعنی وہ ہرگز کسی قسم کا تفاوت محسوس نہ کریں ۔ کیونکہ عمومیت خدا کی عادت ہے اور تحدید صفتِ شیطانی ۔

پس اے یارانِ مہربان ! تمام قوموں ، دینوں اور لوگوں سے کمال راستی ، درستی ۔ وفا پرستی ۔ مہربانی ۔ خیرخواہی اور دوستی سے چلو تاکہ سارا جہانِ ہستی فیضِ بہاء کے نابر رنگ سے سرمست ہو ۔ اور نادانی ، دشمنی ، کینہ و بغض دُنیا سے زائل ہو جائے ۔ مختلف قوموں اور فرقوں میں جو بیگانگی کی تاریکی چھائی ہوئی ہے وہ یگانگت کے انوار میں تبدیل ہو جائے ۔ اگر دوسری قومیں اور لوگ تم پر جفا کریں تم وفا کرو ۔ اگر

Marfat.com

تم پر ظلم کریں تم عدل کرنا۔ اگر وہ تم سے پرہیز کریں، تم انھیں اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرنا۔ دشمنی کریں تو دوستی سے پیش آنا۔ اگر وہ تمھیں زہر دیں، تم انھیں امرت دینا۔ اگر تم کو زخمی کریں تو تم اُن کے زخم کا مرہم بننا۔ یہ مخلصوں اور صادقوں کی صفات ہیں۔

اے خدا کے پیارو! تم ہر عادل بادشاہ کے سامنے متواضع رہنا۔ اور ہر راستباز شہریار کے فرمانبردار۔ بادشاہوں کی نہایت صداقت و امانت سے خدمت کرنا۔ اور اُن کے مطیع و خیر خواہ رہنا۔ اور ملکی معاملاتِ سیاست میں اُن کے اِذن و اجازت کے بغیر دخل نہ دینا۔ کیونکہ ایک بادشاہِ عادل کے ساتھ خیانت کرنا خدا کے ساتھ خیانت کرنا ہے۔ یہ تمھیں میری نصیحت اور خدا کا حکم ہے۔ جس کا ماننا تم پر فرض ہے۔ مبارک ہیں وہ جو عمل کرتے ہیں۔

پروردگار! تو دیکھتا ہے کہ تمام چیزیں میرے حال پر رو رہی ہیں اور میرے اپنے رشتہ دار خوشیاں منا رہے ہیں۔ تیری عزت کی قسم اے میرے پروردگار! میرے بعض دشمن بھی میرے دکھوں اور میری بلاؤں کو دیکھکر رنجیدہ ہوئے اور حاسدوں نے میری غربت و ابتلا اور کرب و بلا پر آنسو بہائے۔ کیونکہ انھوں نے مجھ میں سوائے مہر و مودّت اور کچھ نہ دیکھا اور سوائے مہربانی اور محبت کے کچھ نہ پایا۔ جب انھوں نے مجھے مصیبتوں اور بلاؤں کے سیلاب میں گھرے دیکھا اور قضا کے تیروں کا نشانہ پایا تو اُن کے دل رقّت سے بھر گئے۔ آنسو اُن کی آنکھوں میں ڈبڈبا آئے۔ اور انھوں نے شہادت دی کہ خدا گواہ ہے ہم نے اس میں سوائے وفا، عطا اور حد درجہ کی رأفت کے اور کچھ نہیں دیکھا۔ مگر ناقضین ناعقین کا بغض اور زیادہ بھڑکا اور وہ میری مصیبت پر اور میرے اس طرح محنت و بلا کا شکار ہونے پر خوش ہوتے۔ میرے خلاف اُٹھے اور اُن جانگدازانہ

Marfat.com

حوادث کو دیکھ کر جو مجھے گھیرے ہوئے تھے خوشیاں منانے لگے۔

اے میرے پروردگار! میں اپنی زبان اور اپنے سارے دل سے تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو انھیں اُن کے ظلم و اعتساف اور نفاق و شقاوت کے لئے نہ پکڑنا۔ کیونکہ وہ جاہل ہیں۔ دیوانے ہیں اور بے حیا ہیں اور نہیں جانتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ وہ نیکی و بدی میں فرق نہیں کر سکتے۔ اور عدل و انصاف کو ظلم و اعتساف اور خواہشات سے تمیز نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی نفسانی خواہشات کی متابعت کرتے ہیں۔ اور ناقص ترین اور جاہل ترین لوگوں کی پیروی کرتے ہیں۔

اے پروردگار! اُن پر رحم کر اور انھیں اس پُرفتن زمانہ میں ہر بلا سے محفوظ رکھ اور جس قدر بھی رنج و الم اور محنت و بلا ہیں وہ اس بندے پر نازل کر جو اس اندھیرے غار میں گھرا ہوا ہے۔ ہر بلا کے لئے مجھے چن لے۔ اور مجھے اپنے تمام پیاروں کے لئے فدا کر۔ اے میرے پروردگار اعلیٰ! میری روح۔ میری ذات۔ میرا نفس۔ میری کینونت، ہویت و حقیقت سب اُن کے لئے قربان کر۔

اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار! میں نہایت عجز و انکسار سے اپنے منہ کے بل گر کر تجھ سے نہایت تضرع و ابتہال کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ تو اُن سب کو جنھوں نے مجھے اذیت دی ہے بخش دے اور اُن سب کو معاف کر دے جنھوں نے میرے خلاف منصوبے باندھے اور مجھے ستایا۔ اور ان سب کے گناہوں کو دھو ڈال جنھوں نے مجھ پر ظلم کئے۔ انھیں اپنی بہترین برکات عطا کر اور انھیں خوشیاں عنایت کر۔ حسرتوں سے انھیں بچا اور انھیں امن اور بہبودی سے بہرہ ور کر۔ اور انھیں اپنے فضل و عطا سے مالا مال کر دے تو مقتدر و عزیز و مہیمن و قیوم ہے۔

Marfat.com

"جب انسان ایسا ہوجاتا ہے کہ اُس کا نفس روح کے ذریعے دماغ کو روشن کرکے تو ساری کائنات کی سیر کرتا ہے۔ مگر برخلاف اس کے اگر اُس کا دل اور دماغ اُس روح القدس سے منوّر نہیں ہوتے اور انسان مادّیات کی طرف مائل ہوتا ہے۔ یعنی اپنے نفس کی جسمانی خواہشات میں مگن ہوجاتا ہے تو وہ اپنے بلند مقام سے گرجاتا ہے اور وہ حیوانی طبقے سے بھی نیچے چلا جاتا ہے۔" (خذم از تعبدالبہاء)

وسیلہ کی ضرورت

حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں کہ خالق اور مخلوق کے درمیان وسیلے کا ہونا لازمی ہے۔ ایسا وسیلہ جو انوارِ الٰہی کی کامل روشنی پاکر جہانِ انسان پر اُسے اس طرح منعکس کرتا ہے جیسے زمین کی فضا سورج کی حرارت کو پاکر اُسے زمین کی ہر چیز پر پھیلا رہی ہے۔"

(ڈیوائن فلاسفی ص)

حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں :۔

"اے لوگو ! اپنی روح کو نفس کی قید سے رہائی دلواؤ اور میری محبت کے ماسوا اُسے اور سب چیزوں کی محبت سے پاک کرو۔ میری یاد سب چیزوں کو آلودگی سے پاک کردیتی ہے اگر تم دیکھنے والوں میں سے ہو۔

اے میرے بندے ! خدا کی آیات جو تجھے عنایت ہوئی ہیں اُنھیں پڑھ تاکہ تیری خوش الحانی تیری روح کو منوّر کردے اور لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لے۔ جو کوئی اپنے کمرے میں علیحدہ بیٹھ کر خدا کی طرف سے اُتری ہوئی آیات کی تلاوت کرتا ہے تو خدا کے فرشتے اُس کے منہ سے نکلے ہوئے کلام کی خوشبو کو سب جگہ پھیلا دیں گے۔"

(گلیننگز صفحہ ۲۹۴ و ۲۹۵)